UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224766
UNIVERSAL
LIBRARY

حق تصنیف و تالیف محفوظ ہے

[illegible]

ہدایۃ النساء

Checked 1975

مصنفہ

والدہ صاحبہ مرحومہ محمد سعید صاحب بن سید محمد میر صاحب وکیل

ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام و ممالک متحدہ آگرہ و اودہ

جسکو

محمد سعید صاحب موصوف نے کاغذات پارینہ سے جمع کرکے بنظر فائدہ

خاتونان ہندوستان و بطور یادگار مصنفہ مرحومہ

طبع کرایا

لا تقطعوا الدر ینثر عقدہ ؛ لیعود احسن فی النظام واجملا

نہ ہوویں دل شکستہ بکھر گئے ہیں اگر یہہ موتی زیادہ تر حسن عقد کی سی گندینگی بار دیگر یہہ موتی

صرف ٹیٹل ہذا مطبوعہ مطبع فخر نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ و حالات مصنفہ

میری والدہ نے جنکا انتقال ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ مجہکو چہوٹی عمر کا چہوڑا تہا۔ اور میرے تین بہائی مجہہ سے بڑے سید احمد سعید اور مجہسے چہوٹے سید محمود احمد و سید مسعود احمد ہین جنکو اور تین بہنو کو بہی چہوڑا۔ بعدہ مجہکو میرے والد نے معہ میرے بڑے بہائی سید احمد سعید کے سنہ ۱۸۹۱ء مین سینٹ جارج کالج منصوری مین تعلیم کے واسطے داخل کر دیا وہان میری تعلیم ہوئی۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء مین نے کالج کا فائنل یعنی آخری امتحان پاس کیا۔ پہر علیل ہوگیا ابتک یہہ تجویز نہین ہوئی ہے کہ مجہکو کس صیغہ ملازمت یا تجارت کیواسطے تیار ہونا ہے نا طاقتی کی وجہہ سے ڈاکٹرون نے تجویز کی ہے کہ مین یکسال تک لکہنے پڑہنے کو چہوڑ دون۔ اب اس خالی زمانہ مین اور دہلی کی گرمی سے بچنے کیواسطے مین اپنے والد کے ساتہہ حیدرآباد دکن آیا۔

یہان ردیون مین جو کتب قانونی کے بکس مین کتابون کی حفاظت کیواسطے میرٹہہ سے آئی ہتین ایک کاغذ میری والدہ کے ہاتہہ کا لکہا ہوا ملا جسکو مین نے فرط محبت سے بہت

عزیز سمجہا اور اپنے پاس بطور اپنے والدہ مرحومہ کی یادگار کے رکہنی کا قصد کیا اوسکو پڑہا تو معلوم ہوا کہ یہہ ایک کتاب کا سلسلہ ہے جو اونہوں نے کسی زمانہ مین لکہنی شروع کی تہی تب مین نے تمام ردیون مین تلاش کی تو بہت سے اوراق پریشان ملے فوراً مین نے اپنے والد کے منشی کو جو پٹنہ مین ہین اور جنہون نے کتب قانونی بہیجی تہین لکہا کہ اور جسقدر اوراق ملین اون کو بہت احتیاط سے بہیجدو چنانچہ اونہون نے تلاش کر کے بہت سے اوراق بہیجے اونکو مین نے ترتیب دیا تو ایک نہایت ضروری اور مفید کتاب معلوم ہوئی مگر اکثر مقامات مین ناتمام ہے تاہم جسقدر کہ وہ موجود ہے اونکی اغراض پورا کرنیکے واسطے کافی ہے لہذا مین نے یہہ ارادہ کیا کہ بطور یادگار اپنی والدہ مرحومہ کے طبع کرادون تاکہ جو اونکی غرض رفاہ عام تہی وہ پوری ہو جائے اور ایک اونکی یادگار قایم رہے اسلیے اوسکو طبع کراتا ہون۔ اور پڑہنے والون سے التجا کرتا ہون کہ میری والدہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کرین

اس دیباچہ مین مجہکو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مختصر حالات اپنی والدہ موصوفہ کے لکہون تاکہ میری والدہ کی آیندہ نسل اون کی حالات سے واقف رہے۔

میری والدہ حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب ابن مولوی عزیز اللہ خانصاحب مرحوم کی بڑی دختر تہین۔ ان کا خاندان دہلی مین ابتک ممتاز اور معزز ہے۔ حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب کے چہوٹے بہائی مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب دام ظلہ۔ سی۔ ایم۔ جی۔ موجود ہین خدا اون کو قایم رکہے۔ اور اون کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب نواب سربلند جنگ ہائیکورٹ نظام کے جج ہین اور چہوٹے صاحبزادے مولوی محمد مجید اللہ خانصاحب

بیرسٹر ہین - میرے نانا حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب کے حقیقی چچازاد بہائی منشی محمد امین اللہ خانصاحب عرف منشی امّو جان اور بخشی انعام اللہ خانصاحب و مولوی فضل اللہ خانصاحب تھے - جو ریاست الور مین بڑے معزز اور اعلی ترین عہدہائے جلیلہ پر ممتاز تھے بخشی انعام اللہ خانصاحب کے صاحبزادے خان بہادر محمد اکرام اللہ خانصاحب ارا کین دہلی مین ہین - حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب کے صاحبزادے محمد حامد اللہ خانصاحب پنجاب مین انسپکٹر ڈاکخانہ جات ہین -

حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب میرے نانا درویش صفت اور حضرت مولانا شاہ محمد سعید صاحب قدس سرہ کے خلف الرشید جناب شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر کے خلیفہ تھے -

میری والدہ مرحومہ ۱۸۵۶ء مین بمقام دہلی پیدا ہوئین اور آٹھہ سال کے عمر مین اپنے والدین کے ساتھہ مکہ معظمہ سے مشرف ہوئین - حضرت شاہ عبد الغنی صاحب کو اون سے بہت الفت تہی - اور اکثر اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے اور سر پر ہاتھہ پہیرا کرتے تھے حضرت نے بارہا اون کے واسطے دعا فرمائی کہ نیکبخت ہو اور خوش رہو حج سے واپس آنیکے بعد ۱۸۶۵ء مین میرے والد مولوی سید محمد میر صاحب وکیل ہائیکورٹ دام ظلہ العالی سے اونکی نسبت قرار پائی - اگرچہ میرے دادا جناب سید محمد میر بادشاہ صاحب مغفور اور میرے نانا صاحب جناب مولوی حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب مرحوم مین بہت اتحاد تہا لیکن جناب مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب دام ظلہ سے بدرجہ غایت محبت تہی ایک ہی ساتھہ قانون یاد کیا تہا اور ساتھہ ہی امتحان دیا اور ساتھہ ہی کامیاب ہوے اور ساتھہ ہی وکالت شروع کی اور ساتھہ ہی منصف مقرر ہوئے پہر ساتھہ ہی دونون صاحب تخفیف مین

علیحدہ ہوئے اور دونوں نے وکالت شروع کی۔ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب قبلہ نے
صدر دیوانی آگرہ میں اور میرے دادا صاحب مرحوم نے میرٹھ میں۔

اس یگانگیت کے سوا یہ بھی تعلق تھا کہ میری دادی صاحبہ کے چچا نواب علی محمد خاں صاحب
مغفور کی بیٹی مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب کو منسوب تھیں۔ اون میں اور میری دادی صاحبہ
میں بھی بہت ہی محبت تھی اسوجہ سے میری والدین کے عقد کے قرارداد میں زیادہ تر جذبۂ
الفت تھا اگرچہ نسبت کا قرارداد ۱۸۶۵ء میں ہوا مگر ۱۸۷۴ء تک عقد نہیں ہوا اور اوسکی وجہ
غالبًا یہ تھی کہ میرے والد کو یہ منظور تھا کہ جب وہ نوکر ہو جاویں یا خود کوئی کام کرنے لگیں تب عقد ہو
جب ۱۸۷۴ء میں میرے والد نے وکالت کے امتحان میں کامیابی حاصل کری اور چھ سات مہینے
کام کر لیا اور اندازہ ہو گیا کہ وہ خود اپنے اور اپنی عیال کے اخراجات کا بار اوٹھا سکینگے تو شروع
۱۸۷۵ء میں کدخدائی کی۔ اور جنوری ۱۸۹۵ء تک میری والدہ زندہ رہیں پھر ہم سب کو چھوڑ کر
انتقال فرمایا۔

مجھکو اپنی والدہ کی نیکو خصائل بیان کرنیکی کچھ ضرورت نہیں تھی اونکی اس کتاب سے بخوبی اندازہ
ہو سکتا ہے کہ جو بی بی ایسی نصایح اوروں کو کرے وہ کیوں اونپر عمل کرنیوالی نہ ہو گی اور اسیکا
نتیجہ تھا کہ جبتک میری والدہ مرحومہ زندہ رہیں کسی نے نہ سنا اور نہ دیکھا کہ کبھی ایک منٹ کیواسطے بھی
میری والدین میں نااتفاقی یا رنجش ہوئی ہو۔ میں نے دادی صاحبہ اور پھوپھیوں سے سنا ہے کہ
وہ سب سے اسیطرح محبت کرتی تھیں جیسے اپنی حقیقی والدہ اور بہنوں سے اور یہی حال اون سبھوں
کا اونسے محبت کرنیکا تھا۔ اسکے کہ پندرہ سولہ برس اونکے انتقال کو ہو گئے ہیں جب دادی

اور پہوپہی سے اونکا ذکر ہوتا ہے یا وہ ذکر کرتی ہون تو رونے لگتی ہین - مین نے سُنا ہے کہ وہ اکثر یہہ قطعہ پڑہتی تہین -

یاد داری کہ وقت زادن تو ہمہ خندان بودند تو گریان

آن چنان زی کہ بعد مردن تو ہمہ گریان بوند تو خندان

اللہ تعالی نے اونکے اس خیال کو پورا کیا کہ زچگی کی حالت مین جمعرات کے دن اونکا انتقال ہوا - دہلی دروازے کے باہر مہندیون مین حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار کے برابر اوسی احاطہ مین جہان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی دفن ہین دفن ہوئین - اور ہمارے اعتقاد کے موافق وہ شہیدون مین داخل ہوئین اور یہہ خود دیکہتی ہین کہ اون کی نیکیون اور خوبیون کو یاد کر کے سب روتی ہین اور اس حدیث شریف کے موافق جو میری والدہ نے اس کتاب مین لکہی ہے ایما امراۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ یعنی جو عورت اسطرح مری کہ اوسکا شوہر اوس سے ہر طرح پر خوش ہو وہ داخل ہوگی جنت مین - میرا یقین ہے کہ وہ جنت کی ہوا کہاتی ہین - میرے والد ماجد ہمیشہ فرمایا کرتے ہین کہ ابتدا سے اخیر وقت تک کبہی مجہکو ناخوش ہونیکا موقع نہین دیا مجہکو ہمیشہ راضی اور خوش رکہا -

میری والدہ کی عادات مخصوصہ جنکا علم مجہکو اپنے والد اور دادی صاحبہ کے ہوا یہہ تہین - کبہی بلند آواز سے بات نکرتی تہین یہانتک کہ اگر کسی کام کو ماما کے بلانیکی ضرورت بہی ہوتی تہی تو پکار کر نہین بلاتی تہین وہ کام خود کر لیتی تہین یا انتظار مین اتنی دیر تک بیٹہی رہتی تہین کہ وہ خود آجاوے تو آہستگی سے اوس سے کہدین اگر والد کہانا کہاتے وقت ماما کو گرم چپاتی لانیکے

واسطے پکارتی تو منع کرتین کہ آہستگی سے کہا واہی آجائیگی ۔

کبھی قہقہہ مار کر یا بلند آواز سے ہنین ہنستی ہتین مگر چہرہ ہمیشہ خوش مسکراتا ہوا رہتا تہا ۔

نہایت مستقل مزاج تہین بچون کے تیمارداری مین ہمہ تن معروف ہوجاتی ہنین مگر پریشان ہنین ہوتی ہتین پردہ کے کوٹھی مین جب رہتی ہتین تو جو کمرے زنانے تھے مہینون تک اونکی چہت کے نیچے سے ہنین نکلتی ہتین اور جب دہلی مین آتی ہتین تو مکان کی ایک سہ دری مین جو اون کے واسطے مخصوص تہی رہتی ہتین اور جب کوئی ملا آتا تہا تو دوسرے حصہ مکان مین جاتی ہتین ۔

بچے اگر آپس مین لڑتے تھے یا شرارت کرتے تو بہلا برا ہنین کہتی ہتین بلکہ ماما کو بہیجکر اون کو اپنے پاس بلالیتی ہتین اور اون کے سامنے کہانیان اور قصص کہکر مصروف کرلیتی ہتین ۔

ہر رنج اور غم کو نہایت صبر اور تحمل سے برداشت کرتین ۔ ایک دفعہ اونکی ایک لڑکی دفعتًا سخت علیل ہوئی تمام دن اوس کے پاس بیٹھی رہین اور خود علاج مین معروف رہین اور اپنی والدہ سے کہا کہ اور بچون کو دوسرے کمرے مین لیجاؤ جب لڑکی کا انتقال ہوگیا تو مطلق نہ روئین اور وہان سے باہستگی و اطمینان اوٹھکر بچون کے پاس چلی آئین اور اپنی والدہ کو بہیجا کہ انتظام کرو اور بچون کو لیکر بیٹھ گئین اور قصص کہنے لگین ۔

بچون کے سامنے جو کہانیان کہتی ہتین اون مین اپنے بچپن اور کہیلنے کے حالات ہوتے تھے یا اپنے خاندان اور رشتہ دارون یا شہر کے دیگر اشخاص کی اچھی اچھی باتین ہوتی ہتین ۔

میری دادی صاحبہ فرماتی ہین کہ مجھسے اسقدر محبت کرتی ہتین کہ ایسی محبت اور ایسا خیال اپنی بیٹیون کا بہی مین نے ہنین دیکھا ۔

جاڑون مین ہر سال مجھے کوئی نہ کوئی کپڑا خود سی کر یا سلوا کر بھیجتی تہین اور کہتی تہین کہ آپ کو
ضرورت نہین مگر میرا جی چاہا کہ آپ پہنین اور جب مین میرٹھ مین جاتی تہی تو مجھکو سارے
انتظام کا مالک کر دیتی تہین اور خود مہمان بن جاتی تہین ۔

(میرے والد ماجد فرماتے ہین کہ ایک خاص بات اونکی عادات مین یہہ تھی کہ جب مین
باہر سے گہر مین آتا تہا تو ایکا ایک کہڑی ہو جاتی تہین یا بہت اصرار سے مجھکو بٹہاتی تہین کبہی
اسطرح سے اونہون نے بات نہین کی کہ خود بیٹہی رہین اور مین کہڑا رہون خود کہڑی ہو جاتی
تہین یا مجھے بٹہا لیتی تہین ۔

میرے کہانے اور کپڑون کا بہت خیال رکہتی تہین ۔ کہانیکو ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز تیار رہتی
تہی اور اصرار سے کہلاتی تہین ۔ مذاق سے کہتی تہین کہ بہو کے شریف سے ڈرنا چاہیئے ۔
ہر مہینہ دو مہینہ مین خدمتگار سے سب کپڑے منگا کر دیکہتی تہین اور نئے کپڑے بدل کر
واپس بہیجدیتی تہین ۔ جو خراب یا پہننے کے لایق نہین رہتے تھے اون کو نوکرون مین تقسیم
کر دیتی تہین یا کرتے کے بچون کے کپڑے بنوا دیتی تہین ۔ اونکے انتقال کے بعد متعدد رضائیان
اور اور پارچہائے پوشیدنی ایک بکس مین سے نکلے جو تین سال تک کافی ہوئے ۔

میرے والد اونکی ایک خاص بات یہہ بہی کہتے ہین کہ جب مجھکو کسی بات پر غصہ
آتا تہا وہ کسی نہ کسی طرح میرے کندہے پر ہاتہہ رکھکر باتین کرتی تہین ۔ اس سے فوراً غصہ جاتا
رہتا تہا یہہ سب باتین ایسی تہین کہ جنکی وجہ سے چودہ برس اون کے اس گہر مین نہایت
مسرت اور خوشی سے گذرے وہ خوش رہین اور سب کو خوش رکہا ۔ خدا میری بہنوا ور

اور سب مسلمان لڑکیوں کو توفیق دے کہ وہ اسی طرح گزارین یقین ہے کہ اللہ تعالی نے آخرت مین اون کو خوش رکہا ہو۔

میرے والد نے اون کے انتقال کے بعد اپنی میرٹھہ کے کوٹھی کے وسیع احاطہ مین لب سڑک ایک نہایت خوش وضع مسجد مع چاہ و حجروں کے اون کی یادگار مین بنائی جس کی محراب مین سنگ مرمر کے تختی پر یہہ قطعہ کندہ ہے۔

بہ بست ہفتم ماہ جمادی الاولی ۔۔۔ کہ سیزدہ صد و شش ہجری است سال شہیر
سفر گزیدہ از دار فنا بملک بقا ۔۔۔ میان خلد محمد النسا چو شد جاگیر
بیادگار وفاتش بنیت حسنات ۔۔۔ نمود مسجد و چاہے بنا محمد میر
سروش غیب ندا زد بمیر تا خورشید ۔۔۔ نظیر کعبہ ہمین غریب شد تعمیر

۱۳۰۶ ہجری

سید محمد ابن سید محمد میر صاحب

حیدرآباد دکن ۔۔۔ جولائی ۱۹۰[illegible]ء۔

یافتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

سب سے پہلی ہر کام کے شروع کرنے مین خدا کی تعریف کرنیکا (اگرچہ وہ تعریف کا محتاج نہین ہے) دستور ہے اور اچھا دستور ہے مگر خدا کی کیا کوئی تعریف کرسکتا ہے۔ تعریف کرنے مین وہی الفاظ لکھی یا کہیگا جو اوسکو معلوم ہونگے۔ لیکن کتنے ہی بڑے سے بڑے الفاظ کہو یا لکھو خدا کی تعریف ادا نہین ہوسکتی۔ خدا اون سب سے برتر اور بزرگ تر اور زیادہ قدرت والا ہے۔ یون تو خدا کی ساری مخلوق ہے مگر انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے یہ اوسکی رحمت اور اوسکا احسان ہے پہر اوس نے انسان کو عقل و ہوش فہم و فراست نیک و بد سمجھنے کی قوت دی جس سے وہ ہر کام کو سوچ سمجھکر کرسکتا ہے۔ اور جان سکتا ہے کہ ہر کام کا کیا نتیجہ ہوگا۔

خدا نے انسان کے آرام و آسایش کے واسطے حیوانات نباتات جمادات پیدا کئے ایسی رحمت کا کیا کوئی شکر ادا کرسکتا ہے۔ پہر ہمارے سمجہانے اور سیدہا رستہ بتانے کو پیغمبر بہیجے۔ جنہون نے اپنی ساری زندگی ہدایت کرنے مین صرف کی سب سے آخر مین اپنے

حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ ہمکو پوری ہدایت کریں اور ہمکو اونکی امت مین ہونیکا شرف عطا فرمایا۔ خدا ہمکو ہدایت دے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول کی تابعداری کرین اور اون کے احکام پر چلین جس سے ہمارے دین و دنیا کی بھلائی ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام اقوال و افعال سے ہمکو تمام باتین سکہائین ہمکو بتایا کہ خدا کیا ہے وہ کیسا قدرت والا ہے وہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین وہ سب کچھہ کرسکتا ہے اوسکو اپنا مالک اور خالق سمجھو اوسکی رحمت کے امیدوار رہو اوس کے غضب سے ڈرو اوسکی عبادت کرو جو کچھہ مانگو اوسی سے مانگو سب اوس کے محتاج ہین۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اچھے کامون کے کرنیکی ہدایت کی برے کامون کے کرنے سے منع فرمایا۔ ہمکو سمجھایا کہ تم پر ماں باپ شوہر۔ زوجہ۔ پڑوسیون وغیرہ کے کیا حق ہین اور اپنی شریعت کا ایک کمل قانون ہماری ہدایت کے واسطے چہوڑا اوسپر چلنا ہمارا فرض ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اب مین اپنی بہنون سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو اس چھوٹی کتاب کے لکھنے کی ضرورت یہہ معلوم ہوئی کہ ہمارے ملکی زبان اردو مین ایسی کتابین نہین ہین جن سے باہمی تعلقات زن و شوہر کی تعلیم لڑکیون کو دیجاوے اور ابتدا سے اُن کے دل پر ایسا اثر پیدا کیا جاوے جو اون کی آیندہ زندگی بآرام اپنے شوہرون کے ساتھہ بسر کرنے مین مدد دے اور وہ اپنے شوہرون سے خوش آیندہ الفاظ (بٹر ہاف) (Better half) یعنے چھا نصف سنی کی مستحق ہون۔ گہر کے گاڑی مین دو ہم رفتار اسپان یا نرگاوان کے موافق چلین

جہان ایک کی کمزوری معلوم ہو دوسرا زور لگا کر اوس گاڑی کو چلاوے۔ ایک دوسرے کا
مددگار مونس۔ غمخوار۔ مشیر۔ رازدار ہو۔ اور اپنی زندگی خوشحالی اور ہنسی خوشی سے گذرے
دن عید رات شبرات ہو گو مرفہ الحالی ہو یا افلاس ہو اتفاق مین اوسکا کچھہ اثر نہ ہو۔
ہماری قوم مین خدا کا شکر ہے کہ ایسے تنازعات بہت کم ہوتے ہین بہر ہی اکثر ہو جاتے
ہین اور جو نہین ہوتے وہ زیادہ تر اون مجبوریون کی وجہہ سے نہین ہوتے۔ یا نہین ظاہر
ہوتے۔ جو ہماری قوم کی رسم و رواج کی وجہہ سے عورتون کے عارض حال ہین۔ لیکن مسرت
حقیقی یہہ نہین ہے کہ مجبور ہو کر کسی کی اطاعت کرین بلکہ یہہ ہے کہ اطاعت کرنا اور خوش
رہنا اور خوش رکہنا ہماری جبلی بات ہو۔ اس لیئے ضرور ہے کہ لڑکیون کو تعلیم خانہ داری مین
شوہرون سے برتاؤ کے طریقے بہی داخل کیجاوین اون کو کسی نہ کسی پیرایہ مین بتایا جاوے
کہ شادی کے بعد تمہاری کس قسم کی زندگی شروع ہوگی۔ شوہرون کے ساتہہ برتاؤ کرنیکے
تمہارے کیا فرائض خدا نے اور خدا کے رسول نے قرار دیئے ہین تمہارے اوپر کیا حقوق
شوہرون کے ہین۔ تم کو اون کے ساتہہ کسطرح رہنا چاہیئے اور اون کی مرضی پر کسطرح
چلنا چاہیئے تم کو اپنے شوہر کا اوس کے بزرگون اور عزیزون کا اوسکی عزت اور آبرو کا۔
اوس کے روپیہ اور مال کا خیال رکہنا چاہیئے اور تمہارا ایسا خیال تم کو تمہارے شوہر کے دل
مین عزیز بنا دیگا اور وہ تمہاری زندگی کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجہیگا۔ مین ایک عورت ہون
اور مین نے اپنے شہر مین اور جہان جہان مین رہی اور عورتین مجہہ سے ملین اور اون کے حالات
دیکہے اور غور کیا کہ کیون یہہ خرابیان اون کے گہرون مین پڑین۔ تو معلوم ہوا کہ سارا قصور

اسکا سبب ہے کہ لڑکیون کو ایسی تعلیم نہین دیگئی جس سے اونکو اپنی حقیقت اور اپنے فرائض معلوم ہوتے
اور اوس لحاظ سے اپنے شوہرون سے برتاؤ کرتین۔ ہان بعض ایسی حالتین معلوم ہوئین جہان شوہرون
کا قصور تہا مگر پہر بہی یہ رائے ہوئی کہ اگر بی بی ذرہ صبر اور تحمل سے کام لیتی اور اپنے میان کی مزاجدان
بنکر اوس سے برتاؤ کرتی تو ضرور وہ جہگڑے جنکی شکایت مین نے سنی رفع ہوجاتے مردون کے دلون مین تو خدا
نے عورتون کی محبت پیدا کردی ہے لیکن ان عورتون کا قصور ہے کہ جو اپنی جہالت اور ضد اور اوس کے
خلاف مرضی کام کرکے اوس محبت مین کمی کردیتی ہین یا کہو دیتی ہین قرآن شریف مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے

ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔

جسکے یہ معنی ہین کہ ہم نے تمہارے دلون مین عورتون کی محبت پیدا کی تاکہ تم اون سے تسکین حاصل کرو۔
اسلیئے میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اس چہوٹی سی کتاب کے ذریعہ سے اپنی بہنو کی خدمت کرون اور مجہکو یقین
ہے کہ اگر لڑکیان بلکہ بوڑہیان جنمین باہمی شکررنجیان ہوتی رہتی ہین اسپر عمل کرینگی تو آئندہ اونکی حالت
بدل جاویگی اور ایسا سلوک باہم اونکی اور اون کے خاوندون کے ہوجاویگا کہ لوگ عش عش کرینگے
اور اونکی زندگی اتفاق اور سلوک سے گذریگی آپ بہی خوش اور میان بہی خوش۔

یہ کتاب اسواسطے نہین لکہتی ہون کہ سبقاً سبقاً پڑہایا جاوے بلکہ جیسے مجہکو میرے بزرگون نے خدا
اور پیغمبر کی حکمت سے قران شریف اور حدیثون اور قصہ کہانیون کے ذریعہ سے سمجہایا ایسی ہی اس کتاب کو
جو دیکہے اپنے گہر مین اوس کے مضامین کسی پیرایہ مین لڑکیون کے دل نشین کردے۔ اور اس کتاب کے
لکہنے سے میری غرض یہی ہے کہ ہمارے ملک اور قوم کے ایسے اہم کام کی طرف لائق مرد متوجہ ہوجاوین
جسپر ہماری ساری زندگی کی خوشی اور مصیبت کا انحصار ہے۔ مین اس قابل نہین ہون کہ مصنف بننے کی خواہش

کرون لیکن مین نے بہت تلاش کیا جب کوئی کتاب مجھکو ایسی نہین ملی تو جرأت کی مجبہ سے جو غلطی ہو وہ معافی
کے قابل ہے اور قوم کے لائق لوگون سے التجا ہے کہ ایسی تصانیف مین ہی حصہ لین ۔

اے میری بہنو اب مین تم کو مخاطب بناکر کہتی ہون تم سمجھو اور بتاؤ کہ یہہ اچھا ہے کہ تم اور تمہارے میان
سلوک سے رہین وہ تم کو اپنا رفیق اور ہمدرد سمجھین اپنا رازدار بنائین اپنے روپیہ پیسہ کا امانت دار کرین
تم سے محبت کرین اور تم کو خوش رکھنے کا خیال اونکے دل مین پیدا ہو یا یہہ اچھا ہے کہ وہ جتنی دیر تم سے الگ
رہین بلا رہ سکین اوسکو غنیمت جانین اور یہہ سمجھین کہ جو ذرا اس سے کہا وہ طشت از بام ہو جائیگا اور ڈر ہو
کہ جو روپیہ پیسہ اسکے پاس جائیگا وہ اوڑ جائیگا اور یہہ اوسکا خیال نکرے گی کہ محنت اور جانفشانی سے
کمایا ہے مفت کا مال سمجھکر اوس کو تتر بتر کر دے گی ہوا جواب تم تو ضرور یہہ دوگی اچھا تو یہہ ہی ہے
کہ میان بی بی کے ساتھہ سلوک سے رہے ۔ بی بی کو اپنا رفیق اور ہمدرد جانے ۔ بی بی پر اعتبار اور بہروسہ رکھے
اپنا رازدار سمجھے اپنا روپیہ پیسہ بی بی کو بیدہڑک دے اور پہر نہ پوچھے کہ کیا کیا ۔ جی تو تمہارا اور سب کا
ہی چاہتا ہوگا مگر ایسا تو اوسوقت تک نہین ہو سکتا جب تک کہ تم اپنے میان کے دل مین اپنے برتاؤ افعال
اور کردار سے یہہ ثابت نکردو کہ تم اس لائق ہو اب آگے مین تم کو مفصل بتاؤنگی کہ کیونکر اپنے
میان کے دل مین گہر کر سکتی ہو (مختصر یہہ ہے کہ تمہارے ہی ہاتہہ مین ہے ہر شخص کے دل مین یہہ خواہش
ہوتی ہے کہ کوئی اوسکا سچا دوست ہو جسپر اوسکو بہروسہ اور اعتبار ہو وہ دکہہ درد مین کام آئے رنج
اور راحت کا شریک ہو جب کوئی غیر شخص بہی اوسکو ایسا ملجاتا ہے تو وہ اوسکو بہت عزیز رکہتا ہے اپنے
جان اور مال کا مالک کر دیتا ہے ۔ اگر اوس کی بیوی اوسکی نظرون مین ایسی ثابت ہوجاوے کہ وہ اوسکی
سچی ہمدرد ہو اور اعتبار اور بہروسے کے لائق ہے تو وہ کیون بی بی جس سے اوسکو زندگی بہر کا سابقہ پڑا ہے

جس مین قدرتی کشش ہے۔ ایسا عزیز نہ رکہے اب یہ تمہارے ہاتہ مین ہے کہ تم اپنے میان کی اطاعت کرو اوسکی جان کو اپنے جان سے زیادہ عزیز سمجہو اوسکی عزت آبرو کی حفاظت کرو اوسکے روپیہ پیسہ کو بیدردی سے بیجا یا بے ضرورت کامون مین صرف نکرو اوسسے اور اوسکے عزیزون سے محبت کرو پہر وہ تمہارا مطیع و فرمان بردار ہوگا تمہارے واسطے اپنی مقدور بہر آرام و آسایش کی فکر کریگا وہ خوش ہوگا تم بہی خوش رہوگی اور جوا اگر یہ جا ہو کہ تم توکچہہ بہی نکرو نہ میان کی ضرورتون کا خیال رکہو اوسکے روپیہ پیسہ کی حفاظت نکرو اور خرچ اوسکی مرضی کے خلاف کرو تو کیسا ہی ولی ہو وہ بہی تمہارے واسطے شیطان ہی ہوجائیگا اور مین کہونگی کہ اوسکا کچہہ قصور نہین۔

اب مفصل تمکو سمجہاتی ہون اور بعض اصلی واقعات مگر نام بدل کر سناتی ہون اوسکو تم سمجہو تو معلوم ہوگا کہ سو مین ایک ایسا ہوگا کہ جسمین حقیقتاً میان ہی کا قصور ہے ورنہ بیبیون کی نا سمجہی اور بیبیون کی رشتہ دارون کی صلاح نا عاقبت اندیش کا باعث تہا جو جہگڑے ہوئے۔

پہلا باب لڑکیون کے بچپن کا

اس زمانے کا شروع تو پیدایش سے ہوتا ہے لیکن چار یا پانچ برس تک لڑکے اور لڑکیان ایک ہی طور سے رکہی جاتی ہین مگر قدرتی طور سے لڑکون کا رجحان مردانہ کہیل سے ہوتا ہے اور لڑکیون کا اپنے ہمجنسون کے طریق پر ہوتا ہے اور جون جون بڑی ہوتی ہین اون مین زیادہ فرق نمایان ہوتا جاتا ہے لڑکے اپنی کہیلون مین مصروف ہونے مین جن سے اون کے اعضا قوی ہون اونمین جرات اور ہمت پیدا ہو محنت اور مشقت اور تکالیف جسمانی کے اوٹہانے کی قابلیت ہو اور اونکے معلومات مین باہستگی ترقی ہو۔ لڑکیان ایسے کہیلون مین لگائی جاتی ہین جن سے اونکی زندگی کی ضروریات اون کو معلوم ہون۔ ہنڈ کلیا پکاتی ہین گڑیان کہیلتی ہین اونکا جہیز بناتی ہین اون کی شادی بیاہ کرتی ہین پہر اونکی گڑیون کے بچے ہوتے ہین اونکے

جیٹی چلے کا سامان کرتی ہین ۔ اسیطرح جیسی حالتین عورتون پر گذرنے والی ہین اون کو اس ذریعے سے
سکہائی جاتی ہین اونکو چہوٹی عمر سے یہہ تو معلوم ہوتا ہے کہ کہانا پکانا اور کپڑا سینا ہمارا کام ہوگا اور یہہ
بہی معلوم ہوتا ہے کہ بیاہ ہوگا میان ملیگا ۔ دولہن بنے گی ۔ بچے ہونگے ۔ مگر یہہ نہین معلوم ہوتا کہ میان
کے ساتہہ ہمکو کسطرح رہنا ہوگا ۔ کسطرح رہنے مین ہمکو مسرت ملیگی ۔ ہمارا میان ہم سے خوش رہیگا
لوگ بہی ہماری تعریف کرینگے ۔ اگر یہہ گڑیان جاندار ہوتین اور ملکر میان بی بی کی طرح رہتی ہتین تو
کہیلنے والی لڑکیان یہہ بہی جان جاتین کہ کیونکر سلوک باہمی رہتا ہے اور کس واسطے لڑائی ہوتی ہے
سلوک کی کیا برکتین ہین اور نا اتفاقی کی کیا مصیبتین ہین ۔ اور اونکا اثر کتنی کتنی دور تک پہونچتا ہے
یہہ تو ممکن نہین ہے کہ گڑیان انسان ہو جائین اور میان بی بی کی طرح رہین سہین اور لڑین اور
لڑکیون کو یہہ سمجہنے کا موقع ملے کہ کیون لڑائی ہوئی اس لیے پچہلی بڑی بوڑہیون نے کہانیان بنائی ہین
تاکہ اون کے ذریعہ سے کچہہ معلوم ہوتا جائے پہلے کسی زمانہ مین جب یہہ کہانیان بنائی گئی تہین اور
اسواسطے بنائی گئی تہین کہ اون سے لڑکیون کو اپنی عملی زندگی بسر کرنے مین مدد ملے غالباً ایسی ہونگی
جن سے فائدہ ہوتا ہوگا مگر جہان ہماری اور حالتین خراب ہوئی ہین یہہ کہانیان بہی خراب ہو گئین
اور اب ایسی کہانیان لڑکیون کو سنائی جاتی ہین جن سے اول ہی سے اون کے دلون مین ساس
نندون کی دشمنی پیدا ہو ۔ یہہ اون کے دل مین بیٹہہ جاتا ہے کہ ہمارا پہلا کام شادی کے بعد یہہ ہے کہ ساس
نندون سے الگ ہون وہ ہماری دشمن ہونگی اور ہمکو بہی دشمن ہونا چاہیے سوکنون کے قصے سنائے
جاتے ہین اور اوسی خیال کو اپنے دل مین لئی ہوئی جاتی ہین اور اوکہاڑ پچہاڑ شروع کرتی ہین ۔
کچہہ تو میان کو ناگوار ہوتا ہے اور اوسکے ماں بہن کو تو بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے وہ کہتی ہین کہ بہو تو میکے آئیے

اور ہماری ہی دشمن نکلی۔ پس جھگڑے شروع ہو جاتے ہین اور اونکے برے برے نتیجہ پیدا ہوتے ہین
کاش اگر ہماری قوم اسطرف متوجہ ہو تو ان بیہودہ خراب کن زندگی کے سامانون کی جگہہ ایسی دلچسپ
کہانیان بنائین اور اون کو رایج کرین جنسے یہہ خرابی رفع ہو اور وہ باتین لڑکیون کی دل نشین ہون
جن سے سلوک اور اتفاق گہرون مین رہے تو کیا اچھا ہو یہی وہ زمانہ ہے کہ ہمکو لکہنا پڑہنا سکہایا
جاتا ہے جو عموماً مسلمانون مین اب رایج ہوگیا ہے۔ پہلی سنا ہے اور اپنی دادی پردادی کو دیکہا بہی ہے
کہ لڑکیون کو پڑہانا اچھا نہین سمجھا جاتا پہلی زمانہ مین اگر پڑہاتے ہی تھے تو قرآن شریف اور مسلہ
مسائل کی کتابین لکہنا تو بالکل سکہاتے ہی نہین تھے۔ شاذ و نادر کوئی شریف عورت پڑہی لکہی ہوتی تہی
لیکن اب عموماً لڑکیون کو تہوڑا بہت پڑہاتے ہین مگر مشکل یہہ ہے کہ اردو زبان مین اس قسم کی کتابین
بہی موجود نہین جن سے اونکو اچھی باتون کی تعلیم ہو اون کے اخلاق درست ہون اون مین دوست
دشمن سمجھنے کا مادہ پیدا ہو اپنے نیک و بد اعمال اور اونکے نتیجون کو سوچین اونکے دلون مین
پاک خیالات پیدا ہون اپنے فرایض سمجہین دوسرون کے حقوق پہچانین اس لیے اس ادہوری تعلیم کا نتیجہ
بہلائی کے برائی ہوتا ہے۔ اس لکہنے پڑہنے سے اتنا تو ہوتا ہے کہ اپنا حال دوسرون پر خطوط کے ذریعہ سے ظاہر کرین
یا دوسرون کے حالات سے واقف ہون لیکن اوس تعلیم کی وجہہ سے جو گڑیان کہیلنے اور کہانیان سننے کے بیان مین
بیان کی جاتین وہ اس خط لکہنے کی بدولت برے برے نتیجہ پیدا کرتی ہین اپنے ماں باپ بہائی بندون کو جہوٹی جہوٹی
باتین جہوٹ سچ لکہتی ہین جسکے دلون مین داماد اون اور بہوؤن سے رنج پیدا ہوتا ہے اور وہ بڑا میل جول مین
فرق ڈال دیتا ہے اور آپس مین کشش پیدا ہو جاتی ہے جسکے برے نتیجون کا اثر خود ان بیوقوفون کو اوٹہانا پڑتا ہے
(ہندون مین لڑکیون کی بہت چہوٹی عمر مین شادی اور گونا ہو جاتا ہے اور لڑکی اپنے ماں بہن کنبہ سے

الگ ہوجاتی ہین اوسکو ایسی چھوٹی عمر مین سسرال والون کے ساتھہ رہنا ہوتا ہی کہ اوسکا مزاج اور اوسمین سب خصایل اون کے ہی سے ہوجاتے ہین اون کے ہی طریقون کو پسند کرتی ہے اور وہ اپنا اصلی و حقیقی رشتہ دار سمجہہ لیتی ہے وہ اونمین مِل جُل جاتی ہے اسکی تعلیم و تربیت سسرال والونکے ذمہ ہوتی ہے۔ ہماری قوم مین عموماً بڑی عمر مین شادی ہوتی ہے اور تمام تعلیم و تربیت کا زمانہ مان باپکے گہر مین گزر جاتا ہے وہ ایسی حالت مین اپنے سسرال جاتی ہی۔ جب اوسکو تمام امور سے واقفیت ہوجانی چاہیئے۔ جاتے ہی اوسپر سارے گہر کا بوجہہ پڑتا ہے۔ اسلئے مسلمانون کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے لڑکیون کو تعلیم و تربیت سے ایسا آراستہ کرکے شوہرون کو دین کہ وہ اوس بہاری ذمہ داری کو جو گہر دار بننے سے اوسپر ہوگی سمجھے اور ہندو لڑکیون کی طرح سے وہ اپنی تربیت اور تعلیم کے ذریعہ سے سسرال والون مین مِل جُل جاوے۔ مسلمان لڑکیون کے مان باپ کو اسکی بہت احتیاط کرنی چاہیئے کہ اونکی ابتدائی تعلیم و تربیت ایسی نہ ہو کہ سسرال والون سے اوسکو پہلی ہی سے نفرت و عداوت پیدا ہوجاوے یہی میان بی بی مین لڑائی اور نااتفاقی کی پہلی سیڑہی ہے۔

(جس شخص یا جس چیز سے تمہارے میان کو محبت ہو اور تمکو اوس سے دشمنی اور نفرت ہو تو کبہی تم مین اور تمہارے میان مین اتفاق نہین رہ سکتا۔ مین نے شروع مین لکہا ہی کہ بیوی کو انگریزون مین بیٹر یعنی اچہا نصف میان کا کہتے ہین یعنی میان بی بی ملکر ایک ہوتی ہین نہین تو آدہی آدہی ہین تو بہلا سمجہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آدہا جسم تو ایک طرف جاوے اور دوسرا آدہا دوسرے طرف جاوے وہ تو سب کا سب ایک ہی طرف چلیگا ورنہ قایم نہین رہیگا۔ اسلئے لڑکیون کو ایسی تعلیم ہونی چاہیئے کہ اون کے دل مین یہہ قایم ہوجاوے کہ ہماری ساس نندین بیاہ کے بعد ہماری شفیق ما اور محبت والی بہنین ہونگی

اوسیطرح کے ساتھ اونکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقی ماں اور حقیقی بہن تو خدا نے بنائی ہین یہہ ماں اور
بہن تم بناؤگی لیکن یہہ جب ماں اور بہن بنین گی جب تم اونکو چاہو اونکی ایسی ہی تابعداری اور
خدمت کرو جیسے اپنے ماں کی کرتی تہین اور اپنے افعال اور اقوال اور برتاؤ سے یہہ ثابت کرو کہ ہم تمہاری
اصلی بیٹی اور بہن سے تمہاری نخیب سب نہین ہین اگر اتنا اپنا دل کرو تو پہر ساس تم کو آنکہہ کا تارا دل کی
ٹہنڈک سمجہیگی اور تمہارے میان کا دل بھی خوش ہوگا اور تمہاری طرفدار ہوکر تمہارے خاوند سے لڑیگی
جب تم جاتے ہی خاوند کے رشتہ دارون پر ہاتہہ صاف کرنا چاہو اور خاوند کو اون سے الگ کرنا چاہو تو وہ
تمہارے مخالف ہون گے اور خاوند کو بہر ناگوار ہوگا اور ہمیشہ سے تمہاری برائی اوسکے دلمین پڑجاویگی اور
یہہ فساد کا بیج بویا جاویگا اور یہہ کیون نہ ہو مثل مشہور ہے کہ یار کا کتا بہی پیارا ہوتا ہے اگر تمکو سچائی کا دعوی ہے
کہ تم کو اپنے میان سے محبت ہے تو اوسکی ماں بہن رشتہ دار تو بڑی چیز ہین اوسکی کتے سے بہی محبت کرو۔
جب میان کو یہہ یقین ہو کہ میری بیوی میرے عزیز اور قریب سے محبت رکہتی ہے تو وہ بھی تمہاری رشتہ دارون
سے محبت کریگا اور تم اور میان تو ملین گے ہی بلکہ تمہارے رشتہ دار اور تمہارے میان کے رشتہ دار بھی باہم
ملجاوینگے اور ایک دوسرے کے ہمدرد ہوجاوینگے یہہ صاف بات ہے کہ جب تم اپنی سسرال والون کو برا سمجہوگی
تو اونکی برائیان اپنے میکے والون سے کروگی اونکو رنج ہوگا وہ اونکو برا کہینگے پہر اوسکی اثر سے سسرال والون
کو رنج و ملال ہوگا باہم دونون خاندانون کے لڑائی جہگڑے ہونگے جسکا اثر تمہاری باہمی زندگی پر پڑیگا۔
بعض لڑکیان کہتی ہین کہ ہم ہی کیون دبی جاوین میان ہمارا کہنا مانے تو ہم میان کا کہنا مانینگے وہ ہمارا
نہین مانیگا تو کیون ہم اوسکا کہنا مانین وہ ہمارے بہائی بہن سے محبت کریگے تو ہم اوسکے بہائی بہن سے
محبت کرینگے وہ ہمارے رشتہ دارون سے محبت نکرے تو ہم کیون کرین جیسا وہ کریگا ویسا ہم بھی کرینگے

مگر یہ اونکی غلطی اور سخت غلطی ہے جو برابری کا دعوے کرنا چاہتی ہیں یہ بیوقوفی اور جہالت اور
اور ناعاقبت اندیشی سے ایسا بیہودہ دعوے کرتی ہیں اونکو معلوم نہیں ہے کہ اونکو خدا نے ہی
برابر نہیں بنایا عورتوں کو خدا نے مردوں کی آرام دینے اور خوش رکھنے کیواسطے بنایا ہے کیا تم کو معلوم
نہیں ہے کہ اول حضرت آدم کو اللہ تعالی نے پیدا کیا تہا اور اون کو اپنا خلیفہ بنایا تہا اور یہی ضرورت
حضرت آدم کے بنانیکی تہی۔ جب حضرت آدم پیدا ہو گئے تو کوئی ضرورت اللہ کو باقی نہیں رہی تہی
پہر جب حضرت آدم کا تنہائی میں جی گھبرایا اکیلے ادہر ادہر پہرتے تہے کوئی بات کرنیوالا مجلس نہیں
تہا نہ کوئی ہمدرد تہا جس سے اپنا دکہہ درد کا حال کہہ سکتے۔ نہ کوئی محبوب تہا جسکو اپنی جنت کے خوشیوں میں
شریک کر کے خوش ہوتے نہ کوئی محرم تہا۔ جب حضرت آدم بہت پریشان ہوئے تو اللہ تعالی نے اونکے
آرام اور خوش رکہنے کیواسطے اماں حوا کو اون کی سب سے چہوٹی بائیں پسلی میں سے جب وہ سوتے
تہے پیدا کیا اور حضرت آدم کے دل میں اونکی محبت ڈالی تاکہ حضرت آدم کو اون سے تسکین حاصل ہو
پہر ہنسی خوشی سے حضرت آدم اور اماں حوا رہنے سہنے لگی۔ اگر تم سمجہو تو یہی قصہ جو سچا اور قرآن شریف
میں جسکا ذکر ہے تمہاری چہوٹی برابری کے دعوی کی توڑنیکے واسطے کافی ہے تمکو لازم ہے اور تمپر فرض
ہے کہ جس غرض سے تم پیدا کیگئی ہو اوسکو پورا کرو۔

مرد اور عورت میں ہر طرح سے فرق ہے پہلی مذہبی حالت کو دیکہو کہ خدا اور اوسکے رسول نے ہم کو کیا
بتایا ہے اول ہی قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء وما فضل اللہ بعضہم علی بعض
وبما انفقوا من اموالہم فالصلحت قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ واللاتی تخافون
نشوزہن فعظوہن واہجروہن فی المضاجع واضربوہن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا ان اللہ کان علیا

اسکا یہ ترجمہ ہے مرد تسلط رکھنے والے ہیں حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ بزرگی دی ہے اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس سبب سے کہ خرچ کیا ہے اپنے مال میں سے پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہیں حفاظت کرنی والی ہیں اپنے شوہروں کے پیچھے۔ اللہ کی حفاظت کے ساتھ اور جو عورتیں کہ جن سے تم کو ڈر ہو سرکشی کا تو اون کو سمجھاؤ اور اون کو اون کے سونے کی جگہ میں اکیلا ڈال دو اور اون کو مارو۔ اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں تو اونپر اور کوئی راہ مت ڈھونڈھو یعنی کوئی درجملہ اون کو ایذا دینے یا طلاق دینے کا مت ڈھونڈھو۔

روی ان امرأة جاءت الی رسول الله صلعم فقالت یا رسول الله ما حق الزوج علی المرأة فقال لها تطیعه ولا تعصیه ولا تتصدق من بیتها بشیء الا باذنه ولا تصوم تطوعا الا باذنه ولا تمنعه نفسها وان کانت علی ظهر قتب ولا تخرج من بیتها الا باذنه فان خرجت بغیر اذنه لعنتها ملائکة السماء وملائکة الارض وملائکة الغضب وملائکة الرحمة حتی ترجع الی بیتها فقالت یا رسول الله من اعظم الناس حقا علی الرجال قال والدیه قالت فمن اعظم الرجال حقا علی المرأة قال زوجها قالت فمالی علیه من الحق مثل ماله علی قال لا ولا من کل مائة واحدة فقالت والذی بعثک بالحق لا یملک رقبتی غیر الی مثل احد

روایت ہے کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مرد کا کیا حق ہے عورت پر حضرت نے فرمایا کہ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کی تابعداری کرے اور اوسکی نافرمانی نکرے یہانتک کہ جو کچھ شوہر کے مکان میں ہو اوس میں سے صدقہ بھی نہ دے بغیر اجازت شوہر کے اور نفل کا روزہ رکھے بغیر اجازت شوہر کے اور جب شوہر بلاوے تو اوس سے عذر نکرے اور شوہر کے

گہر سے بغیر اوسکی اجازت کے نہ نکلے جو عورت بلا اجازت شوہر کے اوسکے مکان سے نکلتی ہے۔

اوس پر لعنت کرتے رہتے ہین فرشتے آسمان اور زمین اور غضب اور رحمت کے جبتک کہ وہ واپس

ہوتی ہے شوہر کے مکان مین اوس کے بعد اوس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عورتون مین سے کون

حقدار ہے مرد پر تو حضرت نے فرمایا کہ مرد پر حقدار ہے اوسکی ما پہر دریافت کیا اوس نے کہ کون مرد عورتون

پر زیادہ حقدار ہے حضرت نے فرمایا اوسکا شوہر پہر اوس نے عرض کیا کہ کیا میرا حق نہین ہے شوہر پر

جتنا کہ اوسکا حق ہے مجہپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہین ہے بلکہ اوسکا سوان حصہ

بہی نہین ہے پہر اوس نے عرض کیا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپکو سچا رسول بنایا مین اپنی شوہر کے خلاف

نہین کیا ہے۔

بوا یہ سوال وجواب عورت اور ہمارے رسول خدا کے ہمکو ہماری حقیقت بتاتی ہین اگر حقیقت مین ہماری دینی اور دنیاوی بہلائی اسی مین ہے کہ ہم اپنے شوہرون کی تابعداری اختیار کرین اور تابعداری بہی بلا عذر وحجت اور بلا نکتہ چینی کے تابعداری کی یہ معنی نہین ہین جو بیان کیے اوسکو سوچے کہ اچہا ہے یا برا بلکہ بلا عذر اوسکی تعمیل مین فوراً مصروف ہو جاوے۔ ہان یہ مضایقہ نہین ہے کہ اگر شوہر ایسے کام کرنیکا حکم دے جو اوسکی زوجہ کے خیال مین نامناسب ہے تو نرمی سے اور سمجہانیکی طور سے اپنی رائے سے مطلع کر دے اور پہر بہی اگر شوہر کا حکم ہو تو اوسکو خوشی سے انجام دے۔

ایک مرتبہ ایک شخص سفر کو گیا اور بی بی سے یہ کہہ گیا کہ کوٹھے پر سے نیچے نہ اوترنا نیچے کے مکان مین اوسکی بی بی کا باپ رہتا تہا۔	عن انس رضي الله عنه قال خرج رجل غازيا في سبيل الله واوصى امرأته ان لا تنزل من فوق بيتها الى حين يعود وكان والدها

اتفاقاً وہ بیمار ہوا اوس عورت نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اجازت
لینے کے لیے آدمی بہیجا کہ میرا شوہر ایسا حکم
دے گیا ہے اور میرا باپ سخت بیمار ہے
مین کوٹھے پر سے نیچے اوترون یا نہین۔
حضرت نے فرمایا کہ اپنے شوہر کی اطاعت
کر۔ پہر اوسکا باپ مرگیا پہر اوس عورت نے
حضرت سے اوترنے کی اجازت چاہی تب
بہی حضرت نے کہلا بہیجا کہ اپنے شوہر کی اطاعت
کر غرضکہ اوسکا باپ دفن ہوگیا اور وہ کوٹھے پر
سے نہ اوتری تب حضرت نے کہلا بہیجا کہ تو
نے شوہر کے حکم کی اطاعت کی اللہ تعالی نے
اوس کے عوض تیرے باپ کو بخشدیا۔
حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا ہے کہ ایک
قوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بعض لوگ بعض لوگونکو
سجدہ کرتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر مین ہوتا

فی السفل فاشتکی فارسلت الی رسول الله
صلی الله علیه وسلم تخبره وتستامره فارسل
الیها ان اتقی الله واطیعی زوجك وعنه
رضی الله عنه قال ان رجلا من الانصار
علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم
خرج فی بعض حوائجه فعهد الی امراته عهدا
ان لا تخرج من بیتها حتی یقدم وان اباها
مرض فبعثت المرأة الی رسول الله صلی الله
علیه وسلم فقالت ان زوجی خرج وعهد
الی ان لا اخرج من بیتی حتی یقدم
وان ابی مرض افتامرنی ان اعوده فقال
لا اجلسی فی بیتك واطیعی زوجك قال
فمات فبعثت الیه فقالت یا رسول الله ان ابی قد
مات فتامرنی ان احضره فقال لا اجلسی فی بیتك
فدفن الرجل فبعث الیها رسول الله صلعم ان الله تبارك
وتعالی قد غفر لك ولابیك بطاعتك لزوجك وعن
الصادق ع قال ان قوما اتوا رسول الله صلعم فقالوا

اور سجدہ کرنیکا حکم دیتا تو عورتون کو حکم	یا رسول الله انا رأینا اناسا یسجد بعضهم لبعض فقال
دیتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین	رسول الله صلعم لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد
حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ اوس عورت	لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وقال رسول الله صلعم
نے اللہ کا حق ادا نہین کیا جس نے اپنے	لا تؤدی المرأة حق الله عز وجل حتی تودی
شوہر کا حق ادا نہین کیا۔	حق زوجها۔
اور امام جعفر صادق نے فرمایا ہے۔کہ	وعن ابی جعفر رضی الله عنه قال ان الله عز
اللہ تعالی نے مرد اور عورت پر جہاد فرض	وجل کتب علی الرجال الجهاد وعلی النساء الجهاد فجهاد الرجل
کیا ہے۔ مرد کا جہاد یہ ہے کہ اللہ کے	ان یبذل ماله ودمه حتی یقتل فی سبیل
راہ مین اپنا مال اور خون صرف کرے یہان تک	الله وجهاد المرأة ان تصبر علی ما تری
کہ قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ	من اذی زوجها وغیره
اگر اوسکا شوہر اوسے ایذا اور تکلیف دے تو اوسپر	
صبر کرے۔	
(یہ عورتون کی خوش قسمتی ہے کہ اونکو صرف	
تکلیف پر صبر کرنے مین جہاد کا ثواب ملتا ہے	
اسیطرح حدیث شریف ہے کہ جو عورت	انما امراة مات و زوجها منها راضی
اسطرح مرے کہ اوسکا شوہر اوس سے راضی ہو	دخل الجنة

تو وہ جنت مین داخل ہوگی اس سے زیادہ اور شوہرون کی خوشنود رکہنے کا کیا حکم ہوسکتا ہے اور اس سے

زیادہ اوسکیا ثواب حاصل ہوسکتا ہے گویا اللہ ہمارے ہاتھ مین جنت کا حاصل کرنا دیا ہے اور یہہ کونسا مشکل کام ہے یہہ تو ایسا کام ہے کہ جسکے بدولت ہم دنیا کے جنت دنیا مین اور آخرت مین ہمیشہ ہمیشہ کیواسطے جنت حاصل کرسکتے ہین ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فرمایا ہے کہ جس عورت نے اذیت دی اپنے شوہر کو زبان سے نہ قبول کریگا۔ اللہ اوسکا صدقہ اور نہ اوسکے عدل و انصاف اور نہ اوسکی نیکیون کو

ايما امراة اذت زوجها بلسانها لم يقبل الله منها صرفا ولا عدلا ولا حسنة من عملها حتى ترضيه وان صامت نهارها وقامت ليلها واعتقت الرقاب وحملت على جياد الخيل في سبيل الله لكانت اول من يرد النار وكذالك الرجل اذا كان لها ظالما

جو اوسنے کی ہین یہانتک کہ راضی کرے اپنے شوہر کو اگرچہ وہ عورت قایم اللیل اور صایم النہار ہو یعنی تمام دن روزہ رکھتی اور تمام رات عبادت کرنیوالی ہو اگر اوسنے اللہ کے راہ مین لونڈی اور غلام آزاد کئے ہون اور اوسکا شوہر اوس سے راضی نہو تو وہ ہوگی اول اون لوگون مین سے جو جہنم مین داخل ہونگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایسا ہی اوس مرد کا حال ہے جو باوجود اپنے زوجہ کے اطاعت کے اوسپر ظلم کرے اس سے بی یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اول عورت کو اطاعت کرنی چاہیے پر شوہر کو ممانعت ظلم کرنے سے ہے مگر خیال کرو جب زوجہ ایسی اطاعت کرتی ہے جیسا کہ رسول خدا کا حکم ہے تو کونسا ایسا وحشی مرد ہوگا جو اپنی زوجہ پر ظلم روا رکھیگا۔

کتاب مکارم الاخلاق مین زوج اور زوجہ کے حقوق مین لکھا ہے

قال حق الرجل على المراة انارة السراج و اصلاح الطعام وان تستقبله عند باب بيتها

کہ شوہر کا حق عورت پر یہہ ہے کہ مکان	فتح حنبیہ ان یقدم الیہ الطشت والمندیل
میں چراغ جلائے اور شوہر کے لیئے	وان توصہ وان لا تمنعہ نفسہ الی صز علہ

کہانا پکائے۔ جب شوہر مکان میں آئے تو دروازے تک استقبال کرے اور جب اُسے
دیکہے تو مرحبا کہے۔ اور منہہ دہونے کے لیئے طشت اوس کے سامنے رکہے اور رومال منہہ
ہاتہہ پونچہنے کے لیئے پیش کرے گہر میں اوسے روشنی دکہائے یہ احکام ہمکو بتاتے ہیں کہ ہمارا فرقہ نسے
برابری کرنیکا دعوے غلط ہے۔ ان احکام پر جو ہمارے سچے اور پاک مذہب نے بتائی ہیں عمل کرو تو ناممکن
ہے کہ خاوند کتنا ہی بُرا ہو وہ اپنے بیوی سے محبت نہ کرنے لگے ان احکام پر چلنے سے خدا اور رسول
بہی خوش ہو اور دنیا میں آسایش و آرام کا سامان خود مہیا ہو جائے۔

ہماری قوم اور ملک میں نہیں بلکہ دنیا بہر میں مرد عورتوں سے ہر طرح افضل تر ہیں مرد علم میں
زیادہ ہیں وہ جو کام کر سکتے ہیں عورتیں نہیں کر سکتیں۔ مردونکی قوت جسمانی عورتوں سے
زیادہ ہے۔ مردوں کے دماغ عورتوں سے زیادہ روشن ہیں اونمیں جراءت بہادری ہے
وہ عورتوں سے زیادہ تکلیف اور سختی کی متحمل ہو سکتے ہیں اون کی زندگی بہر میں کوئی زمانہ ایسا
نہیں گزرتا کہ وہ اپنے معمولی کاموں سے معطل ہوں۔ عورتوں کی عمر کا بڑا حصہ مجبوری اور معذوری
میں گزرتا ہے اور اپنے گہر کے چہوٹے چہوٹے کام کرنیکے لائق نہیں رہتیں بلکہ رشتہ داروں اور محلے
والوں کو اپنی خبرگیری اور اوٹہانے بٹہانیکے واسطے بلاتی ہیں۔ مرد علمی تحقیقاتیں کرنے میں نئی نئی
ایجاد کرتے ہیں روپیہ کماتے ہیں خود کہاتے ہیں عورتوں کو کہلاتے ہیں۔

اگر یہ کہو کہ عورتوں کو اتنا پڑہایا لکہایا نہیں جاتا کہ وہ بہی ایسی باتیں کر سکیں جو مرد کرتے ہیں

تو یہ بھی ٹھیک نہین ہے پڑہنے لکھنے مین جسقدر زمانہ کی ضرورت ہے وہ عورتون کو میسر نہین
آسکتا اور نہ اسطرح ملک ملک تعلیم حاصل کرنیکواسطے پہر سکتی ہین جیسے مرد پہرتے ہین۔
اور اگر یوہی یہ مان ہی لیا جاوے کہ تعلیم کے بعد عورتون کی عقل اور سمجھ ایسی ہی ہوجاویگی جیسے مردون
کی ہے تو تم اونکا سا طاقت اور محنت کش اور نرو کا جسم کہان سے لاؤگی تمہارے دلمین
اونکا سا نڈرپنا کہان سے آویگا اس سے بہی کچہ غرض نہین ہے مین تو موجودہ حالت کو دیکھتی ہون
اب ہماری یہ حالت ہے کہ ہم جاہل ہین ہم مین عقل کم ہے ہم کماتے نہین ہین نہ کمانیکے قابل ہین۔
اور مین تو کہون گی کہ نہ کمانیکے قابل ہوسکتے ہین گہر مین بیٹھے رہتے ہین اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہم محکوم ہین
اور ہمارا خاوند حاکم ہے۔ حاکم اور محکوم مین برابری نہین ہوسکتی۔

ہم اس حالت محکومی مین بہت اچھے ہین اور مردون سے زیادہ آرام سے رہتے ہین۔ ہم گہر مین
بیٹھتے ہین جہان خدا نے ہمکو بہت سے آسایش کے سامان دے رکھے ہین نہ ہمکو روٹی کی فکر ہے
نہ کپڑے کی۔ نہ بادشاہ کا ڈر ہے نہ کوتوال کا نہ اقا کا خوف ہے نہ زمانے کے برے بہلے کا۔

ہمارے روٹی کپڑے کی فکر کرنے والے اور ہمارے حاکم بن بیاہی پنے مین ہمارے مان باپ ہین
اور بیاہ ہونے کے بعد ہمارے خاوند۔ ہماری چہوٹی عمر مین ہمارے باپ مان کو ہمارے کہانے
کپڑے کا فکر ہی ہماری تیمارداری کا خیال ہے ہمکو آرام و آسایش دینے کا ہر وقت دہیان ہے۔

اسیطرح جب بیاہی گئی۔ ہمارا خاوند ہمارا مالک اور حاکم ہوا۔ وہ ہماری سب چیزون کا فکر
رکہتا ہے۔)

(ہماری کیسی خوش قسمتی ہے کہ اور حاکم تو اپنا کام لینے سے غرض رکہتا ہے دکہہ درد کا ایک نہین پوچہتا

آرام وآسایش دینے اور خوش رکھنے کا کچھہ بھی خیال نہین کرتا تنخواہ دیتا ہے اور تمام دن رات کام لیتا ہے - ہمارے دونون زمانون کے حاکم کچھہ ہم سے کام نہین لیتے اور ہمارے نا سمجھ ہونے مین ماں باپ کی یہہ کیفیت ہے کہ ہمارے ذرہ کپڑے میلے ہوئے خود نہلانے کپڑے پہنانیکو موجود ذرہ کم ہوئے نئے کپڑے بنانیکی فکر آپ نہ کہائین - مگر ہمکو اچھے سے اچھا کہانا جو انکو میسر ہو پہلے کہلائین - ذرہ سی ہماری طبیعت خراب ہوئی وہ بیچین ہوئے - اس ساری نعمت اور جانفشانی کا وہ کچھہ بدلا ہم سے نہین چاہتے - اسیطرح جب بڑے ہوئے بیاہ ہوگیا تو ہمارا خاوند ہمارا مالک اور حاکم زیادہ ہی کیسا حاکم کہ ہمارے واسطے روٹی کپڑا بہم پہونچانے اور آرام دینے کی فکر مین - گہر چہوڑے باہر چہوڑے ماں باپ سب دوست آشنا چہوڑے ملک در ملک کمانیکی فکر مین پہرے وہ بہیجا جائے اور ہم مزے سے گہر مین بیٹہے ہوئے خرچ کرین ذرہ سی ہماری طبیعت خراب ہو اوسکو اطلاع ہو دوڑا چلا آئے پاس ہو ہر وقت ہمارے خوش کرنے اور خوش کرنے کی - ہماری ضرورتون کو پورا کرنیکی اوسکو فکر ہو - بیمار ہون تو ہمارا علاج یہان کرے حکیم کو لائے - ڈاکٹر کو بلائے دوا پلائے - کپڑے کی ضرورت ہو تو یہان لاوے - کہانیکو یہان دے پہر ہماری چہوٹی عقل بہی یہہ سمجھہ سکتی ہے کہ جس سے ہماری زندگی کا تعلق ہے جو ہمکو کہانیکو دیتا ہے جو ہمکو کپڑا پہناتا ہے جو ہماری دوا درمن کرتا ہے وہی ہمارا مالک ہے اوسکی ہی ہم کو اطاعت کرنی چاہیئے اور ہم اوس کی برابری کا دعوے نہین کر سکتے -

کہہ سکتے جواب دینے مین تو برابری کرو اور بہی کسی بات مین برابری کر سکتی ہو -

(ہر بچہ جسکو کچھہ بہی عقل نہین ہوتی جس سے اوسکی غرض متعلق ہو اوسکی خوشامد کرتا ہے - بی بی کی تو

ساری غرضین میان سے متعلق ہین اوسکی عزت میان کی محبت پر منحصر ہے اوسکا آرام میان کی
عنایت پر معلق ہے پہر اگر فطرتی محبت نہ بہی ہو تو اپنے آرام کے واسطے تو بی بی کو چاہیے
کہ میان کی خیرخواہ اور سلامتی چاہنے والی ہو بتاؤ ایسا اور کون حاکم ہے جو کچہ کام بہی نہ لے اور
اپنے محکوم کا اسقدر خبرگیران اور خوش کرنیوالا ہو؟ کیا کسی مرد کو ایسا کوئی حاکم ملسکتا ہے جیسا عورت
کا حاکم اوسکا خاوند ہے اور کیا پہر اوسکا یہی بدلہ ہے کہ ہم کو اوسکی تابعداری کرنے مین بہی عار ہو
ہماری تابعداری تو اور رونکی سی تابعداری نہین ہے جو نوکرون کی ہوتی ہے وہ تو ہماری بہلائی کیواسطے
کسی چیز کے کرنے یا کسی کام کے نکرنیکی خواہش کرتا ہے اور ہمکو پہر بہی یہہ موقع ہے کہ اوسکو سمجہائین۔

شادی کا زمانہ اور سسرال کا گہر

جبتک بیاہ نہین ہوتا لڑکیان اپنے مان باپ کے گہر مین رہتی ہین اور مان باپ کو یہہ فکر ہوتی ہے
کہ جلدی انکا بیاہ ہو یہہ اپنے گہر کی ہون نہ لڑکیان مان باپ کے گہر کو اپنا گہر سمجہتی ہین اور نہ مان
باپ اپنے گہر کو لڑکیون کا گہر جانتے ہین اور حقیقت بہی یہی ہے کہ مان باپ کا گہر لڑکیون کا گہر نہین ہے
اونکا گہر تو وہی گہر ہے جو خاوند کا ہو۔ گہر والی بی بی وہین جا کر کہلائینگی یہان تو تمہاری امان
گہر والی بی بی ہین اور تم مہمان ہو جب بیاہ ہوگیا وہ اپنے فرض سے ادا ہوئین اور تم اپنے گہر مین آئین
وہ تعلق گیا نئی دنیا تم کو نصیب ہوئی۔ اب تم کو اس گہر مین رہنا ہے اور یہان سے مر کر نکلنا ہے۔
اب تمہارا تعلق مان باپ سے اس مثل کے موافق پردیس کا رہ گیا بیاہی بیٹی پردیس داخل جاہے
خوشی سے گزارے یا رو کر اور رولا کر شرافت اسی مین ہے اور یہی عقل کی بات ہے کہ تم نئے گہر کو ہی اپنا

اگبر زندگی بہر کا سمجھو اور اپنے ماں باپ کو بس تہوڑی سی ہی جانو اون کو۔ اب تمہارے
کہلانے سے مطلب نہ کپڑا پہنانے سے غرض نہ تمہارے دکہہ درد مین علاج سے دوا دارو سے
مطلب۔ ہان اتنا ضرور ہے اور یہہ قدرتی تعلق ہے کہ تمہاری خوشی سے اونکو خوشی ہوگی تمہارے
رنج سے اونکو رنج ہوگا۔ تم بیمار ہوگی وہ دوڑی آئینگی اور اسیطرح تمہاری حالت ہوگی۔
ماں باپ مرجائین تو چاہنے والوں کی جدائی کا رنج ہوگا لیکن تمہاری حالت مین کوئی تغیر نہین
ہوگا تمہارا میاں زندہ ہے تو تم کو روٹی موجود ہے کپڑہ حاضر ہے تمہارے بیماری کا بیمادار
موجود تمہارے بچوں کا چاہنے والا اونکی خبرگیری کرنیوالا ہے اور سب سے بڑکر یہہ ہے
کہ تم سہاگن ہو برخلاف اس کے خیال کرو کہ تمہارا میاں تم سے ناراض ہی ہوجاوے
تو تمہارے سارے کام بند ہوجاوینگے۔ تمہاری دنیاوی خوشی معدوم ہوجاویگی تمہارا عیش جاتا
رہیگا۔ تمہاری نوکروں پر حکومت نہین رہیگی بلکہ تمہاری عزت بہی اونکی آنکھوں مین نہین رہیگی
تم کو روٹی کا آرام نصیب ہوگا اور نہ کپڑے کا اور جو نیا گہر اور اپنا گہر تمکو ملا تہا وہی جاتا رہیگا
اور خدا کے ہاں بہی گنہگار ہوگی۔

اگر ماں باپ اس قابل بہی ہوں کہ تم کو رکہکر روٹی کپڑہ دین تو وہ باتین وہ عزت وہ آزادی
اور ملکیت کی خوشی جو اپنے گہر مین تہی نہین ہوگی وہاں جیسے اور تمہارے دو چار بہائی
بہن ہوں سگے ایک تم بہی ہوگی اور گہر والی نہین کہلاؤگے۔ تمہارا دل ہمیشہ پژمردہ رہیگا
اور کسی چیز کے مانگنے مین تم کو شرم آئیگی تم کو اپنے ماں باپ کا خیال ہوگا اور تمہارا بوجہہ
جدا ونپر ہوگا اوس سے تم کو بہی ہر وقت ندامت رہیگی تم کو گہر مین ایک کوٹہری یا دری

ملجاوے گی اور جب اونکو ضرورت ہوگی تو وہ ہی چھین لینگے۔ اور اگر مان باپ اس قابل نہیں ہین تب تو تمہاری مٹی اور بھی پلید ہوگی۔

اے میری بہنو آپ کیون کر دجو یہ نوبت آوے اور خدا اس حالت سے ہر شریف خاندان کو بچاوے۔ ہر شریف خاندان کے بزرگ کا یہہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹیون کی ایسی تعلیم کرے اور ترتیب دے کہ اونکو اون کے گھر مین آرام ملے اور ایسی باتین کرین جنسے اونکی زندگی تلخ ہوجاے

شادی کی فکر

لڑکی تیرہ چودہ برس کی ہوگئی ہے اور مان باپ اس فکر مین ہین کہ جلد کوئی اچھی نسبت ملجاوے شادی کے فرض سے فراغت ہوں بیٹی دولہن بنے اچھے کپڑے پہنے میان ذات والا پڑھا لکھا لایق دولتمند ملے جو کوئی ملتا ہے اپنے پیچ سے خواہش ظاہر کرتے ہین کہ کوئی اچھی نسبت بھیجو آپس مین پڑھ دین تو چکر چپکے ہی باتین کرتے ہین لڑکیون کو چھپاتے ہین کسی غیر عورت کو نہین آنے دیتے جب کوئی آتا ہے تو لڑکیون کو چھپا دیتے ہین لڑکیان بھی اس فکر مین مبتلا رہتی ہین کہ دیکھیے کسکے حوالہ ہوتی ہین اور بعض لڑکیان ڈرتی ہین کہ معلوم نہین کیا مصیبت پڑیگی کیسا میان ملیگا سسرال والے کسطرح پیش آئینگے۔ بعض کہتی ہین کہ خدا کرے مین تو یون ہی رہون بیاہ ہوئے پر نہ کیونکر غیرون مین جاکر رہون گی میرے سب چھوٹ جاوینگے کوئی کہتی ہے کہ خدا کرے جلدی کہین نسبت ٹھہر جاے اپنے میان کے پاس جاکر اپنے گھر کی مالک ہون نوکر چاکر ہون اپنی مرضی کا کھاؤن اور کہاؤن اپنے خوشی کا کپڑا پہنون بیاہ شادیون مین جانے آنے لگین بیبیون سے ملین محفل کی بہارین دیکھین اس کنوارپنے کی قید سے نجات ملے یہہ سب کچھ غرے لیتی ہین لیکن پھر یہی خیال

دل مین آتا ہے کہ معلوم نہین ماں باپ کہان جہونک دینگے اور کس سے پالا پڑیگا پہر کہتی ہے
آخر ابّا امّان بڑی عمر کے ہین مجہ سے محبت ہے اور میری خوشی ہر بات مین کرتے ہین اون سے
زیادہ کون میرا رفیق اور میرا چاہنے والا ہوگا وہ تو ذات و بات مزاج سب تحقیق کرکے جس
طرح اچہا ہوگا جب ہی کرینگے ۔ مجہکو ان پر تو بہروسہ کرنا چاہیے پہر دل مین کہتی ہے کہ یہ تو
بڑی بات ہے کہ جسکا معاملہ ہوا اوسکو ذرہ بہی خبر نہ ہو کہ یہ کیا کر رہے ہین ملا دینا کچہ دخل ہو ۔ پہر سوچتی
ہے اور آپ ہی جواب دیتی ہے کہ خبر ہی کیا ہو سکتی ہے اور کس سے خبر مل سکتی ہے اور خبر ملی بہی تو
اوس کے سچ اور جہوٹ کو کیا سمجہ سکتی ہون اور کیونکر تحقیق کر سکتی ہون ۔ اول تو مین ہی کیا اور میری
عقل کیا کہ مین اچہے برے مناسب اور نامناسب مین تمیز کر سکون بچپنے سے پردے مین ہی
غیر عورت کے سامنے آنیکا بہی حکم نہین تہا کبہی کسی کے ہان مہمان تک بہی نہین گئی دو چار ہم عمر
لڑکیون کے سوا اور کسی کے نام اور صورت سے بہی واقف نہین ہون ۔ امان سب جگہہ جاتی
ہین بیبیون سے ملتی ہین بیاہ شادیون کی محفل مین بہت ساری بیبیان جمع ہوتی ہین سب کے
گہرون کی طریقون سے واقف ہین عورتون کا مزاج جانتی ہین مجہ سے عمر مین بہت زیادہ ہین
سمجہ اور واقفیت اونکی بہت ہے ۔ ابّا جان سارے شہر سے واقف ہین سب مردون کو جانتے
ہین بیسون اونکے پاس آتے ہین اور وہ بیسون کے پاس جاتے ہین اور مجہ سے بہت
زیادہ عقلمند اور سمجہ دار ہین ہر بات تحقیق کر سکتے ہین اور آخری بہلائی برائی کو دریافت کر سکتے
ہین پہر یہہ دونون میرے چاہنے والے میرے واسطے اچہا نہ کرینگے تو کون کریگا مین کیون
اس فکر مین مبتلا ہون وہ تو جہانتک کرینگے اچہا ہی کرینگے ۔

ایک دن ایسی ہی خیالات مین مبتلا تہی کہ مشن کی ایک مس جو اوسے پڑہانے اور سینے
وغیرہ کا کام سکہانی آتی تہی آئی ۔ جب اوسکے دل مین خیال آیا کہ ان مس سے پوچہون کہ تمہارے
ہان شادی کیونکر ہوتی ہے اور لڑکیون کو بہی کچہہ دخل ہے یا نہین پہر ڈرتی تہی کہ کہین بیوا اسے
نہ کہدے اور وہ خفا ہون یا اسکا چرچہ ہو تو بدنامی ہو لوگ کہین کہ لڑکی کیسی بے شرم ہے کہ بیاہ
شادی کا ذکر کرتی ہے ایک دن موقع پاکر اوس نے مس سے ذکر کیا کہ تمہاری قوم مین کسطرح شیادین
ہوتی ہین مس نے جواب دیا کہ تاریخ مقرر ہوتی ہے دلہن دولہ گرجا مین جاتے ہین سب دوست
جمع ہوتے ہین پادری صاحب نکاح پڑہا دیتے ہین ۔

لڑکی ۔ مین یہہ نہین پوچہتی ۔ یہہ پوچہتی ہون کہ ٹہرتی کیونکر ہے ۔

مس ۔ تمہارا سوال تو یہہ تہا کہ شادی کیونکر ہوتی ہے اوسکا مین نے جواب دیا اب تم یہہ
پوچہتی ہو کہ کیونکر ٹہرتی ہے اوسکا جواب دونگی مگر یہہ بڑے جہگڑے کا سوال ہے اور اوسکا جواب
بہی بڑا لمبا ہوگا ۔ تم سنوگی ۔

لڑکی ۔ ہان میرا جی تو سننے کو چاہتا ہے مگر مس صاحبہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ میری تمہاری ایسی باتین
ہوئی ہین ۔

مس ۔ نہین مین کسی سے ذکر نہین کرونگی ۔ مین جانتی ہون جس واسطے تم پوچہتی ہو اور یہہ بہی
جانتی ہون کہ تمہارے ہان ایسی باتین کرنے پر عیب لگتے ہین ۔

لڑکی ۔ اچہا کچہہ تو کہو ۔

مس ۔ یہہ تو ہم کو معلوم ہے کہ تمہاری قوم مین پردہ نہین ہے ہم باہر پہرتے ہین مرد اور عورتین آپس مین

ملتے ہین مگر خدا نے ہی ہم کو کم زور اور مردون سے ہر طرح سے کم بنایا ہے اس لئے ہم اپنی عزت وآبرو کے
خود حفاظت نہین کرسکتے باہر نے جانے مین بہی اپنے رشتہ دار یا اپنے ماں باپ کے ساتہ جاتے ہین
جب شادی کی عمر ہوتی ہے لڑکیون اور لڑکون کو شادی کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے تو آپسمین ملتے
جلتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے ملین مختصر یہ ہے کہ پسند کرین اور ماں باپ یہ خیال رکھتے ہین
اور وہ ایسے لڑکون سے جنکو اس تعلق کے قابل سمجھتے ہین ملنے دیتے ہین اور جنکو لیاقت یا خاندان
یا کسی اور وجہ سے اس قابل نہین سمجھتے نہین ملنے دیتے اور لڑکیون کو ایسے لڑکون سے بچاتی ہین

لڑکی ۔ کیون تمہارے ہان تو لڑکیان پڑہی لکہی عقلمند ہوتی ہین اول ہی بے پردہ پہرتی ہین اور پہر
ماں باپ کی ایسی حکومت کیون ہوتی ہے کہ جس سے چاہین ملنے دین جس سے چاہین نملنے دین

مس ۔ لڑکی کیا عورت بہی کیسی ہی پڑہی لکہی ہو مگر ماں باپ کی عقل اور اونکا سا تجربہ اور زمانہ
سے اور لوگون سے واقفیت اونکی کہان ہوسکتی ہے اور تم سے اول ہی کہا ہے کہ ہم کو خدا
نے ہی کمزور بنایا ہے ہمارے قوا مردون سے کمزور ہین ۔ ہم اپنی حفاظت بہی آپ نہین کرسکتے اور اگر یہ
سب کچہہ ہو تو ہر کام مین مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے اور مشورہ مین ہمیشہ سچے سمجہدار دوست کی
ضرورت ہوتی ہے تو ماں باپ سے زیادہ کون سچا دوست ہوسکتا ہے اس لیئے لڑکیون کو ماں
باپ کی صلاح پر چلنا چاہیئے اور اونکی حفاظت مین رہنا چاہیے وہ خود جب ضرورت ہوتی ہے
مشورہ بہی اپنے دوستون سے کرتی ہین ۔

لڑکی ۔ خیر مس صاحب ۔ پہر کیا ہوتا ہے ۔

مس ۔ یون تو بہتیرون سے ملتے ہین اور بہتون کی خواہش ہوتی ہے لیکن کوئی ایک لڑکا

لڑکی کو یا لڑکی لڑکے کو پسند آجاتی ہے پھر اگر کسی لڑکے کو کوئی لڑکی پسند آگئی تو وہ اوسکو خوش کرنیکی کوشش کرتا ہی اور اوسکی تابعداری کرتا ہے اور اوسکی خوبصورتی اور اوسکی باتوں کی تعریفین کرتا ہی زیادہ اوسکے ساتھ رہتا ہے تاکہ وہ بھی پسند کرے جب اوسکے دل مین یہ خیال برتاؤ سے ہوجاتا ہے میری شادی کی درخواست نامنظور نہ کرگی تو کسی موقع سے اوسکا اظہار کرتا ہی تب یا تو لڑکی صاف جواب دیدیتی ہے یا خاموشی سے نیم رضامندی کا اظہار کرتی ہی اس عرصہ مین ماں باپ بھی چال چلن اور انداز سے سمجھنے لگتے ہین کہ فلاں لڑکی کی طبیعت اسطرف ہے اگر اون کو ناپسند ہوتا ہے تو لڑکی سے علحدہ کرادیتے ہین یا کوشش کرتے ہین اگر پسند ہوتا ہے تو اونہین اور ترقی دیتی ہین اور کوشش کرتے ہین کہ لڑکی بھی پسند کرے۔

جب لڑکا لڑکی کی رضامندی حاصل کرلیتا ہی تو لڑکی کے ماں باپ سے خود یا بذریعہ خط کے تحریک کرتا ہی اور قرارداد ہوجاتی ہے یا وہ نامنظور کردیتے ہین۔

لڑکی کیا تمہارے ہان بھی ماں باپ کو بھی اختیار منظور یا نامنظور کرنیکا ہوتا ہی۔

مس ہان جو لڑکیاں شریف اور نیک ہوتی ہین وہ تو اپنے ماں باپ کی رائے کو اختیار کرتی ہین اور یہی عقلمندی کی بات ہے اور جو بیوقوف اور بدہوتی ہین وہ اپنے پسند کو اچھا سمجھتی ہین مگر پھر پشیمان ہوتی ہین بعض بعض یہانتک بد ہوتی ہین کہ ماں باپ سے لڑتی ہین اور یہہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے ماں باپ کے مرضی کے خلاف بھی کرلیتی ہین وہ ہمارے ہان بھی برے سمجھی جاتی ہین اور آخر مین پچھتاتی ہین۔

لڑکی کیون جب دیکھبھال کر اپنے پسند سے کرتی ہین تو پچھتاتی کیون ہین۔

مس حقیقت یہہ ہے کہ لڑکیون مین تو کیا لڑکون مین بھی پسند کرنیکی ایسی قابلیت نہین ہوتی۔

جیسی کہ اونکے ماں باپ اور رشتہ دارون کو ہوتی ہے نہ اونکا ایسا علم ہوتا ہے نہ تجربہ اور نہ ایک کو دوسرے کے پورے حال سے واقفیت ہوتی ہے۔ لڑکا اپنی حالات بہت اچھے بیان کرتا ہے اور اپنی عادات اور مزاج خوب بناکر دکھاتا ہے اور اسیطرح لڑکی بھی کرتی ہے ایک دوسرے کو خوب دہوکہ دیتے ہین اور یہ آپس کے معاملہ کو لوگون سے چہپاتے ہین کسی سے تحقیق نہین کرتے اور چونکہ ایسے وقت مین جوانی کا جوش دل مین ہوتا ہے اور عشق کی سی حالت ہوجاتی ہے تو اون کو ہر ایک چیز اچھی ہی معلوم ہوتی ہے برائی پر نظر ہی نہین پڑتی۔ مثل مشہور ہے کہ محبت اندہا کردیتی ہے تو عمر لڑکے اور لڑکیون کو جو محبت ہوتی ہے وہ اصلی خوبی کیوجہ سے نہین ہوتی بلکہ جوانی کے جوش کی محبت ہوتی ہی اور وہ اندہا کردیتی ہے اوسمین لڑکیان اور لڑکے دونون محو ہوجاتے ہین اور اصلی برائی وبہلائی کو اور نباہ کو نہین دیکھہ سکتی۔ اوس اندہے پن مین یہ سمجھتے ہین کہ ہمیشہ ایسی محبت رہیگی اور محبوب کا دعوی یہ کرتا ہی یا کرتی ہے وہ ضرور پوری ہونگی۔ پہر جب شادی ہوجاتی ہے اور جوش نکلجاتا ہی اور ہر وقت کا پاس رہنا ہوتا ہے اور معاملہ پڑتا ہے تو اصل رنگ دکہائی دینے لگتا ہی اور وہ محبت سب غائب ہوجاتی ہی پہر لڑائی جہگڑی فساد سب ہی کچھہ ہوتے ہین یہانتک کہ نوبت طلاق اور جدائی کی پہنچتی ہوتی ہین۔ ماں باپ زیادہ تجربہ کار اور سمجھہ دار تو ہوتے ہی ہین مگر اون مین وہ اندہا کرنیوالا جوش ہی نہین ہوتا اور اپنے بچے کی خیرخواہ ہوتے ہین وہ اصلی حالت کو غور سے دیکھتی ہین اور ملنے جلنے والون سے دریافت کرتے ہین اور خوب تحقیق کرتے ہین اوسکے ساتھہ وہ لڑکی کے مزاج کی ترکیب اور فریقین کی طبیعت کی مناسبت کا خیال کرتے ہین اسلیئے اونکا پسند کیا ہوا زیادہ اچہا ہوتا ہے اور بہت کم خرابی پیدا ہوتی ہے۔

ہماری قوم مین اگرچہ ایسا ہے مگر ایمان سے پوچھو تو مین لڑکیون کو اتنا ذلیل دنیا ہی سمجھتا کہ

ہمارے ہان بے پسند نہین کرتے ۔ تمہارے ہان کا طریقہ بہت ہی اچہا ہے۔ کہ بالکل مان باپ اور رشتہ دارون پر اسکا مدار ہے لڑکیون کو کچہہ دخل ہی نہین ۔

لڑکی ۔ مس صاحب مین نے بہی بہت سوچا اور میری بہی راے یہی ہے کہ مان باپ کے برابر لڑکی ہر بات مین کیونکر ہو سکتی ہے وہ تو جہانتک اون سے ہو سکے گا بہلائی ہی کرینگے ہم لڑکیون کو اسکا کیا سوچنا پڑا کہ کیا ہوگا مگر اب تم نے بہی اتفاق کیا اور ایسی اچہی بات بیان کی کہ مین اوس سے زیادہ مضبوط ہوگئی ۔ فقط

لڑکیون کے مان باپ اور رشتہ دارون کے مشورہ سے نسبت قرار پا جاتی ہے اور بیاہ کی تیاری ہونے لگتی ہے مگر اسکا مان باپ کو خیال نہین ہے کہ لڑکی بہی ایسی تیار ہوئی ہے کہ بی بی بننے کی مستحق ہے اور جسکے پاس جائیگی اوسکو اپنے مزاج اور اپنی لیاقت سے خوش رکہہ سکیگی اوسکو آرام دیگی اور آپ آرام سے بسر کریگی ۔ اے لڑکیون کے ماباپون ۔ یہہ وقت آیا ہے کہ تمہاری بیٹی تم سے جدا ہوتی ہے اور نئی دنیا مین داخل ہوتی ہے ۔ تم اوس سے چہٹتی ہو وہ تم سے چہٹتی ہے ۔ اس نئی دنیا مین اوسکو مان ملیگی باپ بہی ملیگا بہائی بہی ہونگے بہنین بہی ہونگی اور سب سے زیادہ جو تمہارے گہر مین میسر نہین تہا اوسکا ایک ہمراز ہمدرد مونس غمگسار ملیگا جو چاہنے والا حاکم ہوگا مگر یہہ سب نا آشنا ہونگے تو پہلا کام اوسکا یہہ ہونا چاہیے کہ جو نئے مان باپ اور بہائی بہن خاوند اوسکو اس نئے دنیا مین اونکو ملینگے بیگانہ نہ بنائے ساس کو مان نند کو بہن دیور جیٹہ کو بہائی میان کو اپنا مالک اور حاکم سمجہے ساس نند دیور جیٹہ کی خاطر کرے میان کی تابعداری کرے تب یہہ نئی دنیا اوسکو اصلی عیش و عشرت کا سامان بہم پہونچائے گی اور اگر اس اصول کو اوس نے نہین سمجہا اور یہہ کوشش نہ کی تو اوس کیواسطے مصیبت

سامنا ہوگا اوسکے سسرال والے عمر بہر تمکو صلواتین سنائینگے اور تمہاری بیٹیا اپنی بیوقوفی سے اپنی حالت خراب کریگی اور تمکو کہیگی کہ مجہکو مان باپنے جہونک دیا یہہ تو غلط ہوگا کہ جہونک دیا اوسکو یہہ کہنا چاہیے کہ میرے مان باپنے مجہکو ایسی تعلیم نہین دی کہ اس نئے دنیا مین آرام سے بسر کرنیکے سامان کرتی۔ اور اپنا فرض اور میان بی بی کا حق جانتی تمکو سمجہنا چاہیے کہ مرد جو عورت سے بیاہ کرتا ہے اوسکی غرض یہہ ہوتی ہے کہ میرا ہمجنس تنہائی مین میرا دل بہلائے مجہکو خوش رکہے میری ضرورتون کا خیال کرے تم کو وہ باتین کرنی چاہیئے جو میان کے خوشی کے ہون یہان ایک خط کی نقل کرتی ہون جو ایک شریف نے اپنی بیٹی کو اوسکے بیاہ کے بعد لکہا تہا۔

اے میری پیاری بیٹیا خدا تم کو خوش رکہے۔

یہہ پہلا خط مین تم کو تمہاری شادی کے بعد لکہتا ہون اگرچہ تمہاری نیکبختی اور سعادتمندی اور تمہاری عاقبت اندیشی اور نیک مزاجی سے جسکو مین ہر روز دیکہتا تہا اور مجہکو پورا تجربہ ہے یقین ہے کہ تم نئی اس نئی زندگی کے فرایض کو خوبی سمجہہ گئی ہوگی۔ اور اپنے گہر مین اسطرح رہوگی کہ سب گہر والے تمہاری نیک مزاجی تحمل اور بردباری سے خوش ہونگے اور تم کو عزیز رکہین گے لیکن تمہارے خیال کو مین اون تمام امور کیطرف متوجہ کرتا ہون جو تم کو نئے گہر مین پیش آنیوالے ہین۔

اے میری پیاری بیٹی تم کو اوس گہر سے جانیکا جسمین تم پیدا ہوئین سولہ سترہ برس اپنی عمر کے بسر کیے اور اون لوگون سے جدا ہونیکا جنہون نے تم کو گودون مین کہلایا اور جنہون نے تمہاری ضدین اوٹہائین بہتین رنج ہوگا۔ اور اسیطرح ان سب کو جو گہر مین ہین اور جنہون نے تم کو پال پوس کر بڑا کیا ہے تمہاری جدائی کا رنج ہے اللہ کی عنایت شامل حال رہی اور ہم اس قابل ہوئین کہ تمہارا بیاہ ہوا اور اپنے گہر کی ہوئین

ابتک جس گہر مین تم اتنی بڑی ہوئین وہ تمہارا گہر نہین تہا لیکن یہہ گہر جو تم کو اب ملا یہی تمہارا گہر ہے اور اسمین تم کو عمر بہر رہنا ہے اسلئے تم کو اسکی نشیب و فراز کو خوب سمجہہ لینا چاہیئے تاکہ اس زندگی کے رستہ پر تم آسانی سے چلو اور ٹہوکرین نہ کہاؤ ۔

اے میری پیاری بیٹی اس گہر مین تم کو میان ہی نہین ملا ہے اسمین تم کو امان بہی ملین بہن بہائی بہی ملا ہے اور کُنبے والے بہی ملے ہین اپنی ساس کو تم امان پہوپہیا ساس کو پہوپہی۔ خلیا ساس کو خالا اپنے دیور جیٹہہ کو تم بہائی کہوگی مگر اسکو رسمی طور سے نہ کہنا بلکہ سچے دل سے جسکو مان کہو اسکو سمجہو جسکو بہن کہو بہن جانو جسکو پہوپہی کہو پہوپہی سمجہو جسکو خالہ کہو خالہ سمجہو جسکو بہائی کہو بہائی جانو نیکی اور سچائی کا اثر دلون پر پڑتا ہے ایک بڑے تجربہ کا شعر ہے۔ اور بالکل صحیح ہے ۔

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از کینہ کینہ واز مہر مہر۔ اگر تم ایسا کروگی تو وہ بہی تمہارے ساتہہ ایسا ہی سلوک کرینگی۔ جو تمہاری مان پہوپہی خالہ بہائی کرتے اور وہ تمہارے خیرخواہ اور تمہاری ہمدرد ہو جاوینگی ۔

تم اوس گہر مین نئی ہو اور تمکو گہر کرنا ہے تم اونکی دلون مین گہر کرو نہ صرف اوس چار دیواری مین جہان تم رہو میری پیاری بیٹی تمہارے سسرال والے تمہارے غیر تہے نہ تم کبہی اون سے واقف تہین نہ وہ تم کو جانتی تہی خداوند تعالی نے ازل مین یہہ قرار دیا تہا کہ تم اون مین جاؤگی پہر دنیا مین ایسا سامان کردیا کہ اوس تقدیر کا ظہور ہوا اب تم کو اوسپر شاکر ہونا چاہیئے اور یہہ سمجہنا چاہیئے کہ خدا تعالی اپنے بندون کے حق مین جو کرتا ہے اچہا کرتا ہے۔ اب تم کو چاہیئے کہ اون لوگوں کو جو تمہارے غیر اور تم سے ناواقف تہے اپنا بناؤ اور وہ اسی طرح ہوگا جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ تم اون کو اپنا حقیقی رشتہ دار بلکہ اپنے

زیادہ سمجھو اس لیے کہ حقیقی ماں اور باپ بھائی بہن سے تو خون کا رشتہ ہوتا ہے اگر تم اون سے لڑو اور محبت نہ بھی کرو تو بھی قدرتی محبت اون میں ہوگی لیکن یہہ رشتہ بنایا ہوا رشتہ ہے اون میں محبت پیدا کرنیکو واسطے تمکو انسے محبت اور اونکی اطاعت اور اونکی ہمدردی کرنی چاہیئے جب وہ تمکو اپنا مطیع اور ہمدرد پاوینگے تو گو وہ کیسی ہی بے مہر ہوں مہربان ہوجاوینگے یہہ پہلی بات ہے جسکا تم کو سسرال میں خیال رکہنا چاہیئے۔ میاں سے بی بی کی عزت اور عظمت ہوتی ہے مثل مشہور ہے جسے پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے۔ دوسری بات یہہ ہے کہ تم اسطرح اپنے میاں سے برتاؤ کرو کہ اوسکی محبوبہ اور چہیتی بنو یہہ بات اطاعت خیرخواہی رازداری آرام دینے اور اوسکے آرام کے فکر رکھنے سے حاصل ہوسکتی ہے یہہ جو چند الفاظ میں نے لکھے ہیں اونکی تشریح بہت طول وطویل ہے مگر مختصر صراحت اونکی یہہ ہے۔

اطاعت اطاعت کی معنی یہہ ہیں کہ اپنی تمام خواہشوں اور خوشیوں کو بمقابلہ اپنے میاں کے خوشی اور خواہش سکے بے حقیقت سمجھو اور اس مصرعہ کی مصداق بنے۔ راضی ہیں ہم اوسی میں جسمیں کہ ہے تری رضا ایک ہندی دوہا ہے۔ شحنہ ری شحنہ تری گانو میں رہنا۔ اونٹ بلائی لیگئی تو ہاں جی ہاں جی کہنا شحنہ گانوں کے چوکیدار کو کہتے ہیں تو ایک شخص یہہ کہتا ہے کہ اے شحنہ مجھے تو تیرے گانوں میں رہنا ہے اگر تو یہہ کہے کہ بلی اونٹ کو اٹھا کر لیگئی تو میں کہونگا کہ ہاں سچ ہے۔ بیٹیا تمکو تو میاں کے گھر میں رہنا ہے اگر وہ کہے کہ چیونٹی ہاتھی کو اٹھا کر لیگئی تو بھی کہنا چاہیئے کہ سچ ہے اسی مضمون کا ایک فارسی کا شعر ہے۔ اگر شہ روز را گوید شب است این بباید گفتن اینک ماہ و پروین (اگر بادشاہ روز روشن کو کہے کہ رات ہے تو کہنا چاہیئے کہ بیشک یہہ چاند کی روشنی ہے۔ بیٹیا جب کسی کو اپنا کرنا چاہو تو اپنی رای اور خوشی پر دوسری کی خوشی کو مقدم کرو۔ پھر کسطرح وہ خوش نہ ہوگا۔

بی بی کی اطاعت لونڈی غلام نوکر کی سی نہین ہے وہ اطاعت کرتی ہین مگر اس وجہ سے کرتی ہین کہ روٹی کپڑہ ملتا ہے تنخواہ ملتی ہے اگر نہ کرین موقوف ہو جاوین مگر وہ تو اور جگہہ بہی نوکری کر کے پیٹ بہرینگے۔ بی بی کو میان کی اطاعت صرف اس خیال سے نہین کرنی چاہیے کہ اوس سے روٹی کپڑا ملتا ہے یہہ تو ملتا ہی ہے اسکی سوا اوسکے اطاعت سے خدا اور خدا کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے عزیز و اقارب خوش ہوتے ہین اور میان کی عزیز اور محبوب بنتی ہے میان اوسکی خوشی کرتا ہی اور اوس سے اوسکو عزت حاصل ہوتی ہے۔ بی بی اور میان کا ساتہہ تمام عمر کے واسطے ہے۔ جو مل گیا اوسی سے نباہ کرنا ہے وہ تمام زندگی کا ساتھی ہے۔

اول بات یہہ ہی کہ ہر شخص اپنے آسایش کا خواہان ہوتا ہی اور جس سے اوسکو آرام ملتا ہی اوسکو عزیز رکہتا ہی اور اوسکی باتین بہی اوٹہا لیتا ہے۔ تم دیکہو جو ماما تمہارے مزاج کی موافق کام کرتی ہے اور تم کو آرام پہونچاتی ہے اوسکی تم نازبرداری کرتی ہو اور یہہ چاہتی ہو کہ وہ جدا نہ ہو اوسکو تنخواہ بہی زیادہ دینا پسند کرتی ہو اور اگر کبہی کچہہ قصور بہی کرے تو اوس سے درگذر کرتی ہو اسی طرح بی بی کا ایک کام یہہ بہی ضروری ہے کہ اپنے میان کی آرام کا خیال رکہے جن چیزون سے اوسکو آرام ملتا ہو اونکو مہیا رکہے اوسکے کہانے پینے کی خبر رکہے۔ اوس کے مزاج کی موافق مکان کو درست رکہے جب وہ آوے ہنسی خوشی سے اوس کے سامنے آتا کہ کلفت جو اوسکو باہر کی محنت اور دنیا کی کامون سے ہوئی ہے وہ مبدل بخوشی ہو جاوے کہ اوسکو آرام ملے وہ سمجہے کہ اس بی بی کی وجہ سے تکالیف ہی سے نہین بچا بلکہ مجہکو آسایش ملتی ہے۔

بعض عورتین بیوقوفی سے ناک بہون چڑہا کر میان کے سامنے آتی ہین یا منہہ پہلائے ہوئے بیٹہتی ہین اور سمجہتی ہین کہ میان ایسی صورت بنانے سے ہماری خواہشون کو پورا کریگا یہہ اونکی سخت غلطی اور بیوقوفی ہے اول تو اونہون نے اپنی صورت ہی ایسی بنائی کہ جو کچہہ خوبی حسن و جمال کی تہی وہ بہی جاتی رہی دوسرے میان دیکہکر افسردہ دل ہوگیا

اور جس آسایش یا نیکی امید سے وہ گھر مین آیا تہا بی بی کی صورت دیکہتی ہی وہ امیدین تو منقطع ہوگئین اب یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہین اسپر کیا مصیبت پڑی جو ایسی حالت مین ہے اوسکو دریافت کرنا چاہا تو بیزاری کیوجہ سے جواب ہی نہین ملتا اگر جواب بہی ملا تو ترش روئی سے جسنے اور بہی اوسکے دل کو پژمردہ کر دیا اوسکو بجاے گھر مین آرام ملنے کے مصیبت کا سامنا ہوگیا اور اب گہر اوسکو برا معلوم ہونے لگا۔ اور بجاے اسکی کہ بیوی کو کچھہ فایدہ ہو یہ نتیجہ ہوگا کہ میان بی بی سے بیزار ہوگا گہر سے بہاگیگا۔ باہر رہنا اپنی آسایش سمجھیگا ایسی حالت مین کیا خاک بی بی کی امیدین بر آئینگی۔ امیدین کسی سے اوسیوقت پوری ہوتی ہین جب اوسکو خوش کر دو اور خوشامد کرو۔ جب اوسکا مزاج درست ہو اور محبت کا جوش اوسکے دل مین پیدا ہو اوسوقت جو مانگو ملے۔

خیرخواہی دوسری بات خیرخواہی ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ تم اپنے میان کی بہلائی چاہنے والی ہو۔ اوسکی جان کی بہلائی اوسکی عزت کی بہلائی اوسکی صحت کی بہلائی اوسکے مال اور اسباب روپیہ پیسہ کی بہلائی چاہنے والی ہو اور اوسکے جان اور صحت کی بہلائی اسطرح چاہو جیسے مان بیٹے کی جان کی سلامتی اور تندرستی کا ہر وقت خیال رکھتی ہے اوسکے مال و اسباب کی ایسی حفاظت کرو جیسے دور اندیش آدمی اپنے مال کی کرتا ہے۔ ایک شخص کہا کرتے تہے کہ بیوی مین مان بہن وزیر محافظ کے اوصاف کا مجموعہ ہونا چاہیے۔ مان بہن کی کیسی محبت کرے۔ وزیر کی سی تدابیر بجاے ملک داری کی خانہ داری کی سوچے اور کرے۔ خزانہ کے سانپ کی طرح اوسکے مال کی محافظ ہو مگر اتنا فرق ہے کہ سانپ خرچ نہین کرتا تم خرچ بہی کرو مگر ٹہیک جگہہ پر مناسب طریق سے اور اسیقدر اپنی بسر کرو جتنی استطاعت ہو لا پرواہ اور فضول خرچ بی بی پر اعتراضات ہوتی ہین اور آدمی کو تکالیف اور رنج پہونچتا ہے گہر کے چیزون سے بے پروائی کرنے سے وہ خراب اور ضایع ہو جاتی ہین۔ فضول خرچی روپیہ کا ستیاناس کرتی ہے اور ضرورت کے وقت پیسہ نہین ہوتا تو اوسکا رنج ہوتا ہے میان ایسی عورت کو اپنے روپیہ پیسہ کا محافظ نہین سمجھتا اور اوس سے چہپاتا ہے تو وہ

یک جہتی اور شرکت قایم نہین رہتی پہر وہ خوشی نصیب نہین ہوتی جو آسایش اور خوشی سے بسر ہونے کیواسطی ضروری ہے
رازداری تیسری بات میان بی بی کی رازداری ہے یہہ سب سے اچہا اور ضروری فرض بی بی کا ہے اور بڑا مشکل کام ہے مگر جیسا مشکل ہے
ویسا ہی ضروری ہے مردون مین یہہ مشہور ہے کہ عورت رازدار نہین ہوتی اور اوسکی بہت سی مثالین اونہون نے
بنائی ہین۔ ایک مثل مجہکو اسوقت یاد آئی ہے جسکو لکہتا ہون اوس سے تم کو معلوم ہوگا کہ مرد عورتون کو کسقدر اس معاملہ
مین بے اعتبار سمجہتے ہین اور یہہ بہی معلوم ہوگا کہ عورتون کی افشاء راز کرنیکی کیسی مصیبتین پڑتی ہین۔
نقل ہے کہ ایک شخص نوکری یا تجارت کے واسطی سفر کا ارادہ کرکے گہر سے چلے اور ایکہزار روپیہ اپنے اخراجات سفر
و سرمایہ تجارت یا زمانہ امیدواری کے خرچ کیواسطی ساتہ لیا۔ راستہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور اوس سے ارادہ
اور سفر کی غرض بیان کی تو اوس نے کہا کہ ابہی نا تجربہ کار ہو اگر تم مجہکو ایکہزار روپیہ دو تو مین ایک بات ایسی بتاؤن
کہ تجربہ حاصل ہو اور عمر بہر تمہارے کام آوے۔ اون کو اوس بات کے سننے کا شوق اس درجہ ہوا کہ ایکہزار روپیہ اوسکو دیدیے
تب اوس شخص نے کہا کہ ایکہزار روپیہ کی قیمت اس بات کی ہے کہ عورت سے اپنا راز نہ کہے۔ بس اب گہر جاؤ اور ایکہزار
روپیہ اور لیکر آؤ تو دوسری بات بتاؤن گا جو اس سے بہی زیادہ کارآمد ہوگی وہ مسافر گہر کو واپس روانہ ہوئے۔
اور ایکہزار روپیہ کا بندوبست کرکے پہر اوس شخص کے پاس پہونچے اور کہا کہ دوسری بات بتاؤ اوس نے روپیہ لیکر
کہا کہ پولیس والے دوستی پر بہروسہ نکرنا یہہ کہکر کہا کہ گہر واپس جاؤ اور ایکہزار روپیہ اور لاؤ تو بس آخری اور تیسری بات
بتاتا ہون ورنہ یہہ باتین بہی کچہہ زیادہ کارآمد نہونگی یہہ دو ہزار تو دے چکے تہے مجبور ہو کر گہر کو واپس آئے اور روپیہ
کا بندوبست کرکے پہر اوس شخص کے پاس گئے اوس نے ایکہزار روپیہ لیکر کہا کہ ٹٹپونجی بنئی سے ادہار یعنی لین دین
نکرنا اور کہا کہ عورت کی حقیقت یہہ ہے کہ جو بات وہ سنتی ہے یا دیکہتی ہے اوسکو ضرور ظاہر کردیتی ہے اور پولیس والے
اپنی کارگذاری کیواسطے دوستی کی پروا نہین کرتے ٹٹپونجیہ بنیہ اپنی دو چار پیسے کیواسطی گاہک کی عزت کا خیال

نہین رکہتا یہ کہکر اوسنے کہا کہ مین تمہارے ساتھ چلتا ہون اور ان باتون کو آزما دیتا ہون یہ دونون روانہ ہوئے اور ایک شہر مین جاکر تہانہ کے قریب مکان کرایہ کو لیا مسافر نے اپنی بی بی کو بہی لاکر اوس مکان مین رکہا تہانہ دار سے بہت دوستی ہوگئی ہر وقت یہ تہانہ دار کے ہان رہتے تھے یا تہانہ دار انکے گہر مین رہتا تہا تہانہ دار اور یہ آپس مین بہائی بہائی ہوگئے اور دانت کاٹے روٹی آنکی اور تہانہ دار کی ہوگئی تہانہ دار کی بی بی اور انکے بی بی مین بہت محبت ہوگئی اور ہر روز کی آمد و رفت ہوئی محلہ مین جو ایک شُشُو بنجیہ بنیا رہتا تہا اوسسے اوچاپت بہی شروع کی روز مرہ کے خرچ کیو اسطے آٹا دال نمک ہلدی مرچ قرض منگا لیا کرتے تھے اوسکے دس پانچ روپیہ ہوگئے۔

اتفاقاً شہر مین ایک عورت کو کسی نے مار ڈالا اون کے دوست نے جنہون نے تین ہزار روپیہ مین باتون کی قیمت لی تہی اون سے کہا کہ آج میری باتون کی آزمانے کا موقع ہے۔ بی بی تمہاری موجود ہے اوسپر تم کو اعتبار ہے تہانہ دار تمہارے بہائی بن گئے ہین اس بنیہ کا کچہہ تہوڑا سا قرض بہی ہے آج تم ایک بکری کا سر لاؤ اور اپنے گہر مین دفن کرو اور بی بی سے کہدو کہ مین نے ایک عورت کو مار ڈالا ہے اوسکا سر دفن کر دیتا ہون تو پتہ نہین لگیگا اور بہت تاکید کردو کہ کسی سے مطلق اوسکا ذکر نہ کرے ورنہ ماری جاؤنگی اونہون نے اس نصیحت پر عمل کیا قصائی سے ایک بکری کا سر لیا اوسکو کپڑے مین خوب لپیٹا گہر مین گہبرائے ہوئے گئے اور جلدی سے ایک کوٹہری مین چلے گئے بی بی سے کہا کہ زمین کہودنیکے لیئے کوئی چیز جلد لاؤ وہ دست پناہ لیکر پہونچی اور پوچہا کہ کیا ہے اونہون نے کہا تم کو کیا مطلب تم جاؤ بی بی نے اصرار کیا تو اونہون نے کہا کہ بہت بُری بات مجہہ سے ہوگئی ہے اگر کہل گئی تو مین مارا جاؤنگا جلدی سے تم گڑہا کہود دو اور اس سر کو دبا دو اب بی بی نے کہا کہ کاہیکا سر ہے میان نے کہا اسسے تم کو کیا مطلب تم سے جو کہا ہے کرو میان بی بی دونون گڈہا

کہودتی جاتی تہی اور بی بی اصرار کرتی جاتی تہی۔ غرض گڈہا تیار ہوا اور میان نے وہ سر جو کپڑے کے جوا
لپٹیا ہوا تہا دفن کر دیا اور مٹی ڈالکر خوب کوٹ دیا۔ بی بی نے اب ضد شروع کی کہ مجہکو اب بتا ہی دو
میان انکار کرتا تہا بی بی ضد کرتی تہی۔ عورتون کی ہٹ بہی مشہور ہے۔ تین ہٹین مشہور ہین تریا ہٹ
بالک ہٹ راج ہٹ۔ جب یہہ مجبور ہوئے تو کہا بی بی یہ ایسا کام مین نے کیا ہے کہ اگر اوسکا افشا ہوا تو مجہکو
پہانسی لگی گی تو رانڈ ہو جاوگی بچے یتیم ہو جاوینگے گہر تباہ ہوگا بچے اور تم دربدر ٹہوکرین کہاتی پہروگی تو
میری بی بی ہے تجہ سے زیادہ میرا کوئی دوست نہین تو میری محرم اور رازدار ہے مین تجہکو بتا دیتا ہون
مگر ایسا نہ ہو کہ تیرے منہ سے کہین نکل جاوے اور میری جان جاوے تو مصیبت مین گرفتار ہو۔ بی بی نے
کہا کہ مین جانتی ہون کبہی مین ایسی بات کر سکتی ہون جس سے تم کو کوئی رنج ہو مین کبہی منہ سے یہہ بات نہین نکالونگی
اور ایسی بات جسمین تم کو اور مجہکو زیان ہو کیسے زبان پر لا سکتی ہے۔ میان نے قول و اقرار کر کے بی بی سے کہا کہ دیکہو
مین تم کو عزیز سمجہتا ہون تم سے محبت کرتا ہون تم کو روپیہ پیسہ جو کچہہ ہوتا ہے دیتا ہون تمہارے حقوق مین
کسی طرح فرق نہین کرتا ہون بتاؤ سچ ہے یا جہوٹ۔ بی بی نے کہا سچ ہے۔ تم میرے میان ہو مجہ سے بہت
محبت کرتے ہو مین بہی تم پر عاشق ہون تم میری تکلیف سے مین تمہاری تکلیف سے بیچین ہو جاتی ہون اور ہر
طرح کا آرام ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مین ایسی بات منہ سے نکالکر تم کو اور بچے کو مصیبت مین گرفتار کراون
جب میان نے یہہ سب باتین طے کرلین بی بی سے کہا کہ آج ایک عورت کو مین نے مار ڈالا اور اس خوف سے کہ اوسکی
لاش چہرے سے پہچان کر پولیس والے اوسکا پتہ لگا دین سر کاٹکر لے آیا اور یہان دفن کر دیا۔ آدمی صورت
سے پہچانا جاتا ہے اب اوس لاش کو کوئی نہین پہچانیگا کیونکہ اگر یہہ بات کسی کو معلوم ہو جاوے کہ مین نے قتل کیا ہے
تو مجہکو پہانسی ہوگی یا نہین۔ بی بی نے کہا بیشک۔ بس بس چپکے ہو رہو۔ میان رات کو سو رہے بی بی کے پیٹ مین

جو ہے دوڑتے رہے ایک دن گزرا دو دن گذرے اس عورت کے مارے جانیکا شہر مین غل ہوا اور ہر
کہی تلاش ہونے لگی مُرقہ والی عورتین جو گہر مین آتی ہتین وہ بی بی کے سامنے ذکر کرتی ہتین کہ بی بی کسی کمبخت
نے ایسا ظلم کیا کہ عورت کو جو بہت گوری چٹی تہی اوسکے ہاتہہ پانون بہت خوبصورت نازک نازک تہے مار ڈالا
اور سر کاٹ کر لے گیا یہہ معلوم نہین ہو سکا کہ وہ کون عورت ہی - یہہ سنتی تہی اور سمجہتی تہی کہ میرے میان کی ہی
کرتوت ہین مگر مُنہہ سے نہین نکالتی تہی - تہانہ دار پر حاکم کی سختی تہی کہ پتہ لگائے وہ بہتیرا تلاش کرتا تہا کچہہ پتہ
نہین ملتا تہا آخر تہانہ دار معطل ہوا اوسکو نوکری کا اندیشہ ہوا اوسکی بی بی بہت پریشان تہی کئی روز سے اوسکے
بی بی کے پاس نہین آئی تہی ایک دن آئی اور اونسے نہ آنیکا سبب یہہ بیان کیا کہ بوا تمہارے بہائی کی نوکری کے
لالے پڑ گئے نوکری تو نوکری دیکہیے اونکی عزت ہی رہتی ہے یا نہین کسی نے ایک خوبصورت عورت کو مار ڈالا
اور اوسکا سر کاٹ کر لے گیا نہ سر کا پتہ ملتا ہے اور نہ مارنے والے کا نہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کون عورت تہی
حاکم کا حکم ہے کہ عورت کا اور مجرم کا پتہ لگاؤ نہین تو تم کو جیلخانہ بہیجتے ہین نوکری ہی گئی عزت ہی گئی یہہ کہکر رونے
لگی اپنی اور اپنے میان کی پریشانی کا حال کہنے لگی اس بی بی کو تو سارا قصہ معلوم تہا یہہ چپ ہو رہی اور سوچنے
لگی جب تہانہ دار کی بی بی کا حال زیادہ پریشان دیکہا تو نرم ہوگی اور کہنے لگی کہ بوا اگر اوس عورت کا سر مل جاویگا
تو تمہاری پریشانی کیا جاتی رہیگی میان کی نوکری رہجائیگی اوسنے کہا ہان پہر کیا نہ چاہیئے اس سے تو ساری
مشکلین آسان ہو جاوینگی - بی بی نے کہا سر تو لوا مین دیدیتی ہون مگر دیکہیے تمہارے بہائی تمہارے میان
کے بڑے دوست ہین دانت کاٹے روٹی ہے انپر کچہہ آفت نہ آوے اونکو بچادین تو مین پتہ لگا دیتی ہون
تہانہ دار کی بی بی خوش ہو گئی اور کہا ہرگز ہرگز نہین ایسا ہی کہین ہو سکتا ہے کہ تمہارے میان پر کچہہ آفت
آوے مین اوسکا پورا بندوبست کردیتی ہون یہہ کہکر سب باتین دریافت کرکے اپنے گہر گئی اور میان کو بلا کر

سارا حال کہدیا بیان سُنتی ہی خوش ہوگیا اور فوراً حاکم کے پاس گیا اور کہا کہ مین نے سر کا اور قاتل کا پتہ
لگا لیا ہے آپ چلیے حاکم کو اور سپاہیون کو ساتھ لیکر دہم سے اپنے مُنہ بولے بہائی کے گہر آپہنچا
بہائی کو گرفتار کیا اور خوب گالیان دینے لگا او بدمعاش حرامزادے یہ تیرے ہی کرتوت ہین بنیے کو جو معلوم ہوا
کہ میان پکڑے گئے وہ دوکان بند کر کے دوڑا اور اون کو پکڑا کہ میان تم تو جاتے ہو پہانسی لگیگی میری
او جایت کا روپیہ تو دیتے جاؤ اور رنا واویلا شروع کی یہ حاکم گہر مین گیا اور کوٹہری کو جسمین سر دفن تہا
کہدوایا تو اطلاع کے موافق ایک سر کپڑے مین لپٹا ہوا نکلا اوسکو اسیطرح لیئے ہوئے سب پولیس مین آئے
یہ میان گرفتار شدہ سامنے کہڑے تہے لوگون کا مجمع تہا لوگ برا بہلا کہتے تہے کہ واہ کیا صورت اور کیا
حرکتین میان بہلے مانس معلوم ہوتے تہے یہ اون کی صورت سے نہ سمجہتے تہے کہ قاتل ہونگے بنیے کہڑے ہوئے
سُنتے تہے اور کہتے تہے کہ تین ہزار روپیہ وصول ہوگئے۔ بیچارہ جاہل ہوا آخر وہ سر کپڑے مین سے کہولا گیا سب
یہ امید کر رہے تہے کہ بہت خوبصورت چہرہ دیکہینگے جس عورت کا سر ہے اوسکی اعضا سے تو بہت خوبصورت
معلوم ہوتی ہے چہرہ بہی بہت ہی خوبصورت ہوگا۔ کپڑا کہولا تو کالی بکری کا سر نکلا پولیس والے اور حاکم اور دیکہنے
والے سب ششدر رہگئے کہ یہ کیا ہے آپ سے پوچہا کہ یہ کیا قصہ ہے تب اونہون نے سارا قصہ از ابتدا تا انتہا
بیان کیا کہ تین ہزار روپیہ کو تین باتین خریدی ہین اونکی آزمایش منظور تہی اسطرح آزمایش کی کہ تہانیدار سے
دوستی کی اور اتنی کہ مجہکو یہ یقین تہا کہ جہان میرا پسینہ گریگا یہ اپنا خون گرا دینگے۔ بی بی میری بہت محبت کرنیوالی
خیرخواہ تہی اوس سے راز کہا اور ڈٹ کر بنیہ بنیہ سے لین دین کیا جب مشہور ہوا کہ عورت مارگئی اور اوس کا
سر کوئی کاٹ کر لیگیا تو موقع سمجہکر ایک قصاب سے یہ بکری کا سر حاصل کیا اور اوسکو دفن کیا بی بی کو خوب
سمجہا دیا تہا کہ میری جان کا معاملہ ہے اس راز کو کبہی نہ کہنا بہت تاکید کی تہی مگر اوس نے کہدیا میرے دوست نے

مطلق بیپروائی کی اور مجھکو ذلت وخواری گرفتار کیا ٹپو بجیہ بنیہ کو مروت کا اور پہلے ہین کا کچھ خیال
نہوا مین مصیبت مین گرفتار رہا اوسکو اپنے چار پانچ روپیہ کی پڑی تہی ۔

اس نقل سے صاحبان کو معلوم ہوا ہوگا کہ اگر یہہ بات سچ ہوتی تو بی بی کی بیوقوفی سے کسقدر مصیبت اوسکے
خاوند پر پڑتی تہی - اگرچہ یہہ بات بہت مشکل معلوم ہوتی ہی کہ آدمی جو بات سُنے یا دیکھے اوسکا افشا نہ کرے
اور زبان سے نہ نکالے لیکن بڑا عیب آدمی مین یہی ہی کہ کان سے سُنے یا آنکھہ سے دیکھے اور مُنہہ سے نکالے
بیان تو بڑی چیز ہے بیان اور بی بی تو ایک ہی ہین آدمی کی خوبی یہہ ہے کہ کسی کی بات دوسرے سے نہ کہے
ایک مرتبہ شاہ ایران نے تین سونے کی پتلیان بادشاہ ہندوستان کو بہیجین اور لکہا کہ اونکو ملاحظہ کرکے
اونکی بہلائی اور برائی سے اطلاع کیجیے وہ پتلیان دربار مین حاضر کی گئین - بادشاہ نے اور وزرا اور امرا نے
دیکہا کوئی بات معلوم نہین ہوئی معمولی عورتون کی صورت تہی اور ایک سی بنی ہوئی تہین - سوچتے رہے
کہ ان مین کیا بات ہے تہوڑون کے عضو کو غور سے دیکھنا شروع کیا تو ایک پتلی کے کان مین ایک سوراخ
معلوم ہوا اوس مین جو تنکا ڈالا وہ اوسکے پیٹ مین اوتر گیا پہر دوسری کے کان مین تنکا ڈالا وہ اوسکے دوسرے
کان مین سے نکل گیا پہر تیسری کے کان مین اسی طرح تنکا ڈالا تو وہ اوسکے مُنہہ مین سے نکلا اب اون کو معلوم
ہوا کہ ان مین بہی فرق ہے اب یہہ سوچنے لگے کہ اسسے کیا مطلب ہے ایک عقلمند درباری نے عرض کیا کہ مین سمجھہ گیا
تین آدمی تین خصلت کے ہوتے ایک تو سب سے اچھا ہے جسکے کان مین سے تنکا پیٹ مین چلا گیا اوسکا مطلب یہ ہے
کہ جو بات سنتا ہے وہ پیٹ مین چلی جاتی ہے اور کسی پر وہ ظاہر نہین ہوتی ایسا آدمی دوست اور رازدار بنانیکے
لایق ہے دوسرا جیسا تنکا ایک کان سے دوسرے کان مین جاتا یا پہر اونکی خصلت یہہ ہے کہ ایک کان سے
بات سُنے اور دوسرے سے اوڑادے نہ اوسکو راز کی طرح رکہتا ہے نہ بے ضرورت مُنہہ سے نکالتا ہے ایسا

ایسا شخص بھی رازدار ہونیکے قابل نہیں ہے اوس سے بھی اندیشہ ہے اور تیسری پتلی جسکے کان کا تنکا مُنہ سے نکلتا ہے ایسی خصلت کا آدمی نہایت اندیشہ ناک ہے صحبت مین رکہنے کے ہرگز لایق نہین ہے اسکی ہوا سے بچنا چاہیے یہہ جو بات سنتا ہے اوسکو دوسرے سے کہدیتا ہے بلکہ ڈہونڈ ڈہونڈہ کر پہنچاتا ہے۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور شاہ ایران کو وہ پتلیاں اس صورت سے واپس کین کہ جس پتلی کے کان سے تنکا مُنہ مین نکلا تہا اوسکی گردن کاٹ کر واپس کی اور جسکی ایک کان مین سے دوسرے کان مین تنکا نکلا تہا اوسکو برہنہ کر دیا اور جس کے کان مین سے پیٹ مین تنکا نکلا تہا اوسکو عمدہ قیمتی لباس پہنا کر اور اپنی صورت کا ایک پتلا سونے کا بنا کر اپنے پتلے کے سینہ سے اوسکو لگا کر واپس کیا جسکا (یہہ مطلب تہا کہ جو راز فاش کرنیوالا ہے اوسکو قتل کرنا چاہیے اور جو شخص بات کو ایک کان سے سُنے اور دوسرے کان سے اُڑا دے اوسکی کوئی عزت نہ ہونی چاہیے اور جو کان سے سُنے اور پیٹ مین اوتارے وہ ہر عزت کا مستحق ہے اور اس لایق ہے کہ بادشاہ اوسکو سینہ سے ملا کر رکھے۔)

(غیرون کے معاملہ مین تو یہہ ہے کہ جو بات راز کی ہو وہی بطور راز کے رکھے لیکن میان اور بی بی کے معاملات اس قسم کے ہین کہ ہر بات اونکی راز کی ہے میان کا اچھی طرح پیش آنا یا بُری طرح پیش آنا میان کا دینا یا نہ دینا بھی راز ہے اور ایسا کہ اوسکی نسبت جو کچھہ کہنا ہو میان سے ہی کہنا چاہیے کسی دوسرے کے آگے خواہ اپنا باپ یا بہائی ما یا بہن ہی کیون نہ ہو اچہا نہین ہے بلکہ ماں باپ بہائی بہن عزیز و اقارب سے تو ہرگز ہرگز کہنا ہی نہین چاہیے کسی ایسے ویسے سے کہنے کا اتنا نقصان نہین ہوتا جتنا کہ اپنے عزیز و قریب سے کہنے کا نقصان ہوتا ہے۔

اگر تمہارے میان تمہارے ساتہہ برائی کرین اور اوسکا ذکر تم اپنے کسی عزیز سے کرو تو اوسکو رنج ہوگا

اور غصہ آویگا وہ تمہارے جوش محبت مین دیوانہ ہوجاویگا اور اوسکو نیک اور بد کی سمجھہ نرہیگی وہ ایسی نامعقول صلاح دیگا جسپر عمل کرنے سے تمہاری آیندہ کی زندگی خراب ہوجاویگی وہ ایسی بات تم سے سُنکر یا تو تمہارے میان کی بُرائیان تمہارے ہی سامنے کریگا جس سے تمہارے دل مین اور بھی رنج بیٹھے گا یا منہہ سے کسی اور کے سامنے نکالیگا اور اوسکی خبر میان تک پہنچیگی اور جب اوسکو یہہ معلوم ہوگا کہ بی بی میری شکایتین کرتی پہرتی ہے تو اوسکو تم سے رنج ہوگا اور دونون مین کشمکش اور بدمزگی ہوگی (جسکو ہمیشہ بچانا چاہیئے) بجای کسی فائدے کے نقصان ہوگا۔

کسی کی شکایت کرنی یا بُرائی کرنیکی غرض ہمیشہ یہہ ہوتی ہے کہ یا تو سُننے والا اوسپر ایسا دباؤ ڈالے کہ وہ ایسی بات جسکی شکایت ہو پہر نکرے یا یہہ مطلب ہوتا ہے کہ بُرا کرنے والیکو لوگون مین بدنام کیا جاوے بعض موقع پر لوگ دوسرے کی بُرائی اپنی صفائی حاصل کرنیکو کرتے ہین یہہ ایسے شخص کیواسطے کیا جاتا ہے کہ جسپر کسی کا زور چلتا ہو اور وہ مجبور کرکے اوس سے کام کرا دے یا ایسے شخص کے ساتھہ کیا جاتا ہے کہ جس سے کوئی تعلق نرہا ہو اور آیندہ بہی نرکہنا منظور ہو لیکن میان اور بی بی کا تعلق تو زندگی بہر کا ہے میان پر کسی کا جبر اور دباؤ نہین ہوسکتا اور ہو بہی تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ جو کچہہ حق تلفی ظاہری کرتا ہو اوسکو رفع کرا دے لیکن جو اصلی بات محبت اور اخلاص کی ہے وہ کوئی جبر کرکے یا دباؤ ڈال کے میان سے نہین کرا سکتا۔ اور اگر یہہ نرہی تو پہر کیا بی بی کی زندگی کا لطف ہے۔

اکثر گہرون مین ایسے واقعات پیش آتے ہین کہ بی بی نے ناسمجھی سے میان کی کسی بات سے ناراض ہوکر بہائی یا باپ سے شکایت کی اور اونہون نے جوش محبت سے نادان دوست بنکر بیٹی کو گہر مین بٹھا لیا یا اوسکو ایسی صلاح دی اور اسوجہہ سے اس بیوقوف نے اپنے باپ بہائی کو میان سے

زیادہ خیرخواہ سمجھکر اونکی صلاح پر عمل کیا ہے یا اقل درجہ اپنے دل مین یہہ سمجھکر کہ میرا ایک ٹھکانہ ہے
میان سے بے پروائی کی اور وہ بات رفتہ رفتہ ایسی بڑہی کہ آپسمین نقیض پیدا ہوگیا اور فقرہ کے
جھگڑے پیدا ہونے لگے اور تمام زندگی دونون کی مصیبت مین کٹنے لگی۔ خدا اس سے شریف لڑکیون کو محفوظ رکھے
بھلا یہہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے کہ میان جیسے شخص کے عیب کو جسکی عزت سے بی بی کی عزت ہے جسکی
وقعت سے بی بی کی وقعت ہے لوگون کے سامنے بیان کیا جاوے اشراف اور بھلے مانس وہ ہین جو غیرون
کے بھی عیب چھپاتے ہین اور خدای تعالی کی بڑی صفت یہہ ہے کہ اپنے ناچیز بندون کا عیب ڈہانکتا ہے
ستار عیوب اوسکا نام ہے ایسی عورتون سے کہا جائے کہ اگر تمہارا میان جھوٹا بدچلن ہو یا عیب دار ہو
تو تمہاری کیا عزت لوگون کی آنکھون مین ہوگی۔ اے میری بہنو یہہ تو سمجھو کہ اگر کوئی ماما بھی کسی اچھی بی بی
کے پاس نوکر ہوتی تو فخر سے کہتی ہی چار روپیہ کا نوکر اپنے آقا کی تعریف کرکے فخر کرتا ہے تم میان کی برائی
کرکے اپنی تئین ذلیل کروگی تو کیا تم کو فخر ہوگا اس کے سوا جب میان کو یہہ معلوم ہو کہ بی بی سچ یا جھوٹ
میرے عیب اوروں کے سامنے بیان کرتی ہے تو کیسے تم اوس سے محبت یا بھلائی کی توقع کرسکتے ہو۔

گھر مین جب ہر وقت کا تعلق دو آدمیون کا ہے تو کوئی نہ کوئی بات ایسی ہونی ممکن ہے کہ میان کی بات
تم کو بری معلوم ہو یا تمہاری بات میان کو بری معلوم ہو اور اوسپر رنجش ہو جاوے لیکن تہوڑی دیر کی ہوتی
ہی پھر اپنے اپنے تعلقات دائمی کو خیال کرکے اگر اوس معاملہ کو طول نہ دیا جاوے اور اپنے ہی تک رکھا جاوے
تو وہ کشش دور ہو جاوے اور پھر وہی میان اور وہی بی بی وہی محبت اور اخلاص ہو جائیگا لیکن اگر ذرہ سی بات
ہوئی اور بی بی جھٹ اوسکو اپنے باپ بہائی تک لے دوڑی اور وہ نا عاقبت اندیش ہوئے اور بری صلاح
دیدی یا کچھہ کہہ بیٹھے پر جو بات ایک آدہ دن مین رفع ہو جاتی اوسکی مصیبت عمر بہر کیواسطے ہوگی پھر میان اور بی بی

مین اتفاق اور سلوک بہی ہو جائیگا تو وہ تو بُری ہو گئی اور اوسکا رنج بی بی پر مدتون تک رہیگا۔

بیٹیا میری تمکو یہہ نصیحت ہے اور اوسکو یاد رکہنا کہ جو باتین خدانخواستہ ایسی تم کو سسرال مین پیش بہی آجاوین تو ہرگز مجہہ سے یا کسی اور سے اوسکا ذکر بہی نکرنا اور اون کو صبر اور تحمل سے برداشت کرنا اور خوش تدبیری اور محبت سے رفع کرانا اگر تم اپنی کو قصوروار نہ بہی سمجہو تو بہی اپنا قصور معاف کرانا میان بی بی کا معاملہ ایسا ہے کہ اسمین کوئی بے عزتی کی بات نہین ہے اگر تم اپنے میان کی خوشامد کر دیا اوسکے آگے ہاتہہ جوڑو اور قصور معاف کراؤ تو تم شریف اور نیک بی بی سمجہی جاؤ گی۔ یہہ اوس سے بہت اچہا ہے کہ تم کسی کی مدد مانگو اور جہگڑے زیادہ بڑہاؤ میان بی بی کے معاملہ مین کوئی کچہہ مدد نہین کر سکتا بی بی خود اپنی مدد آپ زیادہ آسانی سے کر سکتی ہے اور اسکو اس قسم کے ایسے ایسے موقع ہین کہ جو کسی دوسرے کو میسر نہین آسکتے۔

بی بی میان کی وزیر و مشیر ہوتی ہے

یہہ صفت بہی بی بی مین ہونی چاہیئے اس سے یہہ مطلب نہین ہے کہ اہم معاملات دنیاوی مین عورتین مردون کو مشورہ دینا اون کو تجارت زراعت صنعت باہمی تعلقات مین جو لوگون سے ہون اون مین صلاح دین اور اگر اسکے لائق ہون تو یہہ بہی کرنا چاہیئے لیکن امور خانہ داری مین اور آسان باتون مین جو اونکی سمجہہ مین آسکتی ہین بعض اوقات نہایت کارآمد صلاح ملتی ہے اس لیئے کہ عورتون کے خیالات بوجہہ کم تعلقات دنیاوی اور کم پریشانی کے مجتمع ہوتے ہین اور فطرتی عقل اونکی کام دیتی ہے اور رشتہ دارون کے ساتہہ برتاؤ کرنے مین اگر اونکی طبیعت نیکی اور صلاحیت کی طرف مائل ہو تو اچہی باتین بتا سکتی ہین۔

اگر اچہی صلاح دینے کی قابلیت بہی نہو تو ہر بی بی اتنا تو ضرور کر سکتی ہے کہ جب میان کو کسی معاملہ مین متردد یا پریشان دیکہے تو اوسکی دلداری کرے اور گہبرانے نہ دے اگر بی بی اتنا بہی ایسے وقت مین

میان سے کہے کہ کیون پریشان ہوتے ہو اللہ سب مشکلین آسان کر دیگا اپنے دل کو مضبوط رکہو کسی لایق آدمی سے مشورہ کرو اس دشواری کے رفع کرنیکی تدبیر خود سوچو پریشان ہونے سے رہی سہی عقل بہی جاتی رہیگی اللہ پر بہروسہ کرو اوس سے دعا مانگو مین بہی دعا مانگونگی خدا ہم پر رحم کریگا تو بہی میان کا دل مضبوط ہو جائیگا اور استقلال اوسکی طبیعت مین آجائیگا - بی بی کی ایسی باتون سے جو رنج اور فکر تہا وہ رفع ہو جائیگا - اگر کوئی بات ایسی ہو کہ جسمین بی بی مشورہ دیسکے تو ضرور صلاح دے اور میان سے کہے کہ میری رای تو یہہ ہے کہ یون کرنا چاہیے تم بہی سوچ لو میان کی اوس طرف توجہہ ہو جائیگی اور اوسکو سوچنے کا موقع ملیگا - اور ممکن ہے کہ وہ رائے صحیح ہو اور اوسکو میان پسند کرے یا اگر اوسکی سمجہہ مین نہ بہی آوے تو وہ دوسرے سے مشورہ کرنے مین اوس رائی کا اظہار کرے اور سمجہدار لوگ اوس بات کو پسند کرین یا نہ کرین غرضکہ کچہہ نہ کچہہ فائدہ ہوگا اور اقل درجہ یہہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ میان کو معلوم ہوگا کہ بی بی میری خیر طلب ہے اور میرے رنج مین شریک ہوتی ہے اور اپنے بساط کے موافق نیک صلاح دیتی ہے -

یہہ مشورہ تو ایسے معاملات مین ہے جو میان اور اودون سے متعلق ہین باہمی میان بی بی کے معاملات مین تو ضرور بی بی کا مشورہ ہونا ہی چاہیے مگر بعض اوقات کسی پریشانی مین ہوتے ہین یا کوئی خیال اون کے دل پر ہوتا ہے یا کسی وجہہ سے وہ غصہ مین ہوتے ہین ایسے وقت مین غلط اور نامناسب بات کر بیٹہتے ہین یا کرنیکا ارادہ کرتے ہین اور لوگون کو تو ایسی حالت مین بولنا بہی دشوار ہوتا ہے لیکن بی بی کو غصہ رفع کرنا یا تردد کو دور کرنا آسان ہے اگر میان کی رای کو بدلنا منظور ہے اور اونکو غلطی سے بچانا تو پہلے اوسکے غصہ یا تشویش کو میٹہی میٹہی اور خوش کن باتون سے رفع کرے پہر نرمی سے بتاوے

اور نیچ اونچ سمجھا دے تو اچھی طرح وہ بُرائی رفع ہوسکتی ہے میان کو بی بی کی کسی بات پر غُصّہ آئے یا کچھہ تیز مزاجی ہوجاوے تو بھی بی بی کو اوس غصّہ کا رفع کرنا آسان ہے۔

بعض بیوقوف یا تیز مزاج عورتین اگر میان کوئی بات کہے تو اوسکا تُرش روئی سے جواب دیتی ہین وہ جواب اوس غصّہ کو اور بڑہاتا ہے میان زیادہ تُرش ہوتا ہے پہر بی بی جواب دئے بغیر نہین رہتی اور اسطرح تو تو مین مین ہونے لگتی ہے۔ میان کو قدرتی طور سے بی بی کا جواب دینا اور تو تو مین کرنی ناگوار ہوتی ہے اور وہ یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ میری بات اور کہنے کی پرواہ نہین کرتی اور وہ اوسکو دبانا چاہتا ہے اور زبردستی اوسکو محکوم کرتا ہے اور یہہ بھی غُصّہ مین ہولی ہی نہین دبتی اوسوقت یہہ شعر اون کے حسب حال ہوتا ہے۔

اگر دو ہر دو جانب جاہلانند — وگر زنجیر باشد بگسلانند

کچھہ خیال نہین رہتا کہ اِس تو تو مین مین کا کیا نتیجہ ہوگا اور بڑہتے بڑہتے کہانتک نوبت پہونچیگی اگر ان مین سے کوئی چپ ہوجاوے تو دوسرا کچھہ کہہ سُنکر خاموش ہوجائیگا اور بات نہ بڑہیگی اگر میان کسی وجہہ سے خفا ہو اور وہ خفگی اوسکی بیجا ہو تو عقل کی بات یہہ ہے کہ اوسکے کہنے کو تسلیم کرکے اپنا قصور معاف کرائے پہر کیسا ہی قصور ہو جب کوئی شخص اپنے قصور کو مان کر معاف کراتا ہی تو میان تو میان بڑا ظالم اور دشمن بھی اگر ہو تو نرم ہوجاتا ہے اگر اوسکا غُصّہ کسی غلط فہمی کیوجہہ سے ہو تو نرمی سے بتادے کہ تمہارا خیال غلط ہے اصل حقیقت یہہ ہے۔ اگر یہہ بھی نہ ہوسکے تو خاموش ہی ہو رہے اور جواب نہ دے یہہ اوس سے بہتر ہے کہ جواب دے اور تو تو مین مین کرے

خدا تم کو اور سب شریف لڑکیون اور بیبیون کو اپنی نیک و بد سمجھنے اور بُری باتون سے بچنے کی ہدایت کرے۔

راقم — س۔ م۔

اس خط سے میری بہنو تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک لڑکی کے باپ نے کسطرح اپنے بیٹی کو سمجہایا ہے اور خیال کرو کہ اگر وہ لڑکی اپنے باپ کی نصیحتون پر چلے تو کتنا اوسکو فائدہ ہو اور وہ کیسی ہنسی خوشی سے اپنی زندگی بسر کرے مجہکو اسکی جستجو ہوئی کہ مین خود اوس لڑکی سے ملون اور دیکہون کہ اوسنے باپ کی نصیحتون پر عمل کیا یا نہین اور اوسکی کیا کیفیت ہے جو حال مین نے اوسکا دیکہا وہ یہ لکہتی ہون کہ جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ باوجود اس کے کہ اوسکا میان غیر تعلیم یافتہ تہا اور اوسکو صحبت بہی اچہے آدمیون کی نہ ملی تہی وہ جیسے اس سے ناواقف تہا کہ عورتون کے مردون پر کیا حقوق ہین ایسے ہی وہ اس سے بہی ناواقف تہا کہ مردون کے عورتون پر کیا حقوق ہین۔ اس لڑکی نے اوسکی جہالت کو دفع کیا وہ فضول خرچ تہا اوسکو کفایت شعار بنا دیا وہ غیر صحبت یافتہ تہا اوس کے دل مین اچہے آدمیون کی صحبت کا شوق پیدا کر دیا اوسکو یہہ بہی بتا دیا کہ مجہپر تمہاری تابعداری فرض ہے اور تم میرے حاکم ہو میری تمہاری اچہی طرح جب ہی بسر ہو سکتی ہے کہ مین تابعداری کرون اور تم کو اپنا حاکم جانون۔

مین خود اوس کے گہر مین گئی اور ایک ہفتہ سے زیادہ رہی مین نے دیکہا کہ اوسکی ساس زندہ موجود ہین گہر کا سارا انتظام اور کاروبار ساس کے ہاتہ مین تہا وہی کہانے کا انتظام کرتی ہین مگر چونکہ گہر مین کنبہ کا کہانا پکتا تہا اس لیئے یہہ لحاظ نہین رہتا تہا کہ ہر ایک کی مرغوب چیز تیار کیجاوے یہہ لڑکی ہر روز اپنے میان سے پوچہتی تہی کہ آج کیا کہاؤ گے کبہی وہ بتا دیتے تہے اور کبہی اوس کے رائ پر چہوڑ دیتے تہے یہہ چپکے سے اپنی کوٹہری مین خود وہ چیز تیار کرتی اور اچہی طرح اسے رکہتی جب ساس کہانا بہیجتی تو اوسکو رکہوا لیتی اور میان کو اپنا تیار کیا ہوا کہانا کہلاتی معمولی کہانیکے سوا مختلف چیزین تیار کر کے رکہتی کہ جب میان کو خواہش ہو تو تیار چیز ملے۔

میان کو تیسرے پہر کو ناشتہ کہانیکی عادت ہتی یہہ موسم کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی چیز تیار رکہتی جب وہ
باہر سے آتے تو بات کرنے سے پہلے کہانا سامنے لاکر خود رکہتی۔

میان کے یہہ خود ہاتہہ دہلاتی اور طشت لاتی اگر ماں یا بہن کہتی تہی کہ ہم ہاتہہ دہلا دینگے تو اونسے کہتی تہی
کہ مجہکو ثواب ہوتا ہے تم میری دوست نہین ہو۔ خود وہ کام کرکے جو مجہکو کرنا چاہیئے میرا ثواب
کہونا چاہتی ہو۔

میان کے کپڑے سب اپنے پاس رکہتی تہی اور ہر وقت ایک جوڑا نکال کر سب طرح دیکہہ بہال کے اور درست
کرکے تولیہ مین لپیٹ کر رکہتی تہی کہ جب میان کا جی چاہے بدل لین اور جہان وہ جوڑا میان نے
پہن لیا اوسیوقت دوسرا جوڑا اوسی طرح درست کرکے وہین رکہدیا۔

میان کو حقہ پینے کا شوق تہا جب گہر مین آتے تو باوجودیکہ اسکی طبیعت اور مزاج اوس کے مخالف تہا
مگر حقہ کا خود سامان کرتی اور بہت شوق سے خود میان کے سامنے لاکر رکہتی ہمیشہ میان اونکو منع کرتا
تہا کہ ایسا ذلیل کام تم کو نہین کرنا چاہیئے یہہ کہتی کہ تم کو جو پسند ہے وہ میرے واسطے ذلیل نہین ہو سکتا
اس کے اس طریق عمل کا مین نے سنا ہے یہہ نتیجہ ہوا کہ میان نے آہستہ آہستہ حقہ پینا چہوڑ دیا۔

ایک مرتبہ اس لڑکی نے میری موجودگی مین اپنے بہائی کو خط لکہا اوسکو کہلا ہوا رہنے دیا۔ اوس روز
اتفاق سے میان کہین چلے گئے تہے وہ خط کہلا ہوا اوسی طرح رکہا رہا جب میری نظر اوس خط پر پڑی
تو اوسکو کہلا ہوا دیکہکر مین نے پوچہا کہ یہہ خط یون ہی رکہا ہوا ہے تم نے نہین بہیجا اور نہ بند کیا۔
اوس نے جواب دیا کہ وہ آج نہین آئے ہین وہی میرے خطون کو بند کرتے ہین مین نے کہا کیون
یہہ تو تمہارے اپنے بہائی کے نام کا خط ہے کیا کوئی مضمون میان کے دکہلانیکا ہے جواب دیا نہین

اون کی تو کوئی بات نہین ہے۔ مین نے کہا پہر کیون اونکو دکہاتی ہو۔

جواب دیا۔ آپ تو میرے بڑے ہین مجہہ سے زیادہ ہوشیار ہین اور زمانہ دیکہا ہے مین یہہ سمجہتی ہون کہ میان بی بی کو آپسمین کوئی بات ایک دوسرے سے چہپانی نہین چاہیئے۔ ارادةً چہپانا تو بہت ہی برا ہے احتیاط چاہیئے کہ اتفاقاً بہی ایسا موقع نہ ملے کہ ایک کو دوسرے کی نسبت یہہ خیال ہو کہ مجہہ سے اس نے کچہہ چہپایا ہے یہہ خیال دل مین آئیگا تو جو لطف یکجہتی کا ہے وہ جاتا رہیگا۔ جب حقیقت مین تو کوئی بات چہپانیکی نہین ہے اور نہ میری کوئی بات چہپانیکے لائق ہے اگر خط لکہکر بند کرکے بہیجدیتی تو شاید میان کو یہہ خیال ہوتا کہ معلوم نہین اس نے کیا لکہا ہے اسلئے مین تو جو خط لکہتی ہون اسیطرح کہلے ہوئے اونکو دیدیتی ہون وہ چاہے پڑہین یا نہ پڑہین خود بند کرکے ڈاک مین ڈلوا دیتے ہین اور جو خط میرے آتے ہین وہ بہی پڑہکر اونکے پلنگ یا میز پر کہلے ہوئے رکہدیتی ہون تاکہ وہ جب چاہین دیکہین مگر دیکہتے بہالتے بہی نہین ایک آدہ دفعہ ایسا ہوا ہے کہ خط اوٹہایا اور مجہہ سے پوچہا کہ مین اسکو پڑہون تو مجہے برا معلوم ہوا مین نے کہا کہ اس پوچہنے کے کیا معنی کیا میری کوئی بات تم سے چہپانیکی ہے۔

مین نے دل مین کہا شاباش جس لڑکی کے ایسے خیالات ہون وہ کیون نہ میان اور سسرال والون کو خوش رکہے۔ اور اوسکو کیونکر وہ لوگ خوش نہ رکہینگے۔

ایک بات اوس لڑکی مین بہت ہی اچہی یہہ دیکہی جسکو اونکی والدہ نے کسی خط مین صاف صاف نہین لکہا ایک جگہہ اتنا تو لکہا ہے کہ خدا تعالی نے ازل مین یہہ قرار دیا تہا کہ تم اون مین جاؤگی دنیا مین ایسا سامان کردیا کہ اوس تقدیر کا ظہور ہوا اب تم کو اوسپر شاکر ہونا چاہیئے اور یہہ سمجہنا چاہیئے کہ خدا تعالی جو کچہہ اپنے بندون کے واسطے کرتا ہے اچہا کرتا ہے مین نے اس لڑکی کو دیکہا کہ وہ اپنی تقدیر پر پوری شاکر تہی اور جس حال

خوش تھی۔ مین نے ایک دفعہ پوچھا۔

تمھاری شادی کو دو برس ہو گئے ہین تمھاری ان لوگون مین کیسی گذرتی ہے۔

رابعہ۔ اللہ کا شکر ہے ہزارون سے لاکھون سے اچھی گزرتی ہے اور ایسا تو کوئی ہو ہی نہین سکتا کہ اوسکی ساری دنیا سے اچھی گذرے دنیا مین اللہ نے ایک سے ایک کو زیادہ کیا ہے۔

مولفہ۔ ہان بوا یہہ تو سچ ہے کہ دنیا مین سب برابر نہین ہین۔ اچھے برے امیر غریب سب ہی طرح کے آدمی ہین مگر پھر بھی درجہ مین بڑے ہی درجہ ہین کوئی بڑا کوئی زیادہ بڑا کوئی اوس سے زیادہ اوس سے بھی کوئی زیادہ اچھا اوس سے بھی زیادہ اچھا۔ اسی طرح چلے جاؤ۔

رابعہ۔ نہین خالہ امان اچھا برا کوئی نہین ہے ہر چیز دوسری چیز سے اچھی اور ہر چیز دوسری چیز سے بری۔ اچھی بری کی تمیز مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتی ہے دو ہون تو یہہ کہا جاوے کہ اون مین کونسا اچھا ہے۔

مولفہ یہہ تو تم اور باتین کرنے لگین خیر مین پوچھتی ہون کہ تمھاری سسرال والے تم سے کسطرح پیش آتے ہین۔

رابعہ۔ یہہ آپ کیا پوچھتی ہین یہہ تو اپنے ہاتھ ہی مین اچھی تھین اون کے مزاج کے موافق کرون تو وہ اچھی طرح پیش آئینگے اور مجھکو اچھا سمجھینگے اگر مین اسکا خیال نکرون اور خلاف مرضی چلون وہ مجھے برا سمجھینگے اور بری طرح پیش آئینگے۔ مین اون کے گھر مین نئی آئی ہون۔ ابتدا ہی ایسی کہ میری ساری زندگی ابا جان کے گھر مین بالکل دوسری طرح گذری میرا مزاج ان لوگون سے بالکل مختلف تھا میری بعض چیزین اون کو نہین بھاتی تھین میرے لباس کی وضع قطع اون کے لباس سے علیحدہ

یہانتک کہ میری زبان بول چال ان لوگون سے بالکل جدا تہی۔ ہمارے ہان کی رسمین اون کے رسمون سے الگ ہین مین نے سمجہا کہ خدا نے تو بقول ابا جان کے ازل مین یہہ قرار دیدیا تہا کہ مین ان لوگون مین جاؤن گی اور خدا نے اس مین کوئی حکمت رکہی ہوگی شاید خدا انکی طبیعتون کو میرے موافق کردے یا میری طبیعت انکے موافق ہوجا دے۔

خالہ جان مین نے سوچا کہ یہہ تو اپنی مین اور مین ان مین اکیلی ہون اور نئی ہون یہہ تو مجہے مشکل ہے کہ مین اکیلا اکیلی ہی ان سب کو اپنا سا کرلون مگر یہہ ہوسکتا ہے کہ مین ان کی سی ہوجاؤن۔ مین اپنے دل کو مجبور کرسکتی ہون گو اول اول مجہے ذرہ تکلیف ہوگی مگر پہر وہی عادت وہی طبیعت ہوجائیگی۔ مین نے ایسا ہی کیا۔ ان لوگون کی خوشی ہر بات مین کرنیکی کوشش کی اونکی کسی بات پر نام نہین دہرا۔ اونکی کہانون کو ناپسند نہین کیا۔ جیسے میری نند میری ساس کی خاطر کرتی ہین اوس سے زیادہ مین کرتی ہون اوسکا یہہ نتیجہ ہے کہ وہ مجہے اپنے بیٹی کی طرح رکہتی ہین اگر زیادہ نہین تو اون سے کم ہی نہین چاہتی ہین۔

مولفہ۔ خیر یہہ تو تم نے بہت اچہا کیا اللہ سب لڑکیون کو ایسی ہی سمجہہ دے مگر یہہ تو بتاؤ کہ گہر کا تو سارا انتظام تمہاری ساس کے ہاتہہ ہے روپیہ ہی مین دیکہتی ہون کہ اون کے ہی پاس ہے تمہارے میان تم کو کچہہ الگ دیتے ہین یا تم کو جو ضرورت ہوتی ہے وہ ساس سے لیتی ہو۔

رابعہ۔ آپ مجہے معاف کرین یہہ ہمارے گہر اور آپس کے معاملہ ہین ان کا کسی سے بیان کرنا اچہا نہین آپ بزرگ ہین آپ سے اگر کہون تو بہی شاید کچہہ ڈر نہین مگر میرے ابا جان نے مجہے یہہ نصیحت کی تہی کہ کبہی اپنے گہر کی بات کسی سے نہ کہنا چاہیئے یہانتک کہ اونہون نے کہا کہ کبہی مجہہ سے بہی نہ کہنا اور یہہ بات سچ ہے اگر مین آپ سے کہدون تو ممکن ہے آپ اوسکا کہین ذکر کرین اور ہوتے ہوتے

غیرون تک پہونچ جاوے اس لیئے مین اوسکا کچھہ جواب نہین دیسکتی۔

مولفہ۔ بہت اچھا بیٹی یہہ بات بہی بہت اچھی ہے اور بیٹیون کو ایسا ہی ہونا چاہیئے

رابعہ۔ خالہ جان آپ ناراض ہونجیگا مین کیا کرون میرا خود جی نہین چاہتا کہ یہان کی کوئی بات کسی سے بہی کہون اور مجہکو اباجان نے منع کیا ہے۔

مولفہ۔ بی بی یہہ تو بتا دو کہ تم خوش ہو اس سے ہمکو خوشی ہوگی۔

رابعہ۔ ہان خالہ اما اللہ کا شکر ہے مین ہر طرح خوش ہون ہزارون سے لاکہون سے اچہی ہون مین اورون کو دیکہتی ہون تو خدا کا شکر کرتی ہون کہ اللہ نے میری حالت بہتون سے اچہی کی ہے میرے ... ن کہا کرتے تھے کہ آدمی کو اپنے سے کم درجہ کے آدمی کو دیکہنا چاہیئے اور اللہ کا شکر کرنا چاہیئے اور اگر اپنے سے زیادہ اچہی حالت کے آدمی پر نظر پڑے تو رشک نہین کرنا چاہیئے اور اپنی تئین بدقسمت نہ سمجہنا چاہیئے ہان اللہ سے دعا مانگو کہ تمہاری ترقی کرے تو خالہ اما مین ہمیشہ یہی خیال کرتی ہون۔ ماما کو دیکہتی ہون تو اللہ کا شکر کرتی ہون کہ تو نے مجہکو اس قابل کیا کہ ایک عورت کو جسکے ہاتہ پانون آنکہہ ناک جان سب میرے سی ہی میری خدمتگار بنایا اور مجہکو اوسکی بی بی بنایا اور جو کوئی میرے سامنے آتا تو مین یہی کہتی ہون کہ اس سے میری حالت اچہی ہے خدا کا شکر ہے تو دل خوش رہتا ہے۔ اگر مین اسکے خلاف اپنے سے زیادہ دولت مند کو دیکہون اور افسوس کرون کہ ہائے میرے پاس اتنا روپیہ نہین یا اپنے سے زیادہ سہاگ والی کو دیکہون اور کہون کہ ہائے مین ایسی کیون نہ ہوئی اپنی سی زیادہ خوبصورت کو دیکہون اور رنجیدہ ہون کہ میری صورت ایسی کیون نہ ہوئی تو میرے اس رنج اور افسوس اور جلن سے مین ویسی تو ہو نہین سکتی خود ہی جل جل کر ...

تو کیا فایدہ ہوگا۔ ہر شخص کی تقدیر اللہ نے الگ الگ بنائی ہے اور اوس مین اوسکی حکمت ہے ایک بادشاہ ہے ایک فقیر روٹیون کو محتاج ہے ایک خوبصورت ہے دوسرا بدصورت ایک عقلمند ہے دوسرا بیوقوف ایک تندرست دوسرا بیمار غرض سبکو اپنی حالت پر شکر کرنا چاہیئے اور یہی شکر کی بات ہے کہ جو حالت ہے اوس سے بدتر نہ ہوئی۔ اگر ہوتی تو ہم کیا کرتے۔

میرے ابا جان ایک نقل بیان کرتے تھے۔

کہ دو شخص جوڑوان پیدا ہوئے تھے کہ اون کے پہلو سے پہلو ملے ہوئے تھے اون مین سے ایک کا نام شام اور دوسرے کا نام فرجام تہا۔ الگ نہین ہو سکتے تھے اگر اون کو کاٹ دیتے تو دونون مرجاتے اس لیئے اونکو ایسا ہی رہنے دیا وہ جوان ہوئے اور دونون نے خوب پڑہا لکہا عالم فاضل ہوئے اون مین سے ایک دفعہ اسی شکر و ناشکری کے معاملہ مین اس طرح گفتگو ہوئی۔

شام۔ اللہ نے ہمکو دنیا مین یہہ مصیبت بہرنے کو پیدا کیا ہے۔ کیا افسوس ہے۔

فرجام۔ نہین بہائی اللہ کا شکر کرنا چاہیئے۔

شام۔ کس بات کا ارے یہان اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی جو ہم بھگت رہے ہین مین تمہارا محتاج تم میرے محتاج۔ میرا کہین جانے کو جی چاہے تو مین تمکو گہسیٹون۔ یا خود مجبور ہوکے چپ ہو رہون۔ مجھے پاخانہ۔ پیشاب کی ضرورت ہو تو تم بہی ساتہ جاؤ۔ مین لیٹون تو تم بیٹھے نہین رہ سکتے تم بیٹھے رہو تو مین لیٹ نہین سکتا۔ تم میرے مین تمہارا محتاج۔ کیا ہم کو اللہ نے دیا ہے جسکا شکر ادا کرین

فرجام۔ بہائی یہہ سب کچھہ سچ ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ اس سے بدتر حالت نہ ہوئی۔ اگر ہوتی تو ہم کیا کر لیتے۔

شام - اس سے کیا بدتر حالت ہوگی۔
غرض دونوں مین اختلاف ہی رہا۔ فرجام کہتا تہا کہ ہر حالت مین اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ شام کہتا تہا جو شکر کی بات ہو اوسپر شکر کرنا چاہیے۔ مصیبت پر کیا شکر۔ وہ بیوقوف یہ نہ سمجہتا تہا کہ اگر مصیبت ہے تو بہی اُسپر اس بات کا شکر کرنا چاہیے کہ اوس سے زیادہ مصیبت سے اللہ نے بچایا۔ اللہ کو شام کی ناشکری بُری معلوم ہوئی اوراسکو سزا دینی ٹہرائی۔
فرجام بیمار پڑا۔ اور شام تندرست رہا مگر فرجام کے بیمار ہونے سے شام بہی بیکار ہوگیا نہ کہین جا سکتا ہی نہ کہڑا ہو سکتا ہے نہ بیٹہ سکتا ہے۔ فرجام ناطاقت ہوگیا اور پلنگ پر بیمار پڑا ہے اور شام جو اوسکے ساتہہ چپکا ہوا ہے تندرست ہے۔ مگر بیمار کے ساتہہ بیکار کسطرح وہ بہی پڑا ہے کیا مصیبت اوسپر ہے کہ کچہہ بیان نہین کیا جا سکتا۔ شام نہایت پریشان ہے کہتا ہے کہ یہ حالت تو اوس سے بیشک بدتر ہے جو دونوں کی تندرستی مین تہی۔ اور اب سمجہا کہ وہ حالت شکر کے قابل تہی مگر اب اس سے اور کیا بُری حالت ہوگی۔ اب یہ ہوا کہ فرجام کا انتقال ہوا۔ اور شام زندہ ہے مگر مُردے سے ملا ہوا پڑا ہے اوٹہہ نہین سکتا اپنی تئین الگ نہین کر سکتا فرجام کا سارا بوجہہ اوس کے اوپر پڑگیا اور بوجہ کیوجہہ سے وہ حرکت ہی نہین کر سکتا پڑا پڑا نہایت افسوس اور حسرت سے سب کو دیکہتا ہے۔ لوگ جمع ہوئے اور یہ بحث ہوئی کہ اس مردے کو کیا کرین اگر الگ کرتے ہین تو شام بہی مرجاتا ہے اور یہ خون ناحق ہے اگر دونوں کو ملا رہنے دین تو مردہ کو یون ہی کیونکر چہوڑدین اور شام زندہ کو کیسے دفن کردین۔ غرض بہت بحث ہوئی۔ آخر یہ ٹہرا کہ یون ہی چہوڑ دو۔

اب مردہ زندون کیطرح رہ بہی نہین سکتا۔ دس پانچ گہنٹے مین سڑنا شروع ہوا۔ اوسکی بدبو سے شام پر عجب مصیبت پڑی اب وہ گلا سڑا۔ اور کیڑے پڑے اور جام سکے جسم مین بہی ہو پہنچے۔ اوسکی تکلیف۔ بعظمت للہ کیا ہوی ہو گی۔ غرض اوس کے جسم کو کیڑون نے سڑے ہوئے مردی کی زہر نے سڑا دیا۔ اوس نے کہا کہ بیشک مین غلطی پر تہا۔ اللہ کا ہر حال مین شکر کرنا چاہیئے ممکن ہو کہ اس سے بہی بُری کوئی حالت ہو اللہ اوس سے بچائے۔

خلاصہ ۔ اللہ کے سب کام دنیا مین اسباب سے ہوتے ہین خدا کسی کو عیش آرام دینا چاہتا ہے تو اوس کے سامان دنیا مین کر دیتا ہے اور اگر سزا دینا چاہتا ہے تو ویسے ہی سامان کر دیتا ہے ایسے سامان کرنے مین اورون کو نقصان پہونچ جاوے یا نفع۔ اللہ کی ذات سے پیار ہے اوسکو کچہہ پرواہ نہین اور کسی چیز کی اوسکی آگے کچہہ حقیقت نہین گو وہ چیز ہمکو کتنی ہی عزیز ہو اس کے خالہ مین اس کیرت ڈرتی ہون کہ خدا کہین میری وجہہ سے کسی میرے عزیز پر کوئی بلا نہ ڈال دے۔

مین نے سنا ہے کہ ایک جہاز مین بہت سے آدمی تہے اللہ تعالے کو منظور ہوا کہ ایک شخص کو سمندر مین غرق کر دے اوسکا سامان یہہ کیا کہ جہاز کو طوفان مین پہنسا دیا اور جہاز غرق ہونے لگا تب لوگ پریشان ہوئے اور سب کو جان کا اندیشہ ہوا ایک بزرگ اوس جہاز مین تہے اون کو معلوم ہوا کہ ایک شخص کی وجہہ سے سارا جہاز غرق ہوا جاتا ہے اونہون نے پکار کے کہا کہ ایک آدمی کی وجہہ سے یہہ جہاز غرق ہوتا ہے اگر ایک شخص اپنی جان دیدے تو سب بچ جاوین ہر شخص مستعد ہوا کہ اگر جہاز بچ جاوے تو مین اپنی جان دیدیتا ہون سب کے ساتہہ اوس شخص نے بہی اقرار کیا۔ ان بزرگ نے کہا کہ دریا مین کود پڑو اگر جہاز چل نکلا تو سمجہہ لینگے کہ تم ہی ہو ورنہ تم کو نکال لینگے پہر دوسرا کودیگا۔ چنانچہ وہ شخص

دریا میں کودا اور جہاز طوفان سے نکل گیا۔

خالہ اماں۔ دیکھو تو ایک کی وجہ سے کتنوں کی جانیں جاتی ہیں۔

اللہ کے آگے جس نے ساری دنیا کو کُن کہتے ہی پیدا کر دیا اوسکو کیا پرواہ ہے اوس کے آگے کسی چیز کی کیا حقیقت ہے یہ تو ہم آپس میں ایک دوسرے کو بڑا چھوٹا سمجھتی ہیں وہ تو سب کا مالک ہے اور سپر کسی کا حق نہیں ہے جو کچھ اس نے دیا ہے اوسکی رحمت ہے ہمارا تو کچھ حق نہیں ہے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ ہمکو یہ دیا اور وہ نہ دیا ہم کو ایسا کیا ویسا کیا۔ آدمی کو اس واسطے ہر حالت میں اوسکا شکر کرنا چاہیئے اور اوس سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ناشکری کی سزا نہ دے اس میں معلوم نہیں کون کون ایک کی وجہ سے مصیبت میں پڑ جاوے۔

مولفہ۔ ہاں بیٹی ناشکری بہت بُری چیز ہے اللہ تو اللہ ہی ہے ہر شخص کو بُری معلوم ہوتی ہے تمہاری ماما ہی ہے اگر تم اوسکو کچھ دو اور وہ احسان مند ہو اور شکر کرے تو تمہارا جی خوش ہوگا اور چاہو گی کہ اوسکو اور دوں اگر وہ شکر گزار نہ ہوگی اور تمہارے دیئے ہوئے کی حقیقت نہ سمجھے گی تو بیٹی میرا دل تو یہی کہیگا کہ اوس سے وہ بھی چھین لوں۔ بیٹی انسان کو چاہیئے کہ آدمیوں کا شکر بھی ادا کرے جو شخص آدمی کا شکر ادا کرے گا وہ خدا کا بھی شکر ادا کرے گا۔ لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس۔ جس نے انسان کا شکر ادا نہیں کیا اوس نے خدا کا بھی شکر ادا نہیں کیا میں تمہارے ان خیالات سے بہت ہی خوش ہوئی اللہ تم کو اسکی جزا دے اور تم کو دین اور دنیا میں خوش رکھے سب باتیں دیکھکر میں رابعہ بیگم سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئی اور یہ سوچتی رہی کہ اس کے ایسے خیالات ہونیکی کیا وجہ ہے اسکی کیا تربیت اور تعلیم ہوئی ہے۔ میں نے جب غور کیا تو یہ معلوم

ہوا کہ اس کے خیالات مین بڑا اثر مذہبی تعلیم کا ہے اس کے باپ نے جہان تک ممکن ہوا اوسکے
دل مین خدا کا ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل مین بٹھایا ہے اور خدا کے احکام کی
نافرمانی کرنے کی ایسی ایسی سخت سزاؤن کی ہیبت اوسکی دل مین ہے کہ وہ ہر وقت اوس کے
سامنے ہین اور ہمیشہ رہینگی -

اور اوس کے ساتھ جن باتون کو خدا اور خدا کے رسول نے منع کیا ہے اوسکے منع کرنیکی وجہہ اور
اوسکی اصلی برائی خوب سمجھائی ہے - جب وہ کسی بات کو کہتی تھی کہ منع ہے اور مین اوسکی وجہہ
پوچھتی تھی تو دلیلون سے اوسکی برائی بتاتی تھی اوسکو یہہ یقین ہے کہ جو چیز ہماری شرع مین
بری بتائی ہے وہ حقیقت مین بری ہے خواہ اوسکی برائی ہماری سمجھہ مین آوے یا نہ آوے
اس خیال سے مجھکو پچھلی بوڑھیون کی حالت اور ہمارے پچھلے زمانہ کی تعلیم کا خیال آیا تو مجھکو
یقین ہوا کہ خصوص عورتون کے واسطے مذہبی تعلیم کا ہونا ضرور ہے جس سے اس زمانہ مین بالکل
بے پروائی کیجاتی ہے اور غالبًا یہی وجہہ ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب عورتین اپنے گھرون مین خوش
نہین رہتی ہین - کوئی چیز اون کو ملی اور سیر اون کو مسرت کیا صبر ہی نہین ہے تو ما شوہرون کی کچھہ
حقیقت نہین سمجھتی ہین میان کی شکرگزار نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ شکوہ شکایتین اپنے پرایون
کے سامنے کرتی ہین اور جو میاون سے ڈرتی بھی ہین تو بھی میان کے چوری بہتری ایسی باتین
کرتی ہین جو میان کو اگر معلوم ہون تو جھگڑے اور فساد ہو جاوین اسکی یہی وجہہ ہے کہ اون کو
خدا کا ڈر نہین ہے اون کو یہہ معلوم نہین ہے کہ میان کو خبر ہو تو نہ ہو مگر اللہ تو ہر بات کو ہر چیز کو
دیکھتا ہے اوس سے کیونکر چھپا سکتی ہین -

مذہبی تعلیم

میں نے یہہ رائے قایم کی ہے کہ عورتوں کے واسطے بہت ضرور ہے کہ جہان تک ہو سکے اون کو مذہبی تعلیم دی جاوے اور اونکے عقیدون کو خوب مضبوط کیا جاوے یہہ تو ظاہر ہے اور میں پہلے لکھہ چکی ہون کہ عورتون کی عقلیں اور اونکی تعلیم ایسی نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے جیسے مردون کی. اس لیئے مرد تو اپنی عقل اور علم اور صحبت نیکے ذریعہ سے ہر کام کے نیک و بد نتیجے کو سمجہہ سکتے ہیں اور اون کا علم اور اون کی عقل اون کو برائی سے بچا سکتی ہے. پہر بھی جو مرد کہ مذہبی تعلیم پائے ہوئے ہیں اور اون کے دل مین خدا کا ڈر بیٹہا ہوا ہے وہ اگر بہت سی برائیون سے اپنی عقل اور علم کی وجہہ سے بچتے ہیں تو بہت سی خرابیون سے خدا کی ڈر سے محفوظ رہتے ہیں اور یہہ دونون اونکی بُری خواہشون کی مزاحم ہوتی ہیں. لیکن عورتون کے واسطے تو مذہب ہی ایک چیز ہے جو اون کے افعال کا مزاحم ہو سکتا ہے. دوزخ کی آگ اور وہان کے سانپ اور بچہوؤن کا تصور اور لہو اور پیپ کہانے کو ملنے کا ڈر اور دنیا مین غضب الہی کا خوف ہی بُری باتون سے بچانے والا ہے اور جنت کی خوشی اور میوے اور حورون کے محل اور دودہ وشہد کی نہریں اون کو اچہے کامون کی طرف رغبت دلانے والی ہیں.

اس لیئے میں یہہ بہی التجا کرتی ہون کہ ڈر کیونکے ماں باپون کو چاہیے کہ جو پہلا طریق مسلمانون کا تہا کہ گہر میں ایسی باتیں کرتے رہتے تھے کہ بچون کے دلون میں خدا کا خوف پیدا ہو اونکی

عظمت اور بڑائی اون کے دلون مین بیٹھ جائے اب جاری رکہین اور جب تعلیم کا زمانہ ہو تو ایسی ہی کتابین پڑہائین اور نماز روزے کی تاکید کرین اور ا۔

(اسکے آگے کا کچہہ اور بہی مضمون ہتا مگر وہ صفحے نہین ملے)

خدیجہ بیگم اور اونکے میان خواجہ سعید

دہلی کی رہنے والی عالی خاندان متوسط حال خواجہ زادہ خواجہ وحید نام میر عاشق کے کوچہ مین رہتے تھے اون کی بزرگ بادشاہی مناصب پر مامور تھے اون کے خاندان مین وزارت اور صوبہ داری ہی رہی تہی۔ آہستہ آہستہ اون کی حالت تنزل نے یہان تک پہونچا دیا تہا کہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے ہان سے تقریباً (۷۰) ستر روپیہ ماہوار پاتے تھے اور کچہہ گہوڑے بادشاہی مین نوکر بھی تھے اون کی ہی کچہہ آمدنی تہی۔ خواجہ وحید عہدہ منصفی پر مامور تھے جو اُس زمانہ مین معزز عہدہ خیال کیا جاتا تہا۔ گو اون کے بزرگون کے عہدہ اس سے بدرجہا زیادہ معزز تھے لیکن اب یہی غنیمت سمجہا گیا۔ خواجہ وحید کی بی بی خوب صورت خوش وضع اور خوش لباس خوش مزاج تہین خدا نے اون کو تمام اوصاف جو شریف بیبیون مین ہونی چاہیے عطا کیے تھے خوبصورتی کے ساتھ نیک نفس بامروت خوش خلق اور متین بہی تہین۔ میان کے مطیع تہین ہر وقت اسبات کا خیال رکہتی تہین کہ میان کو تکلیف نہ ہو بلکہ میان کے دل پر میل بہی نہ آوے۔ میان اپنی بی بی کی ان صفات سے اور اس آرام سے جو اوسکو ملتا تہا اپنے بی بی کا عاشق زار تہا ایک دوسرے کی

آسایش و آرام کے خیال مین رہتا تہا اگر کوئی بات ایک سے ایسی ہو گئی کہ جو دوسرے کو
ناگوار ہو تو فوراً اوسکی تلافی کرتا تہا دونون کی نہایت آسایش و آرام سے گذرتی تہی
اس میل مین خدا کی قدرت سے ایک لڑکا بہت خوبصورت پیدا ہوا۔ میان بی بی مین اتفاق
استحاد تہا کہ میان نے یہہ چاہا کہ بی بی اپنے خاندان کے نامون سے ملتا جلتا نام رکھے۔
بی بی کو یہہ اصرار تہا کہ نہین تمہارے ہی خاندان کے نامون سے ملتا ہوا چاہیئے بالآخر بی بی
کا کہنا کیا گیا اور خواجہ سعید نام رکہا گیا۔ خواجہ سعید کے خوشی مین میان بی بی پہولے نہین
سماتے تھے ان دونون کو یہہ ایک شغل اپنے مسرت کا اور ہاتہہ آیا تہا۔ میان بچہ
کو دیکہکر اپنی بی بی کی تعریف کرتا تہا کہ تمہاری بدولت یہہ لڑکا خوبصورت مجہکو نصیب ہوا
دیکہو تو اوسکی آنکہین بالکل تمہاری سی ہین۔ کبہی کہتا تہا کہ تہوڑی تمہارے تہوڑی کے
بالکل مشابہ ہے خدا کرے اسکا مزاج بہی تمہارا سا ہی ہو اور اس کو ایسے ہی مزاج کی
دولہن ملے جیسا تمہارا ہے اور خوبصورت بہی تم سے زیادہ ہو اور ایسی ہی آسایش
سے اسکی بسر ہو جیسی میری تمہارے ساتہہ ہوتی ہے کبہی بی بی اوسکو اوٹہا کر اپنے
گہٹنون پر بیٹہا کر میان کو دکہاتی تہی کہ واہ اسکا ماتہا تو بالکل تمہارا ہی ہے اسکی تقدیر بہی
خدا تمہاری ہی سی کرے بلکہ تم سے اچہی اور دیکہو تو یہی ہاتہہ بہی تمہاری سی ہین۔ میان سنکر خوش
ہوتا تہا اور ہان ہان کرتا تہا غرض اسی چاہ دبیار مین بچہ کی عمر چار برس کی ہوئی اور اب بسم اللہ
کرنے کی فکر ہوئی چار برس چار ماہ دس دن کی عمر ہوئی۔ بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی اور
تعلیم شروع ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اگرہ مین ہوئی پہر مختلف مقامات مین تعلیم کی غرض سے بہیجا گیا

جب ماں باپ کو فکر ہوئی کہ کسی خاندان میں خوبصورت نیک مزاج لڑکی سے اسکا نکاح کرنا چاہئے۔ ادہر ادہر فکر کر کے خواجہ فرید کے ہاں جو اس شہر میں عزت دار اور نہایت نیک خصلت شخص تھے۔ پیغام بہیجا گیا باہمی گفت و شنید کے بعد نسبت قرار پاگئی۔

خواجہ سعید تعلیم کے اغراض کے واسطے مختلف شہروں میں بہیجا گیا تہا اور بدقسمتی سے اوسکو صحبت ایسی خراب ملی تہی کہ اوس کے عادات نہایت خراب ہوگئی ہتیں غصہ اوس کے مزاج میں بہت زیادہ ہوگیا۔ چال چلن بہی خراب ہوگیا تہا لیکن اسکا علم نہ باپ کو تہا اور نہ خواجہ فرید اس سے واقف تھے۔ باپ نے شادی کی تاریخ مقرر کردی اور اوس کو بلا بہیجا وہ خوشی خوشی دہلی میں آیا اور ایسے قریب زمانہ میں پہونچا کہ کسی کو اوسکی طبیعت اور مزاج کا اندازہ نہ ہوسکا خیر خوبی سے شادی ہوگئی۔ اور جلد تعلیم کا ہرج بیان کر کے پورے چار چالے بہی نہ ہوئے تہے کہ اوس صحبت میں واپس چلا گیا۔ بی بی ہوشیار اور سمجہ دار تہی اوس نے آٹھ دس روز میں میاں کی طبیعت اور عادات کو معلوم کرلیا اوسکو معلوم ہوگیا کہ آوارہ مزاج ہے غصہ بہت زیادہ ہے فضول خرچ اور بے پرواہ ہے وہ سمجہی کہ یہ عادات بہت محنت سے چہوٹیں گی لیکن بسر کرنا چاہئے جب تک دلہن پنے کی شرم ہے اوس وقت تک تو جو کچھ کرتے ہیں کرنے دو پہر ساتہ رہنا ہوگا مجہکو زیادہ موقعے ملینگے اور خدا نے چاہا تو سب بری باتیں چہٹا دونگی۔ اچھا خاصہ میاں ہوجاویگا اب یہ لوگوں کی باتیں سنتی تہی اور یہ اندازہ کرتی تہی کہ ان کے عادات اور خصائل سے اور بہی کوئی واقف ہے یا نہیں جب یہ معلوم ہوا کہ کسی کو اسکی خبر نہیں تو اوس نے بہی سب کو اس سے لاعلم رکہا اگر کسی نے

پوچھا بھی تو تعریف ہی بیان کی اور یہہ کوشش کی کہ کسی کو یہہ باتین جو مجھکو ظاہر ہوئی ہین
معلوم نہ ہونے پاوین اور میرا میاں بدنام نہ ہو جاوے اون کی بدنامی سے میری ذلت ہے
خواجہ سعید اپنے یارون مین پہونچ گئے اور اونکے ساتھہ اسی لہو لعب مین مصروف
ہوگئے۔ خدیجہ بیگم اس فکر مین ہوئی کہ میان کو اون صحبت سے علحدہ کرنا چاہیئے مگر یہہ دہلی
مین اور خواجہ سعید بنارس مین تہا۔ بی بی دلہن شرم کے مارے نہ کسی سے بلانے کو کہہ سکتی نہ خط
لکہہ سکتی تہی۔ تعویذ گنڈون پر اعتقاد نہین تہا۔ اس فکر مین رہتی تہی کہ کسی طرح میان میرے
پاس آوے اور مجھکو اوس سے بات چیت کا موقع ملے تو مین کوئی تدبیر کرون
اسی فکر و تردد مین منصوبہ بناتے ہوے چھہ مہینے گذر گئے۔ میان کو اپنے یارون سے
فرصت ہی نہین کہ کوئی خط بہیجین یا بی بی کا حال پوچھین کہ جیتی ہے یا مر گئی۔ جب باپ
دیکہتے تھے کہ بیٹا بیاہ کرتے ہی چلا گیا دلہن اکیلی رہتی ہے بیٹے کے بلانے کو خط بہیجتے
تھے اور وہ حیلہ حوالہ کر دیتا تہا ادہر کا رخ ہی نہین کرتا تہا۔ یہہ خیال کرتے تھے کہ شاید
بی بی مین کچھہ ایسی بات ہے جس سے بیٹا ناخوش ہو گیا اور وہ ناپسند نہین کرتا مگر ساتہ
چھہ مہینے سے دیکہتے تھے کہ بہو خوبصورت ہے۔ مزاج اچھا ہے۔ ہماری اطاعت اور خوشی
کرتی ہے اور بہائی بہنو سے محبت کرتی ہے اس گہر کو اپنا گہر سمجھتی ہے اور بیٹیون کی طرح
رہتی ہے۔ بیٹے کے حال کی خبر ہی نہین تہی۔ سوچتے تھے کہ کیا بات ہے۔ خواجہ وحید
نے ارادہ کیا کہ خود جاکر بیٹے کو لاوین۔ سامان سفر کیا۔ خدیجہ بیگم کو جب یہہ حال معلوم ہوا
تو اندیشہ ہوا کہ وہان جاکر میان کے حالات ان کو معلوم ہو جاوینگے اور پہر اون کی بلا اونکے

چرچہ ہوگا۔ کوئی فکر ایسی ہونی چاہیئے کہ میان یہان آجاوین اور اِن کو جانے کی ضرورت
نہ ہو۔ اس لئے اپنا دل مضبوط کرکے میان کو ایک خط لکہا۔ جسکا مضمون یہہ تہا۔

میرے سر کے تاج میرے مالک خدا تم کو میرے سر پر سلامت رکھے

یہہ پہلا خط ہے جو تمکو لکہتی ہون مگر ڈرتی ہون کہ تم خفا نہ ہو اور مجہکو بے شرم نہ سمجہو۔
چہہ مہینے سے زیادہ ہوا کہ مین تمہارے ہاتہ بک چکی ہون۔ رسم کے موافق مجہکو بی بی کہو
مگر حقیقت مین تمہاری لونڈی ہون۔ غرض بی بی ہون یا لونڈی جو کچہہ ہون تمہاری ہون
اور عمر بہر تمہاری رہون گی۔ زندہ اس گہر مین آئی ہون اور میرے باپون نے پہونچایا ہے۔
اور خدا مردہ کرکے مجہکو تمہارے گہر سے نکالے۔ تم سے میری عزت ہے اور تمہارے ہی
عنایت کے سہارے میری زندگی ہے اگر میری عزت قایم رکہو اور اپنی عنایت مجہہ پر رکہو تو
میری خوشی سے زندگی بسر ہوگی اور اگر تم نہ بہی پوچہو تو بہی زندہ رہون گی اور تمہارے ہی
رہونگی۔ تم کو لوگ اچہا کہینگے تو مجہکو خوشی ہوگی اور میری عزت ہوگی کہ اچہے کے لونڈی یا
بی بی ہون۔ اگر خدا نخواستہ کسی نے تم کو بُرا کہا تو مجہکو اوس سے زیادہ
تکلیف ہوگی جو مجہکو اپنی نسبت بُرائی سُننے سے ہوتی۔ اس لئے اور اس
اندیشہ سے کہ لوگون کو تمہارے نسبت کچہہ کہنے کا موقع نہ ملے یہہ خط لکہا ہے تم میرے
اس قصور کو اگر قصور ہے تو معاف کرنا۔

یہان تم آٹہہ روز شادی کے بعد رہے اور تہوڑا وقت میرے پاس بہی صرف کیا مجہکو معلوم
ہوا کہ تم کو تحصیل علم کا شوق ہے اور تمہارے دوست آشنا بہی ایسے وہان ہین جنکی محبت

تم کو عزیز ہے اس لیے جلدی کر کے تم روانہ ہو گئے۔ اما جان اور اماں جان تمہارے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین۔ اور کیون نہ ہون۔ تم ایک ہی اون کے آنکھون کے چراغ اور دل کے ٹھنڈک ہو۔ میرا تو کچھہ ذکر نہین مگر اونپر رحم کرو۔ اور اپنی صورت اونکو دکھا دو۔ اون کی صدقہ مین مین بہی تم کو دیکہہ لون گی۔

ابّا جان نے ارادہ کیا ہے کہ اگر تم جلد نہ آ و تو وہ خود جا کر تم کو لاوین۔ مین یہہ مناسب جانتی ہون اور تم ہی خیال کرو گے تو سمجہو گے کہ بجائے اس کے کہ وہ اتنا سفر کر کے تمہارے لینے کو جاوین اور وہان لوگون سے ملین جنمین بہت سی تمہارے موافق اور خلاف ہونگے۔ بہلی بُری باتین تمہارے نسبت سنین۔ بہتر یہہ ہے کہ تم خود چلے آؤ اور اپنے کسی مخالف کو یہہ موقع نہ دو کہ وہ تمہاری بُرائی کرے۔

تمہاری لونڈی خدیجہ بیگم

یہہ خط لکھکر لاکہہ کی مہرین لگائین۔ رجسٹری کرا کے میان کو روانہ کیا مگر خدیجہ بیگم دل مین ڈرتی تہی کہ دیکہئے اسکا کیا اثر ہوتا ہے۔ خدا سے دعا مانگتی تہی کہ میان کو ایسے وقت پہونچے جب اون کا مزاج درست ہو۔ بنارس کی یہہ کیفیت تہی کہ خواجہ سعید امتحان سے تو فراغت حاصل کر چکے تھے اور وہان رہنے کی کچہہ ضرورت نہین تھی صرف دوست آشناؤن کی صحبت ہنسی مذاق کہیل کود کا شوق ہی تہا کہ بنارس مین پڑے ہوئے تھے۔ جوان لڑکون مین جیسے جلدی دوستی ہوتی ہے ویسی ہی جلدی لگاڑ بہی ہو جاتا ہے۔ بے سوچے سمجھے ہر ایک سے جس نے ذرہ اچہی باتین کین دوست

بن جاتے ہیں اور اسقدر بے تکلف اور بے باک ہو جاتے ہیں کہ گویا تبہی پیدا ہوئے تھے وہ دوستی کے اہم فرایض سے ناواقف ہوتے ہیں اور آئین وضع داری کو نہیں جانتے۔ اس میں کچھہ برائی نہیں سمجھتے کہ آج دوستی ہوئی اور کل لڑائی ہوگئی وہ ایسے پختہ کار نہیں ہوتے کہ خوب جانچ کر اور سمجھکر دوستی کریں۔ اور جب کرلیں تو پہر عمر بہر دوست بنے رہیں۔ دوست کی عزت کو اپنی عزت سمجہیں دوست کے دل دکہنی کو حرام جانیں۔ اور جسقدر تعلق ہوگیا اوسکو بڑہانے کی ہی کوشش کریں۔ گہٹانے کا خیال بہی کبہی دل میں نہ لاوین۔

خواجہ سعید کے بہت سے نوجوان دوست تھے اور وہ سب ایسی ہی ناتربیت یافتہ ضابطہ دوستی سے ناآشنا تھے۔ ایک دن کسی بات پر اون کے دوست محمد جان سے لڑائی ہوئی اور جلدی اسقدر بڑہی کہ ایک دوسرے کی فکر میں ہوگیا۔ خواجہ سعید تنہا تھے اور محمد جان تنہا نہ تھے بلکہ اونکے یار رشتہ دار سب موجود تھے۔ خواجہ سعید کو اندیشہ ہوا۔ اور تنہا گہر سے نہ نکلتے تھے۔ اتنے ہی میں ایک خط آیا اوس پر لکہا ہوا تہا کہ خدیجہ بیگم کا خط اون کو ملا جلدی کہولا بی بی کے شان نزول سے ناواقف تھے۔ جلدی سے الٹ کر دیکہا کس کا بہیجا ہوا ہے۔ خدیجہ بیگم کا نام دیکہ بی بی کا نام بہی بہول گئے تھے سوچا کہ کون خدیجہ بیگم ہیں۔ پہر خط کو دیکہا۔ پہلے القاب پر نظر پڑتے ہی سمجھے کہ یہہ میری بی بی کا خط ہے اور بہت خوش ہوئے اور پہر اوس کے مضمون کو پڑہنا شروع کیا اور اوس خط نے جو سچے دل اور جوش محبت سے بی بی نے لکہا تہا اسقدر اثر کیا کہ رونے لگے آنکھوں سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

اور خط کو پڑہتے تھے بمشکل خط کو تمام کیا پہر بہی جی چاہا کہ دوبارہ پڑہین پہر سرے سے پڑہنا شروع کیا ایک فقرہ پڑہتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ مین نے ناحق یہہ زمانہ علیحدگی اور پریشانی مین گزارا اور ان یارون کی ملاقات بے ثبات پر اپنی زندگی خراب کی - کاش مین ایسی محبت اپنی بی بی سے کرتا تو وہ کسقدر خوش ہوتی ان لوگون سے جو کچہہ کیا وہ اب ذرہ سی بات مین سب جاتا رہا جو کچہہ اونکی خاطر و مدارات کی اور خرچ کیا وہ سب ضایع ہوا - جو کچہہ اون کو دیا وہ کہویا - بی بی کو دیتا تو وہ میرا ہی ہوتا اور پہر سے کام ہی آتا - غرض اپنے افعال پر لعنت و ملامت کرتا تہا - ارادہ کیا کہ فوراً روانہ ہون اور اپنی دلدار بی بی کے پاس پہونچون اور بی بی کی اس نصیحت کو بہی سمجہا کہ اگر دیر ہوئی اور باپ آ گئے تو میری سب نالایق کرتوت کہل جاوینگے اور پہر باپ کو مُنہہ دکہانے کی جگہہ نرہیگی - پہر جب یہہ خیال کیا کہ یہان کا قرضہ دینا ہے اور خرچ سفر کے واسطے بہی روپیہ کی ضرورت ہے تو پریشان ہوا کہ باپ کو اگر لکہون تو کیا کہینگے کہ معمولی اخراجات کے لایق تو روپیہ برابر بہیجتا ہون یہہ قرض کیسا اس سے یہی سمجہینگے کہ اس نے نالایقی کی - عیاشی مین روپیہ برباد کیا - قرض لیا ذلت اوٹہای ہمارے نام کو بٹہ لگایا - ایسکی بڑی شرمندگی ہوگی باپ کو کیا جواب دونگا اور کیونکر اون کے سامنے جاؤنگا کیسے آنکہہ سے آنکہہ ملاؤن گا -

خواجہ سعید سوچتا تہا کہ کیا کرنا چاہئیے کبہی کہتا تہا کہ کتابین کپڑا بیچ ڈالون کہ اوس سے سفر کے لایق خرچ آجاوے گر پہر یہہ خیال ہوتا تہا کہ جن کا قرض دینا ہے وہ کاہے کو چہوڑینگے اور اگر چپکے چلا ہی گیا تو وہ غل مچا دینگے نالشین کرینگے اوس مین اور بہی

بدنامی ہوگی۔ آخر سوچتے سوچتے یہہ خیال ہوا کہ میری بی بی جس نے ایسی محبت کا خط لکھا ہے اور عقلمند معلوم ہوتی ہے وہ محرم راز ہے اوس سے اِسکی نسبت صلاح لینی چاہیئے۔ یہہ ارادہ کرکے علحدہ حجرے مین قلمدان کاغذ لیکر جا بیٹھا۔ اور یہہ خط لکھا۔

میری محرم راز۔ میری مونس و غمخوار۔ خدا تم کو خوش رکھے۔

تمہارا خط پہونچا۔ جو تمہاری نیک نہادی اور تمہاری سچی محبت کا ثبوت ہے اوسکے سچائی کا ثبوت اوس کے لفظون ہی مین نہین ہے بلکہ اوسکا اثر میرے دل پر ایسا ہوا کہ مین اپنی ساری بدکرداریان جن کے ظرف سے میری آنکھین بند تہین سمجھ گیا اور اپنے پر ہزار ہزار لعنت اور ملامت کی کہ ایسی نیک اور پیاری بی بی کو اتنا رنج پہونچایا اور اپنا اتنا زمانہ تم سے علیحدگی مین گزارا۔ مین تمہاری نصیحت کا بہت مشکور ہوا۔ بی بی تم سے کوئی بات پوشیدہ نہین رہ سکتی۔ اوسی آٹھ دن کے عرصہ مین جو تہوڑا وقت مین نے تمہارے پاس گزارا اس کے واسطے کافی تہا کہ تم میری عیوب سے آگاہ ہو جاؤ اور بیشک ہوگئین یہہ تمہاری نیکی اور محبت ہے کہ تم نے میری عیب پوشی کی اور اسی خیال سے مجھکو خط بہیجا۔ مین نے بعض کتابون مین پڑہا ہے کہ بی بی کو میان کا رازدار عیب پوش ہونا چاہیئے وہ صفات خدا کا شکر ہے کہ میری بی بی مین موجود ہین۔ تم میری بی بی ہو اور مین تمہارا غلام ہون اسی صحن کے وقت تو صرف زبان سے رسم کی موافق کہا تہا کہ مین تمہارا غلام ہون اب آنکھین کہولیں سچے دل سے تمہارا غلام بنتا ہون۔

میری بی بی تمہارے خط کا میرے دل پر ایسا اثر ہوا ہے کہ مین اوسوقت سے بے چین ہون

اور چاہتا ہون کہ میرے پر لگ جاوین اور اُڑکر تمہارے پاس پہونچ جاون مگر میری پیاری
بی بی تم سے مین یہہ ہی نہین چہپانا چاہتا کہ جو کچہہ ابا جان مجہکو بہیجتے تہے وہ گو معمولی اخراجات
کو کافی تہا اور آسایش سے بسر کر سکتا تہا مگر نالایق صحبت نے مجہکو ایسا خراب کیا کہ میرے
اخراجات کو کافی نہین ہوا - اور قرض ہوگیا اب ایک قرض کا بار دوسرے خرچ
سفر کی ضرورت ہے - ابا جان کو لکہہ نہین سکتا - یہان کوئی ایسا دوست نہین دلی مین
سب سے ناواقف ہون - حیران ہون کہ کیا کرون اور کیونکر یہان سے چہوٹکر تمہارے
پاس پہنچون - اگر تم کچہہ کر سکو تو کرو مگر کسی کو خبر نہ ہو ورنہ میری ذلت وخواری ہوگی

تمہارا غلام - خواجہ سعید -

اس خط کو خواجہ سعید نے اپنے سسرال کے پتہ سے اپنا نام لفافہ پر لکہکر رجسٹری کرا کر بہیجا
جب یہہ خط بی بی کو پہونچا بہت خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے میری دعا قبول
کی جو ایسے نیکی کے وقت مین خط پہونچا یا کہ اوسکا پورا اثر ہوا - اور اب امید ہوئی کہ میرا
میان ان برائیون سے بچیگا اور بدنامی اور رسوائی سے محفوظ ہوجائے گا - خدیجہ بیگم
کو یہہ فکر ہوئی کہ میان کو روپیہ بہیجنا چاہیئے مگر اسطرح سے کہ کسی کو خبر نہ ہو - یہہ مشکل
معلوم ہوتا تہا روپیہ کا بندوبست کرنا اوسکی ہنڈوی یا منی آرڈر کرانا خود کر نہین سکتی تہی
کسی کو خبر کرنا نہین چاہتی تہی سوچتے سوچتے یہہ کیا کہ ایک پارسل کچہہ کپڑے جوتی کا تیار کیا
اور اوس مین اپنا ایسا زیور جو معمولی استعمال کا نہین تہا بند کیا تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ زیور
کیا ہوا - یا کوئی پوچہے اوسکو بہی سیلا کر مہرین لگا کر رجسٹری کرا کے میان سعید کے نام روانہ

کیا اور اوس کے ساتھہ ہی ایک خط لکھا ۔

میرے جان و مال کے مالک میرے زندگی کے ساتھی سلامت رہو ۔

تمہارا خط آیا جی خوش ہوا ۔ دل کو چین نصیب ہوا ۔ اللہ نے میری دعا قبول کی ۔ مین ڈرتی تھی کہ میرا لکھنا تم کو ناگوار نہ ہو ۔ تم نے بہت ہی اچھا کیا اپنے راز کو مجھپر ہی ظاہر کیا ۔ تم میرے اور مین تمہاری رازدار رہون ۔ اس کے سوا تم خدا اور رسول کے بنائے ہوئے میرے مالک اور حاکم ہو مین تمہاری فرمان بردار لونڈی ہون ۔ جب مین تمہاری ہون تو میرا کیا ہے سب کچھ تمہارا ہے ۔

نمی گویم درین گلشن گل و باغ و بہار از من   بہار از یار و باغ از یار گل از یار و یار از من

مین نے فوراً تمہارے حکم کی تعمیل کی ۔ نقد روپیہ بھیجنے مین افشائے راز کا اندیشہ تہا مین کسی کو بہی اس قابل نہین سمجھتی کہ اپنی یا تمہاری بات اوسپر ظاہر کردون اور اطمینان ہو کہ افشاء نہ ہوگا ۔ عقلمندون کا قول ہے کہ بغیر پورے اطمینان کے اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرے بلکہ اکثر تو یہہ کہتے ہین کہ مطلق ظاہر ہی نہ کرے اگر کوئی یار رازدار ہی ہو تو گو اوس سے اندیشہ نہو مگر اوسکے یار سے اندیشہ کرنا چاہیے ۔

گر توانی راز دل با یار جانی ہم مگو   یار را یارے بود از یار یار اندیشہ کن

اس لیے مین نے یہہ تدبیر کی ہے کہ اپنا ایسا زیور جو کارآمد بہی نہین ہے اور جسکو لوگون نے دیکہا بہی نہین ہے اور اگر نہ ہو تو کسی کو معلوم ہی نہین ہوگا ایک کپڑون کے پارسل مین رکہکر رجسٹری کرا کے بہیجا ہے وہ اسقدر ہے کہ تم کو وہان کے قرضہ سے سبکدوش

کر دے گا اور کافی روپیہ خرچ سفر کے واسطے بھیجیگا۔ جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے چلے آؤ اور اپنی دیدار سے اپنے مان باپ کی آنکھین روشن کرو۔

تمہاری تابعدار۔ لونڈی۔ خدیجہ بیگم۔

خواجہ سعید اپنے جواب خط کے منتظر تھے۔ جب سے خط روانہ کیا تہا ہر وقت کہتے تھے کہ میرا خط آج الہ آباد پہونچا ہوگا۔ اب کانپور مین ہوگا۔ آج دلی تو پہونچ گیا کسی وقت ملجاوے گا اگر جواب لکھا تو تین چار روز مین جواب آویگا مگر سوچتا تہا کہ بیاہ کو تو چھہ سات مہینے ہو گئے ہین مگر بی بی کو اتنا تہوڑا دیکہا ہے کہ صورت کا بہی خیال نہین رہا اور بی بی نے بہی مجھکو کیا دیکہا ہے جو میرا ایسا کہنا مانے گی کہ اتنے روپیہ بہیجدے گی اور بھیجنا ہی چاہا تو کیونکر بہیجے گی اور اگر نہ بہیجے تو بات ہی گئی ذلت ہوئی اور کچہ حاصل نہوا۔ ایسے خیالات کی اودھیڑبن مین رہتا تہا اور بنارس سے دل برداشتہ ہو رہا تہا کہ کسی طرح جلد یہان سے روانہ ہون۔ بی بی کے جذب محبت نے دل کو بیچین کر رکہا تہا ایک دن صبح کا وقت ہے کہ ذرہ دیر سے آنکہہ کہلی انگڑائیان لیکر اُٹھے اسی سوچ مین پلنگ پر پاؤن لٹکائے سر جھکائے ماتہا ہاتہون پر رکھے بیٹھے ہین اور یہی خیال کر رہے ہین کہ کیا ہوگا کیونکر روپیہ آوے گا اور مین یہان سے جاؤن گا۔ اس فکر مین وقت کا کچہہ خیال نرہا۔ دن بہت چڑہ گیا نو بجے کا وقت ہے۔ ڈاک کے ہرکارے نے آواز دی کوئی ہے خط اور پارسل لیجاؤ یہ چونکے ویسے ہی کُرتہ پہنے خود کمرہ سے باہر نکلے دیکہا کہ پارسل لیئے ہوئے ہرکارہ کہڑا ہے جلد اوس کے ہاتہہ سے لیا اوس نے خط بہی دیا رجسٹری کی رسید پر

دستخط کرنے کو دی اس پارسل پر جو پتہ اور نام لکہا تہا وہ خط لفافہ کے ساتہ ملتا تہا اور بی بی کے شان خط سے واقف ہو چکے تھے جلد رسید دن پر پنسل سے دستخط کر کے کمرہ مین آئے۔ بے اختیار خط کو اور پارسل چوما۔ خط کو سینہ سے لگایا پہر کہول کر پڑہا۔ خط پڑہتے جاتے تھے اور وفور محبت سے آنسو ٹپک رہے تھے پارسل کو کہولا تو اوس مین نہایت سلیقہ سے ہر زیور علیحدہ علیحدہ سرخ پارچہ مین بندہا ہوا ایک چہوٹے بکس مین بند تہا اوسکو نکالا اور دیکہا اور پہر اوسی طرح رکہہ دیا۔ بی بی کو دعائین دیتے تھے اور اپنی خوش قسمتی پر کہ ایسی نیک مطیع اور خیر طلب راز دار شفیق بی بی ملی ہے خدا کا شکر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ گو یہہ سچ ہے کہ میان بی بی کا مالک ہوتا ہے مگر کون بی بی ایسا سمجہتی ہے اکثر بیبیان تو ایسی ہوتی ہین کہ جو کچہہ ملے میان سے لے لیوین اور پہر پتہ نہین جب تک میان دیئے جائے اوسوقت تک اچہا ہے اور جب ذرہ اوسنے کشمکش کی دنیا بہر کی برائیان اوس مین ڈالتی ہین اور میان کی مہربانیون کو یاد نہین رکہتین یہہ میری ہی قسمت ہے کہ مجہکو ایسی بی بی ملی کہ اوس نے مجہکو پورا دیکہا بہی نہین اور بجائے لطف و عنایت کے مین اوس سے ایسا پتہ توڑ بہاگا کہ پہر کچہہ پہنچنے تک خبر بہی نہین پوچہی میرے خصائل اور حرکتین ایسی ناشائستہ کہ جن سے مجہکو خود شرم آتی ہے محض اس خیال سے کہ مجہسے وابستہ ہوگئی ہے اور اپنی تمام عمر میرے ساتہہ بسر کرنی چاہتی ہے یہہ مہربانی مجہہ پر کی ہے مین کیونکر اوسکا بدلہ کر سکتا ہون۔ مین کچہہ ہی سلوک کرون مگر اوس کی برابری نہین کر سکتا۔ بی بی کی اپنے دل مین بہت صفت اور

تمنا کرتے تھے اور دل غنی ہوگیا تہا۔ جلدی جلدی مُنہ ہاتہ دہویا کپڑے بدلے کچہہ
ناشتہ کیا۔ یہہ سامان لیکر جوہریون کے ہان گئے دو چار جگہہ قیمت کا اندازہ کیا
جب اصلی قیمت معلوم ہوگئی فروخت کرکے روپیہ لیکر آئے جس جس کا قرضہ تہا
اوسی دن بیباق کیا باپ کو تار بہیجا کہ مین یہان سے روانہ ہوکر دلی آتا ہون اتنا ضرور کہہ دیا
تہا کہ دو تین دن رہکر اسباب کو باندھ کر روانہ کرتے جو کچہہ ہوسکا ساتہہ لیا باقی نوکرون
مین تقسیم کردیا۔ دوسرے دن آٹہہ بجے بنارس کو الوداع کہکر ریل مین سوار ہوگئے
اوہر دلی مین خواجہ وحید کے پاس تار پہونچا۔ یہہ سُنکر کہ خواجہ سعید بنارس سے روانہ ہوگئے
خوش ہوئے اور کہا کہ مین سفر کی زحمت سے بچا۔ سعید کا تار آیا ہے وہ بنارس سے روانہ
ہوگیا پرسون انشا اللہ تعالی یہان پہونچے گا۔ ماں بی بیٹے کی آنیکی خبر سُنکر خوش ہوئین
دعائین مانگنے لگین اللہ اوسکو ساتہہ خیر کے پہونچادے۔ خواجہ سعید کی چہوٹی بہن وسیم بیگم
جہٹ دوڑی۔ بہابی اما بہابی اما۔ اکا بہائی آتے ہین اونکا تار آیا ہے یہہ سُنکر دل مین
خوش ہوئین مگر نگاہ ہر دم بیہ کی طرف دیکہکر چپکے ہو رہین۔ پہر تو سارے گہر مین چرچا ہوگیا
خواجہ سعید کے سسرال مین خبر پہونچی وہان بہی خوشیان ہونے لگین۔ ادہر خواجہ سعید
کا یہہ حال کہ ریل کی کتاب ہاتہہ مین ہے حساب لگاتا جاتا ہے کہ کب الہ آباد آئے گا اور
کب کانپور سے گزرونگا۔ اور جب کانپور پہونچون کا تو سات گہنٹے ہی کا سفر
رہ جاوے گا۔ غرض جیون تیون کرکے الہ آباد آیا کانپور سے بہی گذرے اٹاوہ آیا
رات ہوگئی اب کہتے تھے کہ بس رات کو نیند آجاوے تو صبح کو غازی آبادہی پر

آنکھہ کھلے گی اور خواجہ سعید کے ماں باپ اور بی بی خدیجہ بیگم گھڑیاں گنتی ہیں اور کہتی ہیں کہ الہ اباد مین ہونگے۔ اب کانپور سے تو روانہ ہوگئے ہونگے۔ آسنے کا دن ہوا۔ خواجہ وحید نے گاڑی تیار کرائی سب بیٹے کو لینے اسٹیشن پر پہونچے۔ اسٹیشن کے کمرے مین بیٹھے ہین۔ ریل کی آمد کا انتظار ہے غرض ریل آئی خواجہ سعید کو گاڑی مین دیکھا۔ ادہر خواجہ سعید کی نظر اپنے والد پر پڑی۔ وہین سے جہک کر آداب بجا لائے۔ گاڑی ٹھہری۔ اسباب چہوڑکر باپ کے پاس پہونچے۔ قدمبوسی کی باپ نے گلے سے لگایا آدمیون کو دوڑایا کہ اسباب اوتارو اسباب وغیرہ سب لیکر باپ بیٹے اسٹیشن سے روانہ ہوئے اور بخیر وعافیت گھر مین پہونچے۔ چہوکریون ماماؤن نے غل مچایا۔ میان آگئے میان آگئے۔ والدہ کے پاس گئے جہک کر سلام کیا ماں نے دعائین دین گلے سے لگایا چہوٹی بہن رقیہ بیگم پاس کھڑی ہے اوسپر نظر نہین پڑی جب ماں نے کہا کہ رقیہ سلام کرتی ہے تب خواجہ سعید اوس کے طرف متوجہ ہوئے رقیہ نے جہک کر بہائی کو سلام کیا بہائی نے گودی مین اوٹھا لیا اور پیار کیا رقیہ بولی۔ اکا بہائی جب تمہارا تار آیا مین نے بہائی اما کو دوڑکر خبر کی تہی۔ خدیجہ بیگم یہہ سنکر شرم کے مارے چپکے ہو رہین۔ خواجہ سعید کا اسباب گھر مین آنا شروع ہوا۔ ماں نے کہا کہ بہو کے سہ دری مین لیجاؤ وہاں خدیجہ بیگم میان کی باتین سن رہی تہی اور سمجہتی تہی کہ جب سب سے فرصت ہوگی تو یہان بہی آوینگے۔ میان بہی بیچین تہا کہ کسی طرح آنکہہ بچا کر بی بی کے پاس جاؤن مگر موقع نہ ملتا تہا جب دیکہا کہ سب اسباب بی بی کے سہ دری

پہنچ گیا سب باسی باتین ہی ہکو نا تو ان جان بنکر بولا میرا اسباب کہان ہے سفر کے کپڑے اوتار دون - اما نے کہا بیٹیا جاؤ تمہاری سو ورتی ہے وہین تمہاری بی بی ہین اور اسباب بہی ہے یہہ آہستہ آہستہ بی بی کے پاس پہونچے - بی بی شرم و لحاظ سے چپکے جیسے بیٹہی تہی بیٹہی رہی گرم پانی اور غسل کا سب سامان تیار تہا وہان گیا حمام کیا کپڑے پہنے باہر چلے گئے -

خواجہ سعید اپنی بی بی کے ساتھ رہنے لگی اور بی بی کی اس عنایت کے بہت مشکور تھے بی بی کی بہت قدر کرتے تھے ہر امر مین بی بی کی خوشی مد نظر تھی مگر سیر و تماشے کا شوق تہا شرم کے مارے بی بی سے اسکا ذکر نہ کرتے تھے اور موقع ڈہونڈہتے رہتے تھے کہ یہان بہی یار و آشنا ایسے بہم پہونچ جاوین کہ اون کے ساتھ جلسون کے مزے اوڑائین -

بی بی اون کے انداز سے سمجہہ گئی اور خیال کیا کہ ایسی پرانی عادت کا دفعتاً چہوٹنا مشکل ہے آہستہ آہستہ یہہ بہی رفع ہو جاوے گی مگر یہہ خیال بہی دامنگیر تہا کہ اگر بری صحبت یہان بہی میسر آئیگی تو بجائے چہوٹنے کے اور ترقی ہو جاوے گی - ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ جو اون کو تلاش ہے وہ ہی باقی نہ رہے اور کسی کام مین ایسے مصروف ہو جاوین کہ خیال کرنے کا ہی موقع نہ ملے -

خواجہ سعید اپنے والدین کے ساتھ ایک ہی گھر مین رہتے تھے اور شرم و لحاظ کے وجہہ سے بی بی کے پاس دن مین ایک آدھ دفعہ آجاتے تھے آدہی رات

باہر گذارتے تھے۔ باقی وقت بیکاری مین گذرتا تہا۔ جب دو تین مہینے ایسی حالت مین
گذرے ایک شب کو بی بی نے کہا۔

خدیجہ بیگم۔ اب تمہارا بنارس واپس جانے کا تو ارادہ نہین ہے۔

خواجہ سعید۔ لاحول ولاقوۃ بنارس کے طرف تو منہہ کرکے ہی کبہی نہین سوونگا

خدیجہ بیگم۔ تمہارے قانون کی کتابین ہی ساتہہ آئی ہین۔؟

خواجہ سعید۔ اون کو کسطرح چہوڑتا سب لایا ہون مگر وہ تو سب پڑہہ چکا ہون
اور کتابین منگوانی ہین۔

خدیجہ بیگم۔ تمہارے پاس کتابون کے واسطے روپیہ ہونگے نہین تو اپنا وقت
خالی کیون کہوتے اور بیکار پہرتے۔

خواجہ سعید۔ شرماکر۔ نہین ہے۔ مگر ابا جان سے کتابون کے واسطے تو لے لونگا

خدیجہ بیگم۔ اگر کچہہ مضائقہ نہ ہو تو ابا جان سے نہ لو نہین تو میری منہہ
دکہائی کے اور سلامی کے جو روپیہ ملے ہین وہ میرے پاس ہین
اون مین سے لیکر منگالو۔

خواجہ سعید۔ بہت شرمائے۔ نیچی نگاہ کرکے کہا کہ مین تمہارے روپیہ کہان تک
لئے جاؤن یہہ کیا تہوڑی بے غیرتی کی ہے کہ تمہارا زیور بیچ کر بنارس سے
یہان آیا اب مین ابا جان ہی سے لے لونگا۔

خدیجہ بیگم۔ میان افسوس ہے کہ تم سمجہتے ہو کہ تمہارا زیور بیچ کر بنارس سے

یہان آیا۔ میرا کیا زیور تہا۔ مین نے ایمان سے سچ تم کو لکہا تہا کہ میرا کچہہ ہی نہین۔ تم میرے مالک ہو اور جس چیز کو لوگ میرا کہتے ہین وہ ہی میری نہین ہے تمہاری ہے۔ مین تو تمہاری چیز کی محافظ ہون۔ یہان یہہ دوئی کا خیال دل مین نہ رکہو۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

مجہکو کیا چاہیئے۔ تم امتحان دوگے نوکر ہوگے اوسکا آرام مجہکو ہی پہونچیگا۔ لو کنجیان لو اور اپنی ہی حفاظت مین سب کچہہ رکہو۔ اس تکلیف سے مجہکو بچاؤ۔ ہان تمکو ابا جان نے کتابون کے واسطے روپیہ بہیجا تہا۔؟

خواجہ سعید۔ بہیجا تو تہا مگر اوٹہہ گیا کچہہ کتابین منگالین کچہہ باقی رہ گئین اون کی اب ضرورت ہے۔

خدیجہ بیگم۔ ہرگز ابا جان سے روپیہ نہ منگواؤ اون کو شبہہ ہوگا کہ کیون ایک دفعہ ہی پوری کتابین نہ منگالین۔ جب سب کا روپیہ بہیجدیا تہا۔ میرے پاس کچہہ اوپر چہہ سو روپیہ ہین اور کنجیون کا گچہا میان کو دیا صندوقچہ کی کنجی دکہائی یہہ کنجی اوس بڑے صندوق کی ہے اور دوسری چہوٹے بکس کی ہے جسمین روپیہ رکہا ہے اوس مین کچہہ نوٹ بہی ہین جتنے تم کو چاہیئے نوٹ سے لو یا روپیہ سے لو۔

خواجہ سعید۔ اچھا دیکھا جاوے گا۔

خدیجہ بیگم۔ دیکھا کیا جاوے جلدی منگالو اپنا وقت کیوں کہوتے ہو جلدی سے امتحان دیکر اپنے کام سے لگو۔ کہان تک ماں باپ پر پڑے رہوگے انہوں نے بیس بائیس برس تک پالا پوسا لکھایا پڑہایا شادی کردی اب تمہارا خرچ اور میرا خرچ میری ماما ؤں کا تمہارے نوکر کا سب خرچ اونکے ذمہ ہے۔ اپنی محبت سے اون کو نہ معلوم ہو مگر تم کو تو خیال کرنا چاہیئے۔ اس کے سیوائے محتاجی کیا ہی جو کچھ ضرورت ہو اماں جان یا ابا جان سے مانگیں۔

خواجہ سعید بی بی کی عقلمندانہ باتین سنتے تھے اور کہتے تھے سچ ہے یہ تہوڑی محنت اور ہوگی۔ امتحان دیکر جلد کام شروع کرونگا روپیہ کی ابہی ضرورت نہیں ہے کتابوں کے واسطے چٹھی بہیجتا ہوں کتاب والا ویلیو پی ایبل پارسل میں بہیجدے گا یہاں روپیہ دیکر کتابیں لے لینگے۔

خدیجہ بیگم۔ نہیں روپیہ پہلے بہیجدو۔ ویلیو آئے گا تو روپیہ اسوقت دینا ہوگا سب کو معلوم ہوگا۔

یہہ سنتے ہی پلنگ پر سے اوٹہیں۔

خواجہ سعید۔ کہاں جاتی ہو۔

خدیجہ بیگم۔ آئی۔ کہکر سیدہی روپیہ سنبہالتی ہوئی گئیں۔ قلمدوات اور

چہٹی کا کاغذ اور لفافہ سب سامان لیکر آئین اور چہٹی لکہدو صبح کو بہیجدونگی۔

خواجہ سعید- اس مین کیا جلدی ہے صبح کو لکہدونگا۔

خدیجہ بیگم- نہین دو حرفون کی چہٹی ہے لکہدو۔ صبح ڈاک مین پڑ جاوے گی

بی بی کے اصرار سے خواجہ سعید نے چہٹی لکہی لفافہ مین بند کر کے بی بی کے حوالہ کی۔ بی بی نے اپنے تکیہ کے نیچے سرہانے رکہہ لی۔

خواجہ سعید- بہت دنون سے ارادہ کرتا تہا کہ یہہ چہٹی لکہون اور آج کل کرتا تہا اسمین دو مہینے گذر گئے آج نہ تم یہہ ذکر چہیڑتین نہ چہٹی لکہی جاتی۔

خدیجہ بیگم- خیر جب تک کتابین آوین اس وقت تک ایک وقت مقرر کر کے پچہلی کتابون کو پڑہا کرو۔ اور مجہے بتاؤ تو کہ قانون مین کیا باتین ہین

رات زیادہ ہوگئی تہی۔ خدیجہ بیگم نے کہا کہ چراغ اوکسیدو اور سو جاؤ

خواجہ سعید- نہین اب رات زیادہ آگئی ہے صبح کو اوٹہنے مین دیر ہو جاویگی آرام سے سو رہے۔

خدیجہ بیگم- صبح کو سویرے اوٹہی میان کے کتابون کا صندوق کہول کر کتابین نکال کے صاف کین اور قرینہ سے ایک میز پر جو سہ دری کے ایک کونے مین رکہی تہی لگا دین۔

خواجہ سعید- اپنے ہاتہہ منہہ دہو کر ناشتہ سے فارغ ہوئے کتابون کو دیکہا

جو قانون کی کتابین تہین اون کو علیحدہ کیا اور کتابین علیحدہ کر کے بکس مین بند کر دین۔

کتاب ہاتہ مین لیکر پڑہنا شروع کیا۔ خدیجہ بیگم اپنے ساس سسرون کے سلام کو گیئن اور وہین کہانے کے وقت تک رہین۔ یہہ کتاب مین مصروف ہے۔ جب کہانا اون کے سہ دری مین آیا۔ خدیجہ بیگم بہی آئین اور دسترخوان بچہایا کہانا چُنا۔ میان سے کہا کہ آپ اوٹہو ہاتہ دہوکر کہانا کہاؤ۔ خواجہ سعید انگڑائی لیکر کہڑے ہوئے آنکہین ملتے ہوئے سہ دری کے دروازہ پر جہان آفتابہ پانی کا رکہا تہا گئے۔ ہاتہ دہوئے کُلّی کی۔ بی بی تولیہ لیئے پیچہے کہڑی تہین۔ خواجہ سعید نے اودہر مُنہ کیا بی بی نے تولیہ دیا۔ ہاتہ مُنہ پونچہہ کر دسترخوان پر جا بیٹہے اور کہانا شروع کیا مگر ابہی کتاب چہوڑی تہی اوس کے مضمون مین غلطان پیچان تہے۔ چپکے بیٹہے ہوئے غناتے مین کہانا کہائے جاتے ہین۔ کچہہ بات چیت نہین کرتے تہے۔

خدیجہ بیگم۔ میان کے کندہے پر ہاتہ رکہکر۔ چُپ کیون ہو کوئی بات بہی نہین کرتے۔

خواجہ سعید۔ نہین نہین۔ مین کتاب مین ایک مضمون پڑہ رہا تہا جب تُم نے کہانے کو کہا اوس خیال مین ہون۔

خدیجہ بیگم- بس اب اوس خیال کو چہوڑو اچہی طرح کہانا کہاؤ و باتین کرو- کہانے کے بعد مجہے بہی بتانا کیا مضمون تہا-

خواجہ سعید- ہنس کر واہ تم کیا خاک سمجہوگی-

خدیجہ بیگم- مین کیا آدمی نہین ہون- ایسی کیا بات ہوگی جو کوئی سمجہاے تو مین نہ سمجہ سکون- یہہ نا واقف کار تہوڑے سمجہانے سے سمجہ جائیگا مجہکو سمجہانے مین تم کو پوری بات بتانی ہوگی-

خواجہ سعید- قانون کوئی قصہ کہانی تہوڑی ہے یہہ تو بڑا علم ہے جب تک اول سے کوئی نہ پڑہے اوس کے کیا سمجہ مین آوے گا-

خدیجہ بیگم- خیر اب جانے دو مین اول ہی سے تم سے سُنا کرون گی دیکہون کہ میری سمجہ مین آتا ہے یا نہین- مین اپنے بہائی جان کو دیکہا کرتی تہی جب وہ ابا جان سے قانون پڑہنے آتے تہے- تو یاد کرنے کے واسطے وہ ہمارے سامنے ہی قانون کی باتین کرتے تہے اور کہتے تہے کہ مین جو پڑہتا ہون اوسکو اسواسطے کہتا ہون کہ دل مین خوب تہ نشین ہوجاوے-

خواجہ سعید- ہان یہہ تو فائدہ ہے- تم کو قانون نہ آوے تو نہ آوے مجہکو تو یاد ہوتا رہے گا-

خدیجہ بیگم- لو یہہ کباب مین نے خود پکائے ہین- اما جان نے سب یہان بہیجدیئے

دیکہو تم کو پسند آتے ہین یا نہین۔

خواجہ سعید۔ ہنس کر۔ واہ اگر برے بہی ہونگے تو بہی مجہے پسند ہونگے اِس خیال سے اچہے معلوم ہونگے۔ کہ تم نے پکاے ہین۔

خدیجہ بیگم۔ خوب انعام دیا۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ اچہے نہین مگر ہمسے خوش کرنے کو کہاتے ہو۔

خواجہ سعید۔ نہین نہین۔ حقیقت مین اچہے ہین۔ تم نے پہلے سے نہین کہا کہ زیادہ کہاتا۔ جب پیٹ بہر گیا تو کہا۔

خدیجہ بیگم۔ ہان تم کو پسند نہین آتے کم کہانے کا بہانہ کرتے ہو۔ خیر مجہے ابہی تمہارے مزاج سے زیادہ واقفیت نہین ہے بتا دو کیا چیز کم یا زیادہ ہے تو پہر تم کو پکا کر کہلاؤنگی۔

خواجہ سعید۔ نہین بی بی۔ بہت اچہے ہین۔ حقیقت مین ایسے مزے کے ہین کہ گو پیٹ بہرا ہوا ہے مگر جی چاہتا ہے کہ سب کہا جاؤن۔

خدیجہ بیگم۔ نہین تہوڑے سے چہوڑ دو بی بی رقیہ کو بہی بہیجون گی۔

خواجہ سعید اور انکی بی بی خدیجہ بیگم آہستہ آہستہ باتین کرتے گئے اور کہانا کہاتے گئے۔ کہانے سے فراغت ہوکر ماما نے سلفچی آفتابہ لاکر ہاتہہ دہلوائے دسترخوان بڑہایا۔ بی بی نے پان پہلے سے بنا رکہا تہا۔ میان کو دیا۔ ماما نے حقہ لاکر رکہہ دیا مختلف باتین

ہوتی رہین دوپہر ہوئی ایک دو گہنٹہ آرام کیا سو رہے پہر
اوٹھکر دونون نے منہ ہاتہہ دہویا۔ خدیجہ بیگم نے ظہر کی نماز
پڑہی۔ میان باہر چلے گئے۔ کچہہ دیر خواجہ سعید اپنے والد کے پاس
بیٹھے۔ وہان اخبار رکھے تھے اون کو پڑہتے رہے ایک آدھ مرتبہ
بی بی کے پاس آئے پان کہا کر چلے گئے۔ عصر کے بعد عبدالغنی چہوکرہ
آیا کہ میان سواری کو جاتے ہین آپ کو بلاتے ہین آپ بہی چلینے گا
یہہ کس مائے۔ خدیجہ بیگم نے کہا جاؤ آبا جان کے ساتہہ ہوا خوری
کر آؤ۔ فرحت ہوگی۔ بی بی کے کہنے سے چلے گئے شام کو ہوا خوری
کرکے واپس آئے۔ شام کو کہانا کہا کر ایک آدھ گہنٹہ باتین کرکے
کتاب لیکر پڑہنے لگے دو ڈہائی گہنٹہ بعد پہر آرام کیا اسیطرح ہر روز صبح سے
دس گیارہ بجے تک قانون یاد کرتے تہے شام کو بابا کے ساتہہ
ہوا خوری کرتے جون جون امتحان کے دن قریب آتے گئے پڑہنے
کی محنت زیادہ ہوتی گئی۔ خدیجہ بیگم بہی ٹل کر ادہر ادہر چلی جاتی تہین
کہ جب دیر ہوجاتی اگر آدہ پاؤ گہنٹہ باتین واتین کرکے ذرہ دل بہلا کر
چلی جاتی تہین غرض تین مہینے تک یہی حالت رہی۔ خدیجہ بیگم یہہ
اندیشہ کرتی رہتی تہی کہ کہین پہلا شوق پہر نہ ابہر آئے۔ جب ذرہ بہی دیکہتین
کہ کچہہ خیال آیا باتون اور کام مین ایسا مصروف کرتین کہ سب

بھول جاتے۔ باتون باتون مین بنارس کے دوستون کی ایسی باتین کہتین کہ جس سے خواجہ سعید کو اون سے نفرت ٹپڑ جاتی۔

امتحان کے واسطے الہ آباد جانا ہے دس روز امتحان مین باقی ہین۔ خواجہ سعید روانگی کی تیاری کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آٹھ روز پہلے جاؤن گا۔ آٹھ روز تک امتحان ہوگا۔ پندرہ روز تم سے علحدگی مین کیونکر کٹینگے۔

روانگی کا دن آیا اسباب بندھا ہوا رکھا ہے خدیجہ بیگم راستہ کے واسطے اپنے نگرانی مین ناشتہ تیار کرا رہی ہین۔ خواجہ سعید کی والدہ پراٹھے بہت عمدہ پکاتی ہین اونہون نے پراٹھے تیار کیے۔ خواجہ سعید والدہ اور والد سے رخصت ہو کر اپنے سہ دری مین آئے بی بی کو خدا حافظ کہا۔ اور آنکھون مین آنسو بھر کر خط بھیجنے کی تاکید کی اور رخصت ہوئے۔ خدیجہ بیگم نے کہا خدا حافظ دل لگا کر امتحان دینا خدا تم کو کامیاب کرے۔

بسفر رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

آنکھون سے آنسو پونچھتے ہوئے خواجہ سعید بی بی سے رخصت ہوئے دوسرے دن گیارہ بجے الہ آباد پہونچے۔ اسٹیشن پر سے تار اپنے خیر و عافیت سے پہونچنے کا خواجہ وحید کے نام

روانہ کیا۔ مشکل سے خدا خدا کر کے ایک ہفتہ امتحان مین صرف کیا
اور آخری دن کے پرچہ کے جوابات دیکر الہ آباد سے واپس ہوئے
اور دہلی پہونچے۔ بی بی سے ملے۔
اب امتحان کے نتیجہ کا انتظار ہے اور تین چار مہینہ کا زمانہ کاٹنا ہے
اب تو وہ کام ہی نہین رہا جسمین خدیجہ بیگم نے میان کو معروف
رکھا تھا اور بڑی محبت سے بچایا تھا۔ خدیجہ بیگم کو فکر ہوئی کہ میان
کو پھر کسی کام مین مصروف کیا جاوے تاکہ اون کو اپنی پچھلی باتین
اور عادتین یاد نہ آوین۔ جب دس پندرہ روز بیکاری مین گذرے
ایک دن فرصت مین امتحان کا ذکر اسطرح شروع کیا اور آپسمین
یون گفتگو ہونے لگی۔

خدیجہ بیگم۔ امتحان مین تمہین کیا امید ہے جوابات تو تم نے پھر دیکھے ہونگے
اور سمجھا ہوگا کہ صحیح جواب دیا یا غلط۔

خواجہ سعید۔ مین تو امتحان دیکر ایسا تیتہ توڑ الہ آباد سے بھاگا کہ یہ خیال ہی
نہین کہ جواب غلط ہین یا صحیح۔ اور جب سے یہان آیا ہون
اب تک اپنے جوابون کے پرچون کو نہین دیکھا۔

خدیجہ بیگم۔ خوب اتنی محنت بنارس مین کی سب سے الگ رہے اور چار پانچ
مہینے میان برابر کتابین اُلٹتے رہے تمہین اپنی محنت کا ہی

خیال ہنین کہ یہ تو دیکہتے کہ کیسے جواب دیئے ہین -

خواجہ سعید- بنارس مین تو خاک ہی چہانی - البتہ یہان قانون پڑہا اگر بنارس مین رہتا تو امتحان مین شریک ہونے کے بہی قابل نہ ہوتا - خدا تمہارا بہلا کرے کہ تمہاری بدولت امتحان تو دیدیا ہے آگے خدا مالک ہے -

خدیجہ بیگم- خیر جو کچہہ ہوا سو ہوا - ذرہ اپنے جوابات کے پرچے نکالو خود دیکہو اور حافظ عزیز الدین وکیل کو دکہاؤ کہ جواب صحیح ہین - اور کامیاب ہو جاؤ گے تم -

خواجہ سعید- اچہا مین مسودے نکالتا ہون پہلے آپ دیکہون گا اور کتابون سے مدد لونگا - اوس سے اندازہ تو معلوم ہو جائیگا پہر حافظ عزیز الدین وکیل کو دکہاؤن گا - خواجہ سعید اوٹہے اور مسودہ جوابات اپنے بکس مین سے نکال لائے وہ پریشان آگے پیچہے منتشر تہے خواجہ سعید نے اون کو ترتیب دیا اور جوابون کو پڑہنا شروع کیا خود اپنے اندازہ سے نمبر قایم کرتے جاتے تہے جہان شبہہ ہوتا تہا کتاب کو نکال کر مقابلہ کرتے تہے - خدیجہ بیگم اس کام مین میان کو مصروف کرکے سہ دری سے باہر چلی گئین اور نندون سے باتین کرنی لگین - ادہر اودہر کام مین مصروف ہو گئین -

ایک دو گھنٹہ کے بعد واپس آئین تو میان کو اوسی دہندے مین
مصروف پایا۔

خدیجہ بیگم۔ کیون دیکھہ چکے۔

خواجہ سعید۔ واہ ابہی تو ایک پرچہ دیکھا ہے اوسکا نتیجہ تو اچھا معلوم ہوتا ہے

خدیجہ بیگم۔ بس اب کل دیکھنا۔

خواجہ سعید نے بی بی کی یہہ گفتگو سنکر کاغذون کو باندہ کر کتابونکو
بندکر کے رکھدیا اور انگڑائی لے کر کھڑے ہوئے۔ خدیجہ بیگم حقہ
کیواسطے ماما سے کہہ آئی تہی وہ حقہ لیکر آئی اور رکھا اوٹھے پاؤن
چلی گئی۔

خدیجہ بیگم ہر روز اسی وقت ان کاغذون کو نکال کر میان کے
سامنے رکھدیتی تہی جو کہین آنے جانے کا وقت ہوتا تہا اور جو
وقت کسی سے ملنے کا ہوتا تہا وہ اپنی باتون مین گذار دیتی تہین۔
اسیطرح آٹہہ دس دن گذر گئے۔

جب سب کاغذات دیکھہ چکے اور نمبرون سے یہہ معلوم ہوا کہ
نتیجہ اچھا ہوگا۔ تو خواجہ سعید بہت خوش ہوئے اور انکو یقین ہوگیا
کہ ضرور کامیاب ہو جاؤنگا۔ بی بی کے کہنے سے زیادہ اطمینان
کے واسطے ایک دن خواجہ وحید سے کہا کہ حافظ عزیزالدین صاحب

دکیل سے ملا دیجیے کہ مین اون کو اپنے جوابون کے پرچے دکہاؤن دیکہون کہ وہ کیا کہتے ہین ۔ مین نے کامیاب ہونے کے لایق جواب دیے ہین یا نہین ۔

خواجہ وحید نے کہا مجہے تو دکہاؤ اگرچہ مین نے دو تین برس سے کام چہوڑ دیا ہے لیکن پہر بہی کچہہ اندازہ کر سکون گا ۔ خواجہ سعید نے کہا بہت بہتر اور خدیجہ بیگم سے ذکر کیا کہ ابا جان کو پہلے دکہاتا ہون اوس کے بعد حافظ عزیزالدین کو دکہاؤن گا ۔

خدیجہ بیگم ۔ جن پرچون پر تم نے اپنے اندازے سے نمبر لگائے ہین وہ نہین دکہاؤ اون کی نقل کرکے ابا جان کو دو اور اون سے کہو کہ وہ بہی ہر جواب کے نمبر دین ۔ پہر مقابلہ کرکے دیکہنا کہ تمہارے اور اون کے اندازے مین کتنا فرق ہے اور اسی طرح حافظ عزیزالدین کو دکہانا ۔

خواجہ سعید ۔ ہان سچ کہا نہین تو میرے لگائے ہوئے نمبر دیکہکر اونکی طبیعت اوسی طرف مایل ہو جاوے گی ۔ کل سے نقل کرونگا ۔

تین چار دن خواجہ سعید وقتاً فوقتاً سوالون اور اپنے جوابون کی نقل کرتے رہے جب تیار ہوئے تو خواجہ وحید کے پاس لیگئے کہ حضرت یہہ میرے جوابات ہین اور سوالات بہی لکہدیئے ہین ۔

تاکہ آپ ہر سوال اور اوس کے جوابات کو دیکہکر اندازکر کے نمبر بہی لگاتے جائیں تو پہر یہہ معلوم ہوگا کہ کتنے نمبر آئے اور میں کامیاب ہونگا یا نہیں۔ خواجہ وحید نے کہا کہ ہاں میں نمبر بہی دونگا۔

خواجہ وحید نے دو دن میں سب جوابون کو دیکہا اور خواجہ سعید کو پرچے دیئے کہ بہی تم اللہ نے چاہا تو کامیاب تو ہو جاؤ گے۔ خواجہ سعید اون پرچون کو لیکر آئے اور اپنے نمبرون سے مقابلہ کیا تو صرف بتیس ۳۲ نمبرون کا فرق پایا۔ خواجہ وحید نے ۲۳ نمبر زیادہ دیئے تہے۔ بہت خوش ہوئے اور بی بی سے کہا کہ دیکہو مین نے تو احتیاط سے اپنے نزدیک کم لگائے ہیں ابا جان نے جو نمبر دیئے تو ۲۳ زیادہ ہوئے۔ خدیجہ بیگم نے خوش ہوکر کہا۔ ہان تو مبارک ہو۔ کامیاب ہو جاؤ گے تو ہمیشہ کو بے فکری ہو گی۔ خدا وہ دن کرے کہ تم اپنے کام سے لگو اور اپنی کمائی کرو۔ حافظ عزیز الدین وکیل کو بہی دکہاؤ تمہارا اور ابا جان کا تو تعلق ہے وہ غیر شخص ہیں اون کے جو نمبر ہون گے وہ زیادہ بہروسہ کے قابل ہونگے۔

خواجہ سعید نے کہا کہ ہان اون کو تو ضرور دکہاؤن گا۔

دوسرے دن ہی خواجہ سعید نے ایک اور نقل کی اور جب تیار ہو گئی تو اپنے والد خواجہ وحید کے ساتھہ حافظ عزیز الدین صاحب کے ہان گئے ملاقات کی۔ حافظ عزیز الدین صاحب نہایت خلیق اور نیک مزاج آدمی ہین۔ خواجہ وحید صاحب کی تعظیم دی۔ اور اپنے پاس بٹھایا اور اون کو مبارکباد دی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے لڑکے کو اسم بامسمیٰ کیا اور یہہ سُنکر بہت ہی خوش ہوا کہ امتحان دے آئے ہین خدا اون کو کامیاب کرے۔ خواجہ وحید نے اونکی اس عنایت آمیز مبارکباد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضرت یہہ آپکے پاس اس واسطے آئے ہین کہ اپنے جوابات آپکو دکھائین۔ اور دریافت کرین کہ آیا جواب اچھے ہین اور کامیاب ہونیکی امید ہے یا نہین۔

حافظ عزیز الدین۔ مین بسر وچشم اور بہت خوشی سے دیکھون گا۔

خواجہ سعید۔ حضرت یہہ عرض ہے کہ آپ ہر سوال کو اور اوس کے جواب کو ملاحظہ فرماوین اور جیسے اور طالب علمون کے جوابات کے نمبر آپ دیتے ہین ذرہ سختی سے میرے جوابون کے بھی نمبر دیجیے اور پہر ملاحظہ کیجیے کہ کیا امید ہے۔

حافظ عزیز الدین اس تقریر کو سُنکر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ

کہ ہونہار لڑکا ہے اور کہا کہ ضرور انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔

خواجہ وحید نے حافظ عزیزالدین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ حضرت جب تک امتحان کا نتیجہ ظاہر ہو ایک اور ہی عنایت کیجئے کہ انکو اپنے پاس رکھئے۔ کچہری ساتہہ لیجایا کیجئے اور کام دیکھنے دیجئے تاکہ جب یہہ خود کام کریں تو اول ہی ان کی ناواقفیت ظاہر نہ ہو۔

حافظ عزیزالدین۔ بہت مناسب ہے امتحان دینا تو ایک چیز ہے اس سے تو صرف قانون دانی اور قانونی سمجہ آتی ہے لیکن کام دیکھنے اور کرنے سے تجربہ اور واقفیت بڑہتی ہے۔ اسکی سوا کارروائی عدالت ایک جداگانہ چیز ہے۔ وہ بغیر خود کئے اور دیکھے نہیں آسکتی۔ اگر پانچ چار مہینے میرے ساتہہ رہینگے اور مثلوں کو دیکہیں گے تو خوب واقف ہو جاوینگے اور پہر بلا کسی سہارے کے اپنا کام خود کر سکینگے۔

حافظ عزیزالدین کی باتیں سنکر خواجہ سعید کے سمجہہ میں آیا اور ارادہ کر لیا کہ روز صبح سے ان کے پاس آیا کرونگا۔ اور کچہری بہی ساتہہ جایا کرونگا۔ اور ہر کام کو دیکہونگا۔

خواجہ سعید اور خواجہ وحید یہہ ٹہرا کر کہ کل سے خواجہ سعید حاضر ہوا کریگا اپنے مکان کو واپس آئے۔

خواجہ سعید نے بی بی سے سارا قصہ حافظ عزیزالدین صاحب کے

ملاقات کا بیان کیا کہ کل صبح سے مین حافظ صاحب کے پاس
جایا کرونگا ۔ اور کچہری کے وقت کے بعد آیا کرونگا ۔ اب
دوپہر کا سونا اور تمہارے پاس بیٹہنا موقوف ہوگا ۔
خدیجہ بیگم یہہ سنکر بہت ہی خوش ہوئی اور دل مین کہا کہ جو مین
چاہتی تہی وہ خدا نے پورا کر دیا ۔ اب یہہ آئین مصروف
ہو جاوینگے ۔ پچہلے خیالات سے محفوظ رہینگے ۔ اور کہا کہ
بہت ہی اچہا ہوا کہ حافظ صاحب کے پاس رہنے سے اور کام
کرنے سے تم بہت ہوشیار ہو جاؤ گے اور جب اپنا کام شروع
کروگے تو پرانے وکیلون کے موافق تجربہ کار ہو گے ۔ پہر
انشاءاللہ تمہاری وکالت بہی خوب چمکیگی ۔ تمہاری تجربہ کاری اور
واقفیت کی وجہہ سے لوگون کے خیالات اول ہی سے اچہے
ہونگے ۔ ابا جان نے یہہ تو بہت ہی اچہا کیا ۔
دوسرے دن خواجہ سعید حافظ عزیزالدین صاحب کے پاس جانے
لگے ۔ صبح سے دس بجے تک اون کے پاس رہتے اون کے
مسودون کو صاف کرتے مثلون کی ترتیب دیتے پہر آکر گہر مین
کہانا کہاتے اور جلد حافظ صاحب کے ساتہہ کچہری جاتے وہان
مقدمات کی بحث سنتے ۔ آہستہ آہستہ ایک دو مہینے

مین معمولی کاروبار سے خوب واقف ہو گئے اور دل مین سمجھنے لگے کہ اب مین علحدہ ہی کام کر سکون گا۔

جب حافظ صاحب نے دیکھا کہ لڑکا ذہین اور ہوشیار ہے اپنے بعض بعض مقدمات مین اون سے عرضیدعوے اور جوابدعوے لکہوائے اور اون مین اصلاحین دین اور جب اپنے ماتحتون کی تائید مین قانون اور نظائر نکلوانے ہوتے تھے۔ خواجہ سعید تو انگریزی سے خوب واقف تھے جلد انگریزی کتابون سے پتہ لگاتا تھا۔ خوب مقدمہ کو مرتب کر دیا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کو بھی ان سے بہت مدد ملنے لگی جب ور د خواجہ سعید کو انہین دیر ہوتی تھی حافظ صاحب آدمی پر آدمی بھیجکر بلاتے تھے اور ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور یہہ خیال تہا کہ خواجہ سعید کامیاب ہو جائینگے تو یہہ ممالک مغربی و شمالی مین وکالت کرینگے۔ اگر ہائیکورٹ کے درجہ مین کامیاب ہوئے تو شاید دہلی مین بہی کر سکینگے۔

حافظ صاحب نے پرچہ جوابات دیکھے اور نمبر لگائے تو اون کی مجموعی تعداد خواجہ وحید کی تعداد سے بہی بڑہ گئے اور اونکو یقین ہو گیا کہ خواجہ سعید کامیاب ہو جائیگا۔ خواجہ سعید بہی دیکھکر بہت خوش ہوئے اور زیادہ کامیابی کی امید ہوئی۔

ممالک مغربی و شمالی کا گزٹ جسمین نتیجہ امتحان چہپنے والا تہا دلی کے کتب خانہ مین آتا تہا جب زمانہ زیادہ ہوا خواجہ سعید ہر دوشنبہ کو لائبریری یعنے کتب خانہ مین جا کر دیکہا کرتے تھے ۔

ایک دن کچہری سے آئے دو تین خط اون کے دونون کے رکھے ہوئے تھے ۔ خدیجہ بیگم نے خط دیئے اور کہا کہ ایک پر دیکہو الہ آباد کی مہر ہے ۔ تمہارے امتحان کا نتیجہ تو کچہ اس مین نہین ہے ۔ مین تو چاہتی تہی کہ کہول لون مگر کسی کا خط کہولنا اچہا نہین ہے ۔

خواجہ سعید ۔ تم مین اور مجہہ مین کیا فرق ہے میرا ایسا کونسا راز ہے جو تم سے پوشیدہ ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہی کچہ عبرت سمجہتے ہو کہولنا چاہئے تہا ۔ مین تو تمہارا خط بیدہڑک کھول لیتا ہون خدیجہ بیگم نے کہا ہان مجہہ سے غلطی ہوئی یہہ کہتے جاتے تھے اور خط کو کہولتے جاتے تھے ۔ کہولتے ہی اون کی نظر پڑی مبارک ہو تم اول درجہ مین کامیاب ہوگئے ۔ دیکھتے ہی بی بی کو خط دیا الحمد للہ کا شکر ہے محنت وصول ہوگئی اور تمہاری بدولت ۔ بی بی ہی دیکہکر بہت خوش ہوئین مبارک ہو مبارک او خط لیکر جلدی باہر آئین ۔

اماں جان ۔ آپ کو مبارک ہو یہہ تو کامیاب ہوگئے اماں خوش

ہوئین ہان بٹیا تم کو مبارک ہو خدا تم دونون کو سلامت رکھے
بوڑہ سہاگن ہو بیچی ہون صاحب اقبال ہون اللہ نے یہہ دن
دکہایا۔ رقیہ بیگم دوسرے دالان مین کہیل رہی تہی وہ بہی
سنکر دوڑی۔ اچہے بہائی جان کیا ہے۔ بہائی جان امتحان
مین پاس ہو گئے۔ ہان بوا ہان۔ اللہ نے کامیاب کیا۔
رقیہ بیگم۔ شکر شکر۔ اللہ نے میری دعا قبول کی۔
بہائی جان مین تو ہر وقت دعا مانگتی تہی۔

خدیجہ بیگم ہان بی بی۔ اللہ نے تمہاری دعا قبول کی تم تو معصوم ہو اب دعا
مانگو کہ اللہ تمہارے بہائی کو زندہ و سلامت و تندرست رکھے۔ اور
خوب کام چلے۔

سارے گہر مین پہر تو مبارک سلامت کا شور ہو گیا۔ خواجہ وحید
بہی اون کے بی بی نے جا کر کہا لو مبارک ہو تمہارا بٹیا اول درجہ
مین کامیاب ہو گیا۔

خواجہ وحید۔ کیا گزٹ مین دیکہا۔

بی بی۔ نہین اوس کے پاس الہ آباد سے خط آیا ہے۔

خواجہ وحید۔ اللہ مبارک کرے۔ خدا کام مین بہی کامیابی نصیب کرے
دوسرے دن صبح کو خواجہ سعید حافظ عزیز الدین کے پاس گئے

اون کو خوشخبری اپنے کامیابی کی سنائی۔ حافظ عزیز الدین بہی خوش ہوئے اور کہا کہ مین نے پہلے ہی کہدیا تہا۔

خواجہ سعید۔ ہان حضرت بزرگون کی دعا سے اللہ نے کامیاب کیا۔

حافظ عزیز الدین۔ کیون بہئی اب کہان کام شروع کروگے۔ مجہکو تمہارے علیحدگی کا رنج ہوگا۔ اور جو مدد مجہہ کو تم سے ملتی تہی وہ اب کہان ملیگی۔

خواجہ سعید۔ حضرت ابہی کچہہ خیال نہین کیا بالفعل تو آپ کی خدمت مین ہون جہان آپ کی اور ابا جان کی رائے ہوگی۔ وہین شروع کرونگا۔

حافظ عزیز الدین۔ اب تو یہہ قاعدہ مقرر ہوگیا ہے کہ ہائیکورٹ مین وکالت کی اجازت جب دیتے ہین۔ جب تین برس تک ضلع مین کام کرلو اور پنجاب چیف کورٹ مین ہائیکورٹ الہ آباد کے وکیلون کو لے لیتے ہین۔ تو جب تک تم تین برس تک کسی ضلع مین وکالت نہ کروگے۔ تب تک چیف کورٹ والے بہی پنجاب مین وکالت کرنے کی اجازت نہین دینگے۔

خواجہ سعید۔ درست ہے۔ کوئی مناسب ضلع آپ ہی ابا جان کے مشورہ سے تجویز کیجئے۔

حافظ عزیز الدین۔ میرے نزدیک تو علی گڈہ یا میرٹھہ اچہا ضلع ہے۔ قریب بہی ہے اب ہوا بہی اچہی ہے۔ اور تمہارے والد بہی بہت عرصہ تک اون

اون اضلاع میں رہے ہیں۔ لوگ بھی واقف ہیں۔

خواجہ سعید۔ حضرت میرا بھی یہی خیال تھا آپ ابا جان کو صلاح دیجئے۔

حافظ عزیز الدین۔ ہاں ضرور میری تو یہی رائے ہے۔

دوسرے دو شنبہ کو گزٹ بھی آیا اور خواجہ سعید نے اپنا نام کامیاب امیدواروں میں دیکھا۔ درخواست مرتب کرکے سند کے واسطے الہ آباد روانہ کی۔ خواجہ وحید نے بھی علی گڑھ کو پسند کیا اور وہاں جانے کی تیاری شروع ہوئی۔ خواجہ سعید کا ارادہ تہا کہ بی بی کو بھی ساتھ لیکر جائیں مگر خدیجہ بیگم نے کہا کہ لوگ اوس کو ناپسند کرینگے دو چار مہینے خود جاکر رہو۔ علی گڈھ قریب ہے۔ ہر ہفتہ میں آسکتے ہو۔ بلکہ جب چاہو جب آسکتے ہو وزرہ کام کی طرف سے اطمینان ہوجائے تو پھر میں تمہارے ہی ساتھ ہوں۔ سند کے آتے ہی خواجہ سعید کو خواجہ وحید اپنے ساتھ لیگئے۔ صاحب جج سے اور دیگر حکام سے ملایا۔ اور شہر کے رئیسوں سے تعارف کرایا۔ ایک عمدہ مکان لیا سواری کا انتظام کرکے واپس چلے آئے۔ خدا کے فضل سے پہلی ہی مہینہ میں خواجہ سعید کی اچھی آمدنی ہوئی۔ سب لاکر والدہ کے سامنے رکھہ دی والدہ بہت خوش ہوئیں کچھہ اوس میں سے لیکر کہانا پکوایا فقیروں کو تقسیم کیا۔ اللہ کے

نام دیا باقی خدیجہ بیگم کے حوالہ کیا - خدیجہ بیگم نے کہا کہ آپ ہی رکھیے مجھے کیا ضرورت ہے - خدا آپ کو ہمارے سروں پر سلامت رکھے - مین روٹی کھاتی ہوں کپڑا پہنتی ہوں - اون کے ضرورت کی لایق اون کو دید یجیے -

ساس بہو کی یہہ باتین سنکر بہت خوش ہوئین اور پیار کیا کہ مجکو اول ہی سے تم سے ایسی ہی امید ہے کہ تم ہم کو سمجھوگی مگر بی بی تمہارے میان کی کمائی ہے تم کو ہی اختیار ہے خدا تم کو اوٹھانا اور آرام پانا اس سے نصیب کرے - ہم تو تم کو دیکھکر خوش ہونے والی اور دعا دینے والی ہین -

خدیجہ بیگم - اماجان خدا آپ کی دعا قبول کرے آپ کا کلیجہ ٹھنڈا رکھے خدا ہم کو بھی توفیق دے کہ ہم آپ کی اطاعت مین سرگرم رہین - آپ ہمارے سروں پر سلامت رہین - ابھی تو آپ ہی رکھیے مین تو آپکے پاس ہوں - مجھے کیا ضرورت ہے آپ کو خود میرا خیال ہے جس چیز کی ضرورت بھی نہین ہوتی آپ دیدیتی ہین -

ساس - اچھا بیٹا تمہاری خوشی - خواجہ وحید سے اونکی بی بی نے جا کر یہہ قصہ بیان کیا وہ بہو کی اس انسانیت سے بہت خوش ہوئے - اور باہم یہہ تجویز کی کہ جسقدر ایک مہینے کی خرچ کے واسطے ضرورت ہے

وہ خواجہ سعید کو دے دو باقی اُس کا جمع رہنے دو۔ وکالت میں
ہر مہینہ کی آمدنی برابر نہیں ہوتی۔ جس مہینے میں کم آمدنی ہوگی اُس میں
دے دینا۔

خواجہ وحید کی بی بی نے ڈیڑھ سو روپیہ خواجہ سعید کو دئیے کہ یہہ تم
ایک مہینہ میں خرچ کرنا خواجہ سعید نے سلام کرکے لے لیئے اور سمجھا کہ
والدین کی خوشی یہہ ہے کہ جو آمدنی ہو وہ مین دے دیا کرون۔

خواجہ سعید نے لاکر وہ روپیہ بی بی کے سامنے رکھے اور کہا کہ ابا جان
نے ڈیڑھ سو روپیہ مجھے مہینہ بھر کے خرچ کے واسطے دئیے ہین اُس سے
اُن کا مطلب یہہ ہے کہ سب آمدنی اُن کو دے دیا کرون اور مہینہ کا
خرچ وہ مجھ کو دے دیا کرین خدیجہ بیگم کو خیال ہوا کہ شاید یہہ بات میاں کو
پسند نہیں ہے یہہ گفتگو شروع ہوئی۔

خدیجہ بیگم۔ یہہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ ڈیڑھ سو روپیہ بھی زیادہ ہین میرے نزدیک
تو سو روپیہ لو باقی واپس کر دو۔

خواجہ سعید۔ کیون یہہ کیا اچھا ہے اس طرح تو مین محتاج کا محتاج ہی رہا جو ابا جان اور
اماں جان نے دیا وہی خرچ کیا۔

خدیجہ بیگم۔ جب زیادہ آمدنی ہوئی تو تم نے اُن کو دیا اگر کم ہوگی تو وہ تم کو دین گے
تم کو اس سے تو بے فکری ہوگی کہ آمدنی ہو تو خرچ کرون۔ وکالت میں کبھی کم

کبھی زیادہ آمدنی ہوتی ہے یہہ کیا بھروسہ ہے کہ ہر مہینہ مین اتنی ہی آمدنی ہوگی۔ اُن کا تمہارے سوا کون ہے اُن کا جو کچھہ ہے وہ بھی تمہارے ہی لیئے ہے تمہارا جو کچھہ اُن کے پاس رہیگا وہ بھی تمہارا ہی ہوگا۔

خواجہ سعید۔ تو کیا میرا خرچ ڈیڑھہ سو روپیہ مہینہ کا ہی رہیگا۔

خدیجہ بیگم۔ کیون ڈیڑھہ سو روپیہ کا رہے۔ خدا زیادہ آمدنی کریگا اور اپنی عزت کے لایق خرچ زیادہ رکھوگے تو وہ زیادہ دینگے۔

خواجہ سعید۔ میرا تو جی چاہتا تھا کہ مین اور تم ایک جگہہ رہو جو آمدنی ہو تمہارے پاس آئے تم اپنی خوشی کے موافق خرچ کرو۔ اب تک تو تم اماجان اور اباجان کی محتاج رہی ہو اب اپنا روپیہ آزادی سے اُٹھاؤ۔

خدیجہ بیگم۔ مین تو محتاج نہین رہی۔ مجھہ پر تو ایسی مہربانی کی ہے کہ میرے ماباپ نے بھی نہین کی تھی اول تو میری ضرورتین ہی کیا ہین اور جو کچھہ ضرورت ہونے والی بھی ہوتی ہے تو اماجان کو خود خیال ہوتا ہے وہ پہلے سے اُس کا بندوبست کردیتی ہین مجھے نہ کچھہ فکر ہے اور نہ میری کوئی ضرورت اٹکی رہتی ہے۔ اور یہہ تو خدا نے چاہا تم سلامت رہو ہونے والا ہی ہے کہ تم کماؤ اور مین اُٹھاؤن۔ مگر جب تک اماجان اور اباجان موجود ہین خدا اُن کو سلامت رکھے ہم کو بےفکری ہے اور اطمینان ہے میرے پاس

اتا جان روپیہ لے کر آئی تھین اور حساب بتاتی تھین کہ اتنا خیرات کے کھانے مین اٹھا اور یہہ روپیہ باقی ہین تم لے لو۔ مگر مین نے تو اسکو اچھا نہین سمجھا۔ کہ ابھی سے یہہ بوجھہ اپنے ذمہ لون۔ اگر مین لے لیتی وہ تم سے بے فکر ہو جاتین اور مین کس مونہہ سے اپنی ضرورت کے وقت اُن سے کہتی۔

خواجہ سعید۔ خوب یہہ آپ کی ہی باتین ہین اب بھی ہم کو اپنا ہی محتاج رکھا۔

خدیجہ بیگم۔ نہین محتاج نہین بہت آزاد رکھا۔ تم کو اطمینان رہیگا اور خوش رہوگے مین اسی مین خوش ہون اور جو سُنیگا تم کو سعادت مند کہیگا۔ خدا بھی ماباپ کی اطاعت سے خوش ہوتا ہے۔

خواجہ سعید۔ اچھا جو تمہاری مرضی۔ مین سب روپیہ کیون لیجاؤن تم رہنے دو پھر ہفتہ کو تو آتا ہون ایک ہفتہ کے لایق لے جاؤن گا اُسی مین سے خرچ کرون گا اور جو آمدنی ہوگی وہ لے آیا کرون گا۔

خواجہ سعید علیگڈھ مین وکالت کرتے رہے اور ہر ہفتہ کو دہلی آتے تھے اتوار کی شام کو کبھی پیر کی صبح کو علیگڈھ چلے جاتے تھے جو روپیہ آمدنی کا ہوتا وہ لاتے ہی بی بی کو دے دیتے تھے اور خدیجہ بیگم وہ سب روپیہ والدہ کو دے دیتی تھی۔ اور والدہ ہر مہینہ پر ڈیڑھ سو روپیہ اُن کو مہینہ کے خرچ کے واسطے دیدیتی تھین۔ چھہ مہینہ اسی طرح گذرے

پھر ایک مہینہ کی کچھ یون کی چھٹی ہو گئی خواجہ سعید اپنا گھوڑا و بگھی اور
خدمت گار لے کر دہلی مین آ گئے ماباپ کے ساتھ ہنسی خوشی سے رہے
اور یہہ ٹھہرا کہ تعطیل کے بعد خدیجہ بیگم بھی میان کے ساتھ جاوین
خدیجہ بیگم نے یہہ اصرار کیا کہ ساس بھی چلین مگر خواجہ وحید اور رقیہ صرف
باقی تھے یہہ ٹھہرا کہ سب چلین تھوڑے عرصہ تک وہین رہین پھر واپس
آجاوین۔ خواجہ سعید تعطیل ہی کے دنون مین علیگڈھ گئے اور مکان کا بندوبست
کیا چھٹی کے ختم ہونیکے دو تین روز پہلے سب علیگڈھ روانہ ہوئے۔
خدیجہ بیگم جب سے دہلی مین ساس کے ساتھ تھین اور گھر کے انتظام
سے کچھہ تعلق نہین تھا ویسے ہی علیگڈھ مین رہین۔ سب کاروبار ساس کے
متعلق رکھا۔ ساس کہتی تھی کہ بیٹا خدا نے یہہ دن کیا کہ تمہارا گھر ہوا۔
میان کی کمائی سے اپنا انتظام کرو مین کب تک تمہارے پاس بیٹھی
رہونگی۔ گھرداری سیکھو۔ مگر خدیجہ بیگم کہتی تھی۔ کہ کیون آپ کیون نہ
بیٹھے رہین گی مجھے جیسی ہون ویسا ہی رکھیئے جب آپ سب دہلی
جاوینگے مین بھی ساتھہ چلونگی۔

ساس۔ ہنسی ہو واہ بی بی تمہارا نکاح میرے ساتھ تو نہین ہوا جو میرے ساتھ ساتھ
پھروگی تم کو تمہارا میان مبارک۔ میرے اور بھی بچے ہین عزیز رشتہ دار
ہین۔ مین تمہارے ساتھ کیونکر رہ سکتی ہون۔ تم اپنے میان کے پاس رہو۔

مین اپنے میان کے ساتھ رہون گی۔

خدیجہ بیگم۔ نہین اما جان مجھ سے تو تم سے الگ ہوکر نہین رہا جاوے گا۔ مین اکیلے کیونکر رہون گی۔

ساس۔ بیٹا خدا نہ کرے تو اکیلی رہے۔ میان ہین ما ئین ہین نوکر چاکر سب ہین۔ مہینہ دو مہینہ مین بھی تمہارے پاس رہ جایا کرون گی مہینہ دو مہینہ کے واسطے اپنی اما کو یا بڑی بہن کو بلا لیا کرو۔

خدیجہ بیگم۔ وہ تو درست ہے مگر یہہ گھر کا بوجھہ مجھہ سے نہین اُٹھے گا۔

ساس۔ تم کو سیکھنا چاہیے۔ اور یہہ تمہارا ہی کام ہے۔ ہم تو تمہارے مہمان ہین مگر تم مہمان نہی بیٹھی ہو اور اپنا بوجھہ مجھہ پر ڈالتی ہو۔

ایسی ہی باتین خدیجہ بیگم اور اُن کی ساس مین ہوا کرتی تھین اور بہت ہنسی خوشی سے دو مہینہ گزرے خواجہ وحید نے مع اپنی بی بی کے دہلی کا ارادہ کیا اور روانہ ہوئے۔ خدیجہ بیگم علیگڈھ مین رہین اور یہہ وعدہ لیکر ساس کو جانے دیا کہ آپ جلد مجھکو بلا لیجیے گا یا خود آئیگا۔

خدیجہ بیگم نے اپنے گھر کا اب انتظام شروع کیا اور ڈیڑھ سو روپیہ خواجہ سعید کے تنہا رہنے کے زمانہ مین مشکل سے کافی ہوتے تھے جو بے انتظامی تھی وہی روپیہ اب سارے گھر کے اخراجات کو بہ فراغت ہوتا تھا۔

جیسا اوپر بیان ہوا ہے کہ خواجہ سعید کی والدہ اُن کو ڈیڑھ سو روپیہ مہینا اخراجات کے واسطے دیتی تھین خدیجہ بیگم اول ہی سے تمام اخراجات کا جو اُسی مہینے مین ہونیوالے تھے انداز کرتی اور لکھتی تھی اگر وہ ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ ہوتے تو جن امور مین تخفیف ہو سکتی تھی کرتی تھی اور کچھہ زاید روپیہ غیر معمولی اخراجات کے واسطے رکھتی اور اس طرح اطمینان کے ساتھ مہینہ بھر تک رہتی علیگڈھ مین کئی بنک تھے میان سے کہکر ایک بنک سے حساب کہلوایا اور میان سے یہہ کہکر کہ ابا جان خوش ہون گے اُن کے ہی نام سے کہلوایا جائے اس کا مطلب یہہ تھا کہ میان کسی اپنی ضرورت کے واسطے بھی خود بنک سے روپیہ وصول نہ کر سکین جو روپیہ خواجہ سعید اپنی آمدنی کا بی بی کو دیتے وہ روز نوکر کے ہاتھہ بنک مین جمع کرا دیتی اور اب اُسی ڈیڑھ سو روپیہ مین گزر کرتی بلکہ کچھہ بچا لیتی وہ علیحدہ اپنے پاس رکھتی۔

جب مہینہ ختم ہونے کو آیا تو خدیجہ بیگم نے بنک کا حساب خواجہ وحید کو بھیجا اور یہہ خط لکھا۔

جناب قبلہ وکعبہ دو جہان ہن دام مجدکم۔

بعد آداب ونیاز کنیزانہ التماس ہے کہ بفضل خدائے عزوجل یہان سب طرح سے خیریت ہے اور حضور اور اماجان صاحبہ اور عزیزہ رقیہ بیگم کی

خیریت مزاج کی ہمیشہ خواہان ہوں۔ جب سے جناب تشریف فرمائے دہلی
ہوئے ہیں یہہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ بنک میں جناب
کے نام سے برابر جمع کرائی گئی ہے اور بنک کے حساب اور بنک کی
کتاب خدمت عالی میں ملاحظہ کے واسطے بھیجی جاتی ہے جس سے معلوم
ہوگا کہ اس مہینہ میں اللہ کی عنایت سے چار سو پینتالیس روپیہ جمع
ہوئے ہیں۔ اب مہینہ ختم ہونیوالا ہے آیندہ مہینہ کے واسطے ڈیڑھ
سو روپیہ کا چک مرحمت ہو۔ اس قدر یہاں کے اخراجات معمولی
کے واسطے کافی ہے۔

یہہ طریقہ میں نے اس واسطے اختیار کیا ہے کہ ہر روز کی آمدنی جناب عالی
کی خدمت میں بھیجنے سے تکلیف اور خرچ بھی ہوتا اور وہاں سے روپیہ
کے آنے میں بھی ایسی ہی دقت ہوتی۔ اگر جناب کو ناپسند ہو تو اس طریقہ
کو موقوف کر دیا جاوے اور جیسا ارشاد ہو اُس کی تعمیل بسر وچشم کی
جاویگی فقط حضور کی کنیز خدیجہ۔

خواجہ وحید اس خط کو پڑھکر بہت خوش ہوئی اور تعجب ہوا کہ خواجہ سعید تنہا ڈیڑھ سو روپیہ صرف کرتا تھا
اور اُس میں بھی کبھی شکایت ہوتی تھی۔ بہو نے اپنے اخراجات بھی اُسی
میں سے کیئے اور زیادہ کی خواہش نہیں کی۔

اس کے جواب میں خواجہ وحید نے اپنی بہت خوشنودی کا اظہار کیا

اور لکھا کہ اب خرچ زیادہ ہے اللہ کے فضل سے آمدنی بھی اچھی ہے
ڈیڑھ سو روپیہ غالباً کافی نہیں ہون گے اگر کمی ہو تو لکھنا مین بھیجدونگا
یہہ خط اور چیک خدیجہ بیگم کو پہونچا روپیہ منگائے اور مہینہ کے خرچ
کے ضروری اشیاء منگائین نوکرون کو تنخواہین دین اور یہی طریقہ
جاری ہو گیا کہ جو آمدنی ہوتے گئی بنک مین جمع کرا دیتی تھین۔

(اس کے آگے کے اوراق دستیاب نہین ہوئے)

محمد طاہر اور اُن کے بھائی محمد قاسم

محمد طاہر گوالیار کی ریاست مین فوج کے رسالدار تھے راجہ اُن کو بہت
عزیز رکھتا تھا۔ ریاست کے سب لوگ اُن کی عزت کرتے تھے اور وہ
اپنی نیکی اور عام خیر خواہی کی وجہہ سے ہر دلعزیز تھے کیسی بُرائی کبھی نہ
کرتے تھے جو کوئی اُن سے بُرائی کرتا تو اُس سے درگزر کرتے اور بھول
جاتے اور جب موقع ہوتا اُس کے ساتھ نیکی کرتے اُن کے ماتحتون مین
کوئی قصور کرتا تو اُس کو پاس بُلاتے اور سمجھاتے کسی پر کسی کے سامنے غصہ
نہ کرتے۔

ایک دن راجہ نے کہا کہ طاہر صاحب آپ جوان ہین اور تنہا ہین کیا آپ کا
جی نہین گھبراتا آپ کیون شادی نہین کرتے۔

محمد طاہر مہاراج کیا عرض کرون یہہ تو قدرتی خواہش ہر ذی روح کو ہے کہ اُسکا

جوڑا ہو حضرت آدم جو ہم سب کے باپ تھے اُن کی بہشت مین بھی گذر نہ ہوسکی مگر کیا کرون جوڑا ملنا بہت مشکل ہے اور جیسے اس مین آرام ہین ویسے ہی تکالیف کا بھی اندیشہ ہے۔

مہاراج۔ کیا آپ کو کوئی لڑکی نہین مل سکتی اور درکار ہی کیا ہوگا۔

محمد طاہر۔ نہین مہاراج لڑکیان تو بہت ہین بلکہ لڑکون سے زیادہ لڑکیونکی پیدائش ہے لیکن **شعر** نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد ٭

مہاراج۔ آپ تلاش کرو۔ جوئندہ یابندہ یقین ہے آپ کی مرضی کے موافق کوئی شریف خاندان کی لڑکی مل جاوے گی۔

محمد طاہر۔ سرکار نے تو آج ارشاد فرمایا ہے یہہ خانہ زاد عرصہ سے اسی فکر مین ہے اب تک کوئی موقع نہین ملا اب مہاراج کی زبان مبارک سے نکلا ہے تو یقین ہے کہ جلد خدا کوئی سامان کردے گا۔

مہاراج۔ آپ ضرور کوشش کرو انسان کو تنہائی مین بڑی بڑی مصیبتین مین اور دشواریان ہوتی ہین نہ کوئی ساتھی ہوتا ہے نہ دُکھ درد کا شریک ہوتا ہے نہ گھر کا خبر گیران نہ سچا بلا معاوضہ کے خیر خواہ نہ محرم یہہ سب باتین بی بی سے حاصل ہوتی ہین۔

محمد طاہر۔ یہی خیال مجھکو ستا رہا ہے کہ جس واسطے بی بی کرنے کی ضرورت سرکار نے

فرمائی ہے مین بھی اپنی چھوٹی عقل سے یہی سمجھتا ہون اور چاہتا ہون کہ بی بی ملے تو ایسی ملے جو عمر بھر کی ساتھی ہو دُکھ درد مین شریک ہو گھر کی خبر گیری کرے۔ خیر خواہ ہو رازدار رہو۔ محرم ہو۔ اگر یہہ نہ ہو تو اس کرنے سے نہ کرنا بہتر۔

مہاراج۔ نہین۔ تم اُس کے ساتھ اچھی طرح رہو گے خاطر کرو تو وہ بھی اچھی ہو جاوے گی اور تم کو آرام دے گی۔

محمد طاہر۔ بد کے دل سے بدی جاتی نہین۔ اور نیک کے دل مین بدی سماتی نہین اب تو ایک معاملہ کا ذکر شروع ہو گیا اور سرکار نے خود کمال مہربانی اور بندہ نوازی سے غلام کے آرام کے خیال سے ارشاد فرمایا۔ اگر اجازت ہو تو جو معاملات میری نظر سے گزرے ہین اور جنھون نے اب تک شادی کرنے سے باز رکھا ہے عرض کرون اگرچہ طول طویل ہین مگر دلچسپی سے خالی نہین اور ان سے میرے شعر کا ثبوت ہوتا ہے۔

مہاراج۔ ضرور بیان کرو۔

محمد طاہر۔ جناب عالی ہماری قوم مین شادی بڑی عمر مین ہوتی ہر لڑکا تو جوان بیس پچیس برس کا اور لڑکی بھی جوان پندرہ سولہ برس یا زیادہ عمر کی ہوتی ہے۔ سرکار جانتے ہین کہ لڑکیان جلد جوان ہو جاتی ہین جیسے اُن کے اعضا بھرپور رہو جاتے ہین اُسی طرح اُن کے عادات

اور خیالات مین پختگی آجاتی ہے اور جیسی اُن کو اس زمانہ مین صحبت یا تعلیم ہوتی ہے ویسی ہی وہ ہو جاتی ہین اور جب وہ کسی کے پالے پڑین اپنی عادات اور خصائل کو کتنی ہی کوشش کی جاوے نہین چھوڑتین اگر بد ہو گئی ہین تو بد ہی رہین گی اور اگر اُن کے ماباپ نے اُن مین نیک خیالات اپنی تعلیم و تربیت سے پیدا کر دیے ہین اُن کو خدا اور رسول کے احکام سمجھا دیے اور دل نشین کر دیے ہین جس مین خاوندون کے حقوق خوب اچھی طرح سے بتائے ہین اُن کے اخلاق درست ہو گئے ہین تو نیک ہو جاوین گی۔

مہاراج۔ اب تو تمہارے ہان لکھنے پڑھنے کا عورتون مین بھی بہت چرچا ہو گیا ہے پڑھی لکھی ہو گی تو وہ اپنی نیک و بد سمجھ سکے گی اور میان کے ساتھ اچھی طرح گزارے گی۔

محمد طاہر۔ حضور اس تعلیم نے اور مشکلات پیدا کر دیے ہین۔ جو تعلیم مسلمانون مین پہلے رائج تھی گو وہ بہت کم تھی مگر جو کچھ تھی مذہبی تعلیم تھی جس سے بچپن سے خدا کی بڑائی اُس کا ڈر اور اُس کے فرائض اُس کی نافرمانی کی سخت سزائین دوزخ کے عذاب کا ڈر ایسا بیٹھ جاتا تھا اُنکے دل مین کہ مین نے خود بچون کو آپس مین کھیلنے اور لڑنے مین سُنا ہے کہ جہان کسی نے کوئی بُری بات کی۔ دوسرے نے جھٹ یاد دلایا تمکو

گناہ ہوگا اور وہ ڈر گیا۔

اِس مسئلہ مسائل کی کتابون مین لڑکیان یہہ بھی پڑھ لیتی تھین کہ شوہر
کے بڑے حقوق زوجہ پر ہین زوجہ کو تابعداری کرنی چاہیے میان
کی خدمت کرنی چاہیے۔ اُس کے گھر مین سے بے اجازت نہین جانا
چاہیے بلا اُس کی اجازت کے خیرات تک نہ دینی چاہیے یہان تک کہ
نفل کا روزہ بھی بلا اُس کی اجازت کے نہ رکھنا چاہیے اور کوئی زوجہ
ایسا کرے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اور خدا اُس کو عذاب مین گرفتار
کرتا ہے اس سبب سے دل مین شوہر کی عظمت قایم ہو جاتی تھی اور
تابعداری کرتی تھین جس سے شوہر کو بھی اُن سے محبت و الفت ہوتی
تھی اور اچھی طرح گزرتی تھی۔ برخلاف اس کے اب ان باتون کا تو
خیال نہین رہا ہے سب ماں باپ یہہ چاہتے ہین کہ لکھنا پڑھنا آجاوے
تو اول ہی اُردو کی پہلی دوسری تیسری کتاب پڑھانی شروع کی اور
کچھہ لکھنا سکھایا اتنے مین لڑکی کی عمر بیاہ کے لائق ہو گئی نہ پورا لکھنا پڑھنا
ہی آیا نہ خدا اور خدا کے احکام سے واقف ہوئی نہ خانہ داری کی باتون
سے پھر کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے اردو مین ایسی کتابین بھی نہین ہین کہ جن سے اُنکو
کچھہ معلوم ہو کہ میان سے میان کے رشتہ دارون عزیزون سے کیونکر
برتاؤ کرنا چاہیے۔ جو کچھہ لکھنا پڑھنا سیکھتی ہین اُس کا بری طرح استعمال

کرتی ہین جہان کے حالات نمک مرچ لگاکر اپنے بھائی بندون کو لکھتی ہین اور لڑائیان کرا دیتی ہین - ایسی حالت مین مشکل ہوجاتی ہے بی بی کے سنبھالنے کے سوا ساس سسرون کا سنبھالنا مشکل ہوجاتا ہے۔

ہماری زبان مین ایسی کتابین تو بہت کم ہین بلکہ نہین ہین جن سے لڑکیون کو ایسی تعلیم ہو کہ اُن کے اخلاق اُن کے خیالات اچھے ہوجاوین اور اُن کو اپنی زندگی اچھی طرح بسر کرنے کی ترکیب معلوم ہوجاوے جو کتاب اُن کو ملتی ہے وہ لغو بیہودہ یا طوطا کہانی چوہے تا مرلی نام ہوتی ہین یا عاشقانہ مضامین سے بھری ہوئی ہوتی ہین - اب یہہ جو ناول چھپنے شروع ہوئے ہین اُنھون نے تو اور بھی خراب کر دیا ہے اخبارون مین یا تو ایسی خبرین ہوتی ہین جن سے اُن کو نہ کچھہ تعلق نہ کچھہ فایدہ یا غزلین یا مشاعرون کے تذکرے پھر لڑکیون کو کس طرح تعلیم ہو اور اچھی سمجھہ والی لڑکیان میسر آوین۔

مہاراج سمع خراشی نہو تو عرض کرون سرکار اس باب مین صاف صاف عرض کرتا ہون۔

مہاراج۔ کہو۔ ضرور کہو۔ مجھے بھی آپ لوگون کے حالات سننے اچھے معلوم ہوتے ہین۔

محمد طاہر و محمد قاسم کی باتین

محمد طاہر۔ چہار اج پندرہ سولہ برس ہوئے کہ میرے بھائی محمد قاسم کی بیوی کا انتقال ہو گیا وہ بہت نیک مزاج سلیقہ شعار خوش خلق ہنس مکھ بی بی تھین محمد قاسم کو اور سب رشتہ دارون کو سخت صدمہ ہوا۔ محمد قاسم بہت ضابط آدمی ہین اگرچہ اُن کو بہت رنج ہوا لیکن یہہ کوشش کرتے رہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو اِس ضبط سے اُن کی حالت بہت خراب ہو گئی اور ایک قسم کا جنون شروع ہوا کبھی کبھی یہہ سمجھنے لگے کہ بی بی زندہ ہے اور اِس خیال سے خالی گھر مین گھُس جاتے تھے اور تلاش کرتے تھے۔

جب ہم سب نے اُن کی یہہ حالت دیکھی تو بغیر اِس کے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آئی کہ جلد اُن کا عقد کر دین۔

اگرچہ وہ مجھسے عمر مین کچھہ بڑے ہین لیکن مین اُن کی خدمت مین کسیقدر گستاخ ہون۔ ایک دن مین نے کہا بھائی جان آپ کی حالت بہت ہی متغیر ہوتی جاتی ہے اور یون گفتگو شروع کی۔

محمد قاسم۔ نہین بھائی مین اچھا ہون اللہ کا شکر ہے۔

محمد طاہر۔ نہین بھائی جان آپ کے چہرہ مین نہ وہ خون چمکتا ہے نہ وہ آپ کا جسم رہا گو آپ ضبط کرتے ہین مگر کہین دل کا حال چھپائے سے چھپتا ہے چہرہ دل کا آئینہ ہے جو حالت دل پر گزرتی ہے وہ چہرہ سے نمایان ہوتی ہے

اور آپ کے نو حرکات سکنات اور باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
مین تغیر عظیم واقع ہوا ہے اگر جلد اس کا تدارک نہ کروگے تو کسی سخت
مرض مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

محمد قاسم۔ ہان بھائی پریشان تو بہت ہون مگر یہہ پریشانی تو عمر بھر کی ہے
کیا علاج سے جانی ہے۔ اگر یہہ بچ ہوتے تو تم نے کبھی کا سُن لیا ہوتا کہ
مین ابھی وہین پہنچ گیا جہان وہ نیک بخت گئی ہین۔

محمد طاہر۔ بھائی صاحب سچ ہے مگر خدا کی مرضی مین کسی کا کیا چارہ ہے لیکن
جو بات ہونے والی ہے وہ ہو گئی آپ کچھہ ہی کیجیے وہ تو آن ہی نہین سکتی اب
صبر کیجیے اور بھول جائیے اپنی طبیعت کو دوسری طرف مصروف کیجیے
وہ تو ہو چکا اب اپنے کو سنبھالیے۔

محمد قاسم۔ بھائی تم جو کچھہ کہتے ہو یہہ تو سچ ہے مگر مین اپنے دل کو کیا کرون
مین خود جانتا ہون کہ گیا ہوا نہین آتا۔ اور میری زندگی اس حالت
مین خراب ہے صحت مین ابھی سے فرق آگیا ہے اور تم سے چھپاتا نہین
ہون میرے دماغ مین خلل کے آثار نمایان ہین۔

محمد طاہر۔ یہی مین نے دیکھکر آج آپ سے یہہ گفتگو کی ہے۔ چلیے انتظام کیجیے

محمد قاسم۔ کیا انتظام کرون کچھہ سمجھہ مین نہین آتا۔

محمد طاہر۔ زیادہ باتون سے کیا فائدہ اگر اپنی زندگی منظور ہے تو اب جلد عقد کیجیے

آپ کا دل بہلے گا۔

محمد قاسم۔ بھائی عقد کے نام سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ یہہ تو مجھ سے نہین ہو سکتا ہین نہ گوارا کرون گا کہ ایسی نیک بخت بی بی مرجا دے اور مین دوسری اُس کی جگہ پر لاؤن۔ جو کچھہ ہوگا اپنے پر مصیبت اُٹھاؤنگا یہہ کہکر ضبط نہ کرسکے بے اختیار رونے لگے ہچکی بندھ گئی محمد طاہر نے دل مین کہا کہ اس وقت اس معاملہ مین زیادہ کہنا مناسب نہین اُن کی تسلی کی کہا کہ اللہ پر شاکر رہیے خدا آپ کو صبر دے۔ سرکار پھر کئی دن کے بعد مین نے وقت پاکر بھائی سے کہا کہ اُس دن تو آپکی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی مین خاموش ہو رہا۔ چونکہ مین نے ایک حرکت آپ کے دل مین پیدا کردی ہے اور آپ کو تجویز اور غور کی طرف متوجہ کردیا تھا یقین ہے کہ آپ بھی سوچتے رہے ہون گے اب آپ کا کیا خیال ہوا ہے اس معاملہ کا جلد تصفیہ کیجیے اور ان مصیبت کے دلون کا خاتمہ کیجیے۔

محمد قاسم۔ ہان سوچتا ہون لیکن ابھی طبیعت نے پورا تصفیہ نہین کیا۔ اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر بی بی کے زندگی کا بسر ہونا بہت مشکل ہے مگر رہ رہکر یہی خیال آتا ہے کہ ہائے ایسی نیک تابعدار سچی محبت کرنے والی بی بی اس طرح مرجاوے اور مین دوسری جورو اُس کی جگہ لاؤن

اُس کی خیالی صورت کو جو ہر وقت میرے آنکھون کی سامنے ہے کیونکر دیکھون گا اور کس طرح آنکھ سے آنکھ ملاؤن گا۔

محمد طاہر۔ بھائی یہہ سچ ہے کہ آپ کی بی بی بے انتہا نیک اور نیک طینت نیک خو تھین آپ تو آپ وہ تو سب سے محبت کرنے والی تھین سب کا خیال رکھنے والی سب کے دُکھ درد مین شریک ہونیوالی تھین اُن سے جتنی آپ کو محبت اور جس قدر آپ کو اُن کا خیال ہو تھوڑا ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے کوئی دنیا مین اُن کو پھیر کر نہین لا سکتا اور خدا کی عادت کے خلاف ہے کہ مردے کو زندہ کرے یہہ آپ خود فرماتے ہین کہ اُن کی خیالی صورت آپ کے سامنے ہے وہ خیال ہی خیال ہے۔ جب دنیاوی کاروبار مین زیادہ مصروف ہو جاوینگے اور بی بی آجاوے گی تو یہہ خیال کم ہوتے ہوتے جاتا رہے گا اور بھائی تم تو بہت ضابط مستقل مزاج عقلمند ہو آپنے خود بھائی یوسف خان کو دیکھا ہے کہ جب اُن کی بی بی کا انتقال ہوا تو وہ کس قدر غل و شور مچاتے اور روتے تھے کہ سارے محلہ کی نیند حرام ہو گئی تھی فقیر بنتے تھے۔ بیوی کا مقبرہ بنایا اُن کی قبر کے برابر اپنا سر دابھی بنوالیا فقیر بن کر قبر پر رہنے کو تیار ہوئے وہ جو کوئی اُن سے کچھہ کہتا تھا تو کاٹنے کو دوڑتے تھے پانچ برس تک

اسی مصیبت مین کاٹے پھر آخر بیاہ کیا اور اب ہنسی خوشی سے رہتے ہین کاش پہلے یہہ سمجھ لیتے کہ بیاہ کرنا ہوگا اور کر لیتے تو یہہ زمانہ مصیبت کا جو اُن پر گزرا۔ ایسے ہی آرام سے گزرتا جیسا اب گزر رہا ہے آپ مین اُن مین یہہ فرق ہے کہ وہ کم زور طبیعت کے آدمی ہین ضبط نہین کر سکتے تھے ہائے واسے کرتے تھے آپ زیادہ سمجھ دار مستقل مزاج اور نتیجہ کو سوچنے والے ہین مگر پھر بھی آپ کے سامنے خیالی صورت ہے۔ بسم اللہ کیجئے اور مستقل ارادہ کر لیجئے جتنے دن اس حالت مین گزرین گی تکلیف ہی مین گزرین گے۔ اور کیا دنیا مین وہی ایک بی بی تھی خدا کے ہان کیا کمی ہے کیا تعجب ہے کہ خدا اُس سے زیادہ اچھی بی بی آپ کو دے دے۔

محمد قاسم۔ مین کیا سب جانتے ہین کہ وائے ویلا سے کچھ فائدہ نہ دیر کرنے مین اُن کے ملنے کی توقع۔ مگر میرے اتنے بچے اللہ کی عنایت سے ہین دیکھیے جو آتی ہے وہ اُن سے کیا سلوک کرتی ہے۔

محمد طاہر۔ نہین بھائی اس کا خیال نہ کیجئے نیک اور شریف بی بیان اپنے خاوند کی خوشی ہر حال مین چاہتی ہین وہ ان بچون کو اپنے ہی بچے سمجھے گی وہ کیا بچے ساتھ لے کر آئے گی۔ ان سے اُس کی دل بستگی ہوگی۔

محمد قاسم۔ اچھا بھائی تمہاری جو صلاح ہے مجھ کو بھی منظور ہے کہین تجویز کرو۔

یہہ سنتے ہی مہاراج مین خوش ہو گیا بہن کو خط لکھا کہ جلد کوئی اچھی جگہہ تجویز کرو۔ اور مین نے یہہ خیال کر کے کہ مشکل سے رضامند ہوئے ہین کہین پھر خیال نہ بدل جائے جلدی کی اور دو چار لڑکیان جو خیال مین تھین اُن کا ذکر کیا اور کہا وطن چلو وہان جلدی تصفیہ ہو جائے گا کہین ٹھہر جائین گے اگر ممکن ہوا تو شادی بھی ہو جائیگی سرکار کو یاد ہوگا مین خود اپنی اور اُن کے رخصت کی عرضی لیکر حاضر ہوا تھا اور حضور نے بکمال بندہ نوازی منظور فرمائی تھی اور پندرہ روز کی رخصت مرحمت ہوئی تھی۔

رخصت حاصل کر کے ہم دونون بھائی وطن کو گئے اور قبل اپنی روانگی کے مین نے اپنی بہنون کو لکھ بھیجا تھا کہ قاسم بھائی کو شادی کرنے پر رضامند کر لیا اور اُسی ارادہ سے آتے ہین صرف پندرہ روز کی رخصت ہے جو لڑکیان اس قابل ہون اُن کا خیال رکھنا جب وطن مین پہونچے تو تین لڑکیان اُنھون نے بتائین ایک لڑکی بھائی محمد قاسم کی بی بی مرحومہ کی رشتہ کی بہن ہوتی تھی اور اِس خیال سے کہ بچون کی خالہ ہے بچون سے الفت و محبت رکھے گی دوسری لڑکی میرے رشتہ کی خالہ زاد بہن تھی تیسری بھی ہمارے کنبہ کی لڑکی تھی۔ ہم نے مشورہ کر کے یہہ قرار دیا کہ اول پیغام بچون کی

خالہ پر بھیجا جاوے اگر وہ منظور کر لین تو وہان ہو اور اگر وہ منظور نہ کرین تو دوسری لڑکی جو ہماری خالہ زاد بہن ہوتی ہے اُس پر بھیجا جاوے۔ اگر وہان بھی کسی وجہہ سے نہو سکے تو جو تیسری لڑکی ہے اُس پر پیغام بھیجا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اول پیغام نامنظور تو نہین ہوا مگر اُس مین اس قدر دیر معلوم ہوئی کہ ہماری رخصت بھی ختم ہو جاتی اور تصفیہ نہ ہوتا اس لیئے جلدی کر کے ہم نے اپنی خالہ زاد لڑکی پر پیغام بھیجا۔ یہہ لڑکی سترہ اٹھارہ برس کی عمر کی اُردو فارسی پڑھی ہوئی اور اپنے رشتہ کی تھی۔ مزاج اور طبیعت کی کیفیت ہمارے ہان لڑکیون کی معلوم ہی نہین ہوسکتی اس لیئے کہ کواری لڑکیون کو رشتہ دارون سے بھی چھپاتے ہین اور اس طرح رکھتے ہین کہ کسی کو موقع اُن کے دیکھنے بھالنے کا نہین ملتا مگر ہم یہہ سمجھتے تھے کہ بھائی قائم آسودہ حال ہین ہزار آٹھ سو روپیہ مہینے کی آمدنی ہے خود نیک مزاج ہین۔ بی بی کے سوا کسی کو دیکھنے والے نہین اُن کی طبیعت مین محبت کا مادہ از حد بھرا ہوا ہے۔ لڑکی کے ماباپ کو ایسی آسودگی یا امیری نہین ہے کہ وہ ہمارے گھر کی حالت کو خاطر مین نہ لاوے۔

ہماری کوشش اور اصرار سے نسبت قرار پاگئی اور آٹھ دس روز

ہی مین بیاہ ہوگیا۔ دلہن کو گھر لائے۔ رخصت کے دو چار دن باقی رہگئی تھے وہ تو خاطر مدارات اور شرم ولحاظ مین گزرے۔ ہم دونون گوالیار کو واپس آگئے۔ دس پندرہ دن بعد محرم کی چھٹی ہوئی بھائی محمد قاسم پھر وطن کو گئے کچھہ اپنے گھر اور کچھہ سُسرال مین رہے چھٹی ختم ہونے پر بیوی بی بی کو اپنے ہمراہ یہان لائے۔

اور سرکار اب پندرہ برس ہوگئے ہین۔ معلوم نہین کیا ہے کہ بھائی محمد قاسم تو بی بی کے عاشق ہین ایک دن کی جدائی گوارا انہین ہے مگر باوجود اس آسودگی اور خاطر کے کبھی نہ میان سے خوش نہ ساس نہ سُسرے سے نہ نندون سے سب کی صورت سے نفرت سب کی شکایتین اور اس وجہہ سے بھائی قاسم سے اُن کی سالی ناراض اُن کی ساس ناراض ہین نے خود بھائی قاسم کو دیکھا کہ روتے ہین اور ہر وقت فکر مین گرفتار ہین۔ مگر چونکہ بہت ضبط کرنے والے ہین اور چھوڑنے کو خلاف شرافت اور موجب بدنامی سمجھتے ہین۔ محبت مین ویسے ہی سرشار ہین۔ بیوی کا ان سے یہہ حال ہے کہ لڑتی ہین اور بیہودہ لفظ مُنہ پر بھی آتا ہے کہ چھوڑ دو۔

لڑائی مین مان بہنین موجود ہوتی ہین تو اُن کو بھی اصرار ہوتا ہے کہ یہہ تو نہ تمہارے کہنے کی ہوئی اور نہ ہوگی بس چھوڑ دو کہ قضیہ ہی جاوے

مہاراج - توبہ توبہ یہہ کس قسم کی عورت ہے اور کیسے اُس کے رشتہ دار ہین - ہین اگرچہ مسلمان نہین ہون مگر مجھکو ہمیشہ سے مسلمانون سے رغبت اور اُن سے الفت رہی ہے - چنانچہ میری ریاست مین جتنے مسلمان نوکر ہین کسی دوسرے ہندو ریاست مین نہین ہین اور مجھہ کو اُن کے حالات دریافت کرنے کا شوق رہا ہے اور اسی طرح اُن کے گھر کی باتین سنا کرتا ہون جیسے کہ تم کہہ رہی ہو مگر عورت کے مُنہ سے یا اُس کے رشتہ دارون کے مُنہ سے چھوڑنے کا لفظ ایسا بُرا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی لفظ ہو ہی نہین سکتا -

مرزا ابراہیم بیگ میرے یہان ایک رسالدار تھے وہ بہت تیز مزاج آدمی تھے مگر اُن کی بی بی بھی اُن سے زیادہ سخت اور تیز مزاج ملی تھی لیکن شریف خاندان کی اور بڑی غیرت و حیا والی تھی - مرزا صاحب مجھ سے اپنی باتین کیا کرتے تھے اور مین دریافت کیا کرتا تھا - دونو جاہل تھے خوب لڑتے تھے - مرزا صاحب کو غصہ آتا تھا اور مزاج بہت بگڑ جاتا تھا تو بی بی سے کہتے تھے کہ خدا کے واسطے میرا پیچھا چھوڑ دو -

بس وہ بگڑ جاتی تھین اور کہتی تھین کہ چھوڑنے کی کیا معنی مین اشراف ہون مر کر بھی نہین چھوڑون گی اگر تو اشراف ہے تو چھوڑنے کا نام منہ سے

کبھی نہ نکالیو اور سب کچھہ کرین سہ لونگی مگر یہہ نہین سن سکتی۔

محمد طاہر۔ مہاراج سچ ہے۔ بھائی قاسم بھی کہتے ہین کہ عمر بھر کا ساتھہ ہے چھوڑنے کی کیا معنی مرون کھپون مصیبت مین کاٹون مگر یہہ نہین ہوگا کہ جس سے نکاح کیا جس کو پاس رکھا اُس کو چھوڑ دون۔ مین تو اس قسم کا آدمی ہون کہ اگر کسی سے معمولی ملاقات بھی ہو جائے تو عمر بھر اُس کو قایم رکھون اور کبھی کسی کو اس کہنے کا موقع ندون کہ کل ملاقات تھی آج نہین رہی

مہاراج اصل یہہ ہے کہ بھائی قاسم شریف مزاج نیک طبیعت اور عقلمند آدمی ہین وہ بُرے نتایج کو سمجھتے ہین اور دبتے چلے جاتے ہین۔ بی بی اُن پر غالب ہوگئی ہین اور بالکل حضرت مولانا روم کے اشعار کی موافق حال ہے۔

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان ؛ غالب آید سخت بر صاحب دلان
باز بر زن جاہلان چیرہ شوند ؛ زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند

جاہل اور تیز مزاج تند خو عورتین نیک مردون پر غالب آجاتی ہین۔ لیکن جاہل تند خو مرد عورتون پر غالب رہے ہین۔ اگر بھائی قاسم ان دوسرے شوہر کے موافق جاہل اور تند خو بن جاوین تو اُن کی بی بی کی حالت بدل جاوے مگر یہہ اُن سے نہین ہوسکتا اُن کی نیکی تو یہانتک ہے کہ ایک دفعہ اُن کے سالے بہت بگڑے وہ بھی سخت جاہل اور تیز مزاج ہین

اور ایک شخص سے کہا کہ ہم چار بھائی ہین ایک ہم مین سے نہین ہوگا
اُس شخص نے میرے سامنے یہہ مقولہ اُن کے سالہ کا بھائی قاسم کے سامنے
بیان کیا کہ تمہارے سالے تمہاری جان کے دشمن ہین وہ کہتے ہین کہ
ایک ہم مین سے نہوگا تو بھائی قاسم نے سنکر کہا کہ مجھکو یقین نہین ہے کہ
اُنھون نے ایسا کہا ہو اس لیئے کہ اُن کو میری جان اس سے زیادہ
عزیز ہے جتنی کہ مجھکو اپنی جان ہے میرے مرنے سے اُن کی بہن رانڈ
ہو جاوے گی اُن کی بھانجہ بھانجی یتیم ہو جاوینگے اور جو کچھہ مجھہ سے اُن کیواسطے
ہوتا ہے وہ بھی جاتا رہے گا۔

مہاراج۔ بس بھائی بس۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ مگر مین مفصل محمد قاسم کے
پندرہ برس کے حالات سننا چاہتا ہون۔

محمد طاہر۔ مفصل تو وہ خود ہی بیان کر سکتے ہین۔ ہان روز کی باتین جن کو ہم
لوگ بھی دیکھتے ہین وہ مین عرض کر سکتا ہون۔

مہاراج۔ اچھا اب محمد قاسم کو میرے پاس بھیجئے اور اُن سے یہہ نہ کہیئے گا کہ کیون
بلایا ہے۔

محمد قاسم اور مہاراج گوالیار کی گفتگو

سردی کا موسم پوس کا مہینہ ہے مہاراجہ گوالیار پھول باغ کی کوٹھی
مین رونق افروز ہین کمرے سردی کے سامانون سے آراستہ ہین کشمیری

وایرانی قالین بچھے ہین گاؤتکیہ لگے ہین جھاڑ فانوسون لیمپون کی روشنی ہے دیوارون پر قدآدم آئینہ بلکہ اُس سے بھی بڑے بڑے قرینہ سے لگے ہوئے ہین جن مین جھاڑ فانوس لیمپون کی روشنی کا عکس پڑتا ہے درباری جمع ہین محمد قاسم عمدہ لباس پہنے شالی پٹکہ سر سے باندھے دو شالہ اوڑھے کمرہ مین داخل ہوئے حسب معمول ادب سے آداب بجالائے اور اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ درباری ادھر اُدھر کی خبرین مہاراج سے عرض کرتے ہین کچھ مہاراج استفسار فرماتے ہین دو گھنٹہ محفل گرم رہی پھر لوگ رخصت ہونے لگے جب دو تین ہی آدمی رہ گئے محمد قاسم اُٹھی

محمد قاسم۔ ہاتھ باندھ کر۔ مہاراج۔ محمد طاہر نے کہا تھا کہ حضور نے اس غلام کو یاد فرمایا ہے۔

مہاراج۔ ہان میر صاحب مین نے محمد طاہر سے کہا تھا مین کچھ آپ سے پوچھا چاہتا ہون۔ مگر جب تنہائی ہو تو دریافت کرون۔

محمد قاسم۔ غلام حاضر ہے حکم ہو تو حاضر رہے ورنہ جب سرکار یاد فرما دین حاضر ہو۔

مہاراج۔ اگر آپ ٹھہر سکین تو تھوڑا ٹھہرئے اگر کچھ ہرج ہو تو پھر آئیے گا۔

محمد قاسم۔ غلام خانہ زاد تابعدار ہے حاضر ہے سرکار کی تعمیل ارشاد مین میرا کیا ہرج ہو سکتا ہے۔

مہاراج۔ نہین نہین کچھ ایسی ضروری بات نہین ہے۔ فرصت مین باتین ہو سکتی ہین۔

محمد قاسم - غلام تو حاضر ہے۔ غلام کا کچھہ حرج نہین ہے۔

مہاراج - اچھا ٹھہرو۔ میری طبیعت بھی آج درست ہے۔

تھوڑی دیر وقفہ کرکے مہاراج اُٹھے اور آرام گاہ مین تشریف لے گئے۔ جہان چاندی کی پلنگڑی بچھی تھی اُس کے آگے کشمیری پشمینہ کا عمدہ چھوٹا سا قالین بچھا تھا۔ مہاراج قالین پر بیٹھے اور محمد قاسم کو بلایا وہ حاضر ہوئے چوب دارون ملازمون کو حکم ہوا کہ سب علیحدہ ہو جاوین کمرہ کے دروازے بند کردین۔

محمد قاسم کو تعجب ہوا کہ کیا ایسے راز کی بات ہے کہ اس قدر احتیاط کی گئی مگر خاموش بیٹھے تھے۔

مہاراج - محمد قاسم صاحب۔

محمد قاسم - حضور۔

مہاراج - بھائی تمہاری دوسری شادی ہوئی ہے اور اُس کو عرصہ بھی ہو گیا ہے مین دیکھتا ہون کہ تم کچھہ چپ چپ رہتے ہو اور جب سے تمہاری شادی ہوئی وہ پہلی سی تمہاری طبیعت اور وہ خوشی تمہارے چہرہ سے غائب ہو گئی ہے میرا کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ تم سے کیفیت پوچھون مگر پھر خیال نہین رہا اب کئی دن ہوئے کہ ایک ایسا ہی تذکرہ ہوا تو مجھکو خیال آیا اس لیے مین نے محمد طاہر صاحب سے کہا کہ آپ کو میرے پاس بھیجین۔

ہین تم کو اور تمہارے بھائی کو بہت عزیز رکھتا ہون اور اپنا عزیز ہی سمجھتا ہون اور مجھے شوق ہے کہ تمہارے خانگی حالات بھی مجھے معلوم ہون اور اُن سے ہمدردی ہو اس لیئے مین چاہتا ہون کہ اپنی زندگی کے پورے مفصل حالات جو اس بی بی کے ساتھ گذرے ہمین بیان کرو۔

محمد قاسم کو بہت تعجب ہوا کہ آج یہہ کیا معاملہ ہے کس نے مہاراج سے کہا ہے یا کسی نے شرارت کی ہے سوچتے تھے اور خاموشی کا عالم تھا۔

محمد قاسم۔ آنکھون مین آنسو بھر کے۔ حضور کے ہم نمک خوار ہین ہمارا گوشت پوست سب حضور کا ہے حضور سے اپنے خانگی حالات عرض کرنے مین ہم کو کچھہ تامل نہین ہونا چاہیئے مگر یہہ میان بی بی کا قصہ کچھہ ایسا ہے کہ اس کی کسی کو بھی خبر نہین ہوتی اور نہ ہونی چاہیئے۔ آپس کا معاملہ ہے کبھی رنجش ہو جاتی ہے اور کبھی میل ہو جاتا ہے بعض بے وقوف مرد اور عورتین رنجش و لڑائی کا ڈھنڈورہ تو تمام دنیا مین پیٹ دیتے ہین اور پھر میل کا ذکر ہی نہین ہوتا اس سے بہتر یہی ہے کہ جیسے باہمی میل جول کے کسی کو خبر نہین ہوتی ایسے ہی رنجش کی بھی خبر نہ ہو اور آج کیا معاملہ ہے کہ حضور ایسا ارشاد فرماتے ہین۔ کسی نے شرارت سے کوئی بات حضور سے کہدی ہوگی جس سے مہاراج کے دل مین ایسا خیال آیا۔

مہاراج۔ نہین نہین میرا مطلب یہہ نہین ہے کہ آپ اپنی حالت کو مشہور کرین مگر مین تو

تم کو عزیز سمجھتا ہون اس لیے تمہاری بھلائی بُرائی مین شریک ہونا چاہتا ہون اور جب مین تم کو ایسا سمجھتا ہون تو تم بھی مجھکو غیر اور محض راجہ نہ سمجھو اس لیے مجھسے اپنی خوشی اور تکلیف کی دونون حالتین بیان کرو میرا اس مین ایک مطلب ہے وہ ابھی نہین کہتا مگر تم کو سچ سچ بیان کرنا چاہیے۔

راجہ نے بہت ضد کرنی شروع کی تین ہٹون مین کی ایک راج ہٹ بھی مشہور ہے۔ محمد قاسم عذر کرتے تھے اور ٹالتے تھے اور کمرہ یہہ کہتی تھی کہ حضور کو آج یہہ کیا خیال آیا کہ اس قدر اصرار ہے۔ مگر راجہ صاحب کا اصرار کم ہوتا تھا

محمد قاسم۔ جو جو باتین مجھ پر گزری ہین وہ مجھے یاد بھی نہین رہین مین نے خود اُن کو بھلا دیا اپنے دل و دماغ مین جمنے ہی نہین دیا اس لیے کہ مجھکو ساری عمر اس بی بی کے ساتھ کاٹنی ہے مین بی بی کو بعض نالائقون اور بے غیرت آدمیون کی طرح پاؤن کی جوتی نہین سمجھتا کہ جب اُس نے کاٹا پھینک دیا یا پُرانی ہوئی بدل ڈالی۔ مین تو اسے جسم کا ایک حصہ سمجھتا ہون اگر اُس مین پھوڑا نکل آیا تو بھی مرتے دم تک اُس کا علاج ہی کیے جاؤن گا اور یہہ اُمید رکھون گا کہ اچھا ہو جائے گا۔ دنیا بہ امید قائم آس بندھی رہے گی نبھے جائے گی۔

اگر مین بی بی کی کچھ ادائیان اور بُرائیان یاد رکھون تو بی بی کے پاس بیٹھنا

اور اُس سے ملنے کا لطف بھی جاتا رہے اس لیئے ہر روز نیا ہو جاتا ہون
پچھلی باتین سب بھول جاتا ہون اور اس طرح پیش آتا ہون کہ کبھی کوئی سنبج
ہوا ہی نہین تھا - ایسی حالت مین سرکار مین کیا باتین یاد کرون اور کیا سکر
سے عرض کرون - مجھے معاف فرمایئے - اللہ کا شکر ہے میری حالت اچھی ہی
اور مجھ کو کچھہ شکایت نہین -

مہاراج - ان باتون سے کیا فایدہ مجھکو تمہاری ساری باتین معلوم ہوگئین ہین مگر دوسرے
واسطے سے معلوم ہوئی ہین مین خود تمہارے مُنہ سے سُننا چاہتا ہون -

محمد قاسم - مین ایسا مُونہہ کہان سے لاؤن کہ خود اپنی بی بی کی جس کو مین عزیز رکھتا ہون
جس کے ساتھہ تمام عمر مجھکو بسر کرنی ہے شکایت کرون میرے تو مُنہ سے کوئی
بات نہین نکلتی -

مہاراج - ذرا خفا ہوکر - آپ نے میرا اتنا وقت ضایع کیا اور میری مہربانیون کا کچھہ خیال
نہ کیا اور اس اصرار پر بھی آپ کا انکار چلا جاتا ہے -

محمد قاسم - نہایت تنگ ہوکر - حضور ہماری جان مال کے مالک ہین نہ اس وجہ سے کہ
ہم حضور کے نمک خوار ہین بلکہ جو عنایات شاہانہ ہمارے سارے خاندان پر
حضور کی رہی ہین اُنھون نے ہم کو غلام بنا دیا ہے مگر کیا عرض کرون میرے مُنہ سے
شکایت کا لفظ ہی نہین نکل سکتا -

مہاراج - تم عجب آدمی ہو تمہاری بی بی اور ساس اور سالے تو تمہاری ساری دنیا ہین

دوست آشناؤن غیرون کے سامنے شکایت کرتے پھرتے ہین اور تمہارے منہ پر ایسا قفل لگا ہے کہ تم سچ بات بھی نہین کہتے۔

محمد قاسم ۔ بجا ہے وہ کرتے ہون گے مین نے اُن سب کے ساتھ بُرائی کی ہے اور اُن کو تکلیف پہنچائی ہے مگر میرے ساتھ کسی نے بُرائی نہین کی ہین کیا شکایت کرون اور مجھ کو تو اس کا ہرگز یقین نہین ہے کہ وہ میری شکایتین کرین گے۔

مہاراج ۔ مجھ سے تمہارے ایک رشتہ دار نے کہا کہ تمہارے چار روپیہ مہینہ کے سپاہی کے ساتھ میری بیٹی بیاہی جاتی تو اس حالت سے اچھی رہتی ایسا تم نے کیا ستایا ہے۔

محمد قاسم ۔ بس حضور رہنے دیجئے۔ کیون سرکار میری زندگی خراب کرتے ہین مجھے تو یقین نہین ہے حضور سے کسی نے غلط کہدیا ہوگا۔

مہاراج ۔ اچھا سچ بتاؤ تم نے بھی یہہ سنا ہے یا نہین۔

محمد قاسم ۔ ایسی بہت سی باتین لوگ آپس مین لڑائی کرانے کو بنا دیتے ہین اس زمانہ مین کچھ لوگون کو مزہ آتا ہے کہ دو آدمیون کو لڑا دین۔

مہاراج ۔ نہین نہین یہہ بتاؤ کہ تم نے بھی سنا یا نہین۔

محمد قاسم ۔ حضور مین نے سنا تھا مگر مین نے خود اپنی ساس سے پوچھا تو انھون نے انکار کیا مجھے اُن کی بات کا اعتبار ہے۔

مہاراج ۔ واہ بہت خوب وہ کیا وہ کہہ دیتین کہ ہان ایسا کہا تھا۔ مین سمجھتا ہون آپ ایسے بیوقوف تو

نہین ہین مگر بات کو بڑہانا نہین چاہتے۔ اس لیے اپنے دل کو یہی یقین دلایا
کہ غلط کہا۔ بہر صورت جو کچھہ ہو وہ کہو۔
محمد قاسم بہت پریشان ہین ادھر دیکھتے ہین کہ راجہ کو ضد ہوگئی ہے اور برابر
اصرار چلا جاتا ہے ناخوشی کا اظہار ہوتا ہے ادھر یہہ نیک نہاد آدمی اُن باتون
کو جن سے اُس کو رنج اور تکالیف پہونچے تھین یاد کرنا نہین چاہتا ہے۔ دل مین
کہتا ہے ایک تو اپنی بی بی کی بُرائی خود کرتے شرم کی بات ہے اور شرافت
کے خلاف ہے دوسرے اُن باتون کو یاد کرنے اور بیان کرنے سے رنج تازہ
ہوگا اور محبت مین فرق آئے گا بی بی سے ملنے جُلنے کا لطف جاتا رہے گا
کیونکر راجہ صاحب سے پیچھا چھوٹے۔ جب کچھہ سمجھ مین نہ آیا تو عرض کی کہ مہاراج
میری زبان سے تو نہین نکل سکتا لیکن مین اپنی کتاب یادداشت مین بعض بعض
ایسی باتین لکھتا ہون وہ کتاب موجود ہے حضور کے ملاحظہ مین گزرانون گا۔

مہاراج ۔ ہان آپ نے لکھا ہے۔

محمد قاسم ۔ جناب عالی کبھی لکھ لیتا تھا۔

مہاراج ۔ اچھا تو مجھکو دنیا مین خود پڑھ لون گا اُس مین کوئی بات ایسی تو نہین لکھی
ہے جس کو مجھے دکھانا نہین چاہیئے۔

محمد قاسم ۔ حضور سے کیا پردہ ہے اور ایسی بات کون سی ہوسکتی ہے جو حضور سے چُھپائی
جائے لیکن بہت اور باتین ہین جو محض یادداشت کے واسطے

لکھ لی ہین۔

محمد قاسم رخصت ہوئے اور گھر پہنچے۔ مگر تمام رات بہت پریشان رہے کہ آج یہ کیا معاملہ تھا کیون مہاراج نے اس قدر اصرار کیا کس نے اُن سے کہدیا خیر کچھ خیال آگیا ہوگا۔ بہرصورت راجاؤن کے خیال کی بات ہے شاید اب یاد بھی نہ رہے جب تک خود نہ مانگین مین اپنے خانگی حالات سے راجہ تو راجہ کسی کو بھی مطلع کرنا نہین چاہتا بلکہ خود بھی دیکھنا نہین چاہتا اگر کبھی مانگین گے تو کہدونگا کہ وہ یادداشت گم ہوگئی صبح ہرکارہ مہاراج کا جس کو رات ہی حکم دے دیا تھا کہ محمد قاسم کے پاس سے کتاب لادے دروازہ پر آموجود ہوا کہ جس کتاب کے بھیجنے کا مہاراج سے آپ اقرار کرآئے ہین وہ حوالہ کیجیے۔ محمد قاسم بہت پریشان ہوئے سوچکر ہرکارہ کو کہا کہ ایک کتاب نہین ہے ہر سال کی الگ الگ کتاب ہوتی ہے اور اُس مین کہین کہین وہ مضمون ہے جسکو مہاراج دیکھنا چاہتے ہین مین سب کو جمع کرکے اور وہ خاص مضامین منتخب کرکے مہاراج کے حضور مین گزرانون گا یہہ کہکر ہرکارہ کو رخصت کیا۔ اب فکر مین مبتلا ہوئے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اپنی سب کتابین جمع کین اور انتخاب کا قصد کیا کہ ایسی معمولی باتین چھانٹ لیتا ہون جو کم دلچسپ سب مین ہون مین ایسی بات کوئی نہین لکھون گا جس سے میری بی بی بدنام ہو۔

(اس کے آگے کے اوراق دستیاب نہین ہوئے)

۳۹۶ ۷ - ھ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا ۔

تجویز نمبر ۔

جامعہ عثمانیہ [illegible] منظور ہوا کہ

۱۔ اراکین مجلس [illegible] کو ایک ایک نسخہ [illegible] اور ان کے

علاوہ [illegible] شعبہ جات [illegible] کو ایک ایک نسخہ [illegible] دیا جائے گا

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ [illegible] کو ایک ایک نسخہ [illegible]

[illegible] دو کتابیں [illegible]

۳۔ [illegible]

[illegible]

۴۔ [illegible] کتابیں [illegible] دیا جائے گا

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ کتاب [illegible]

۸۔ [illegible]